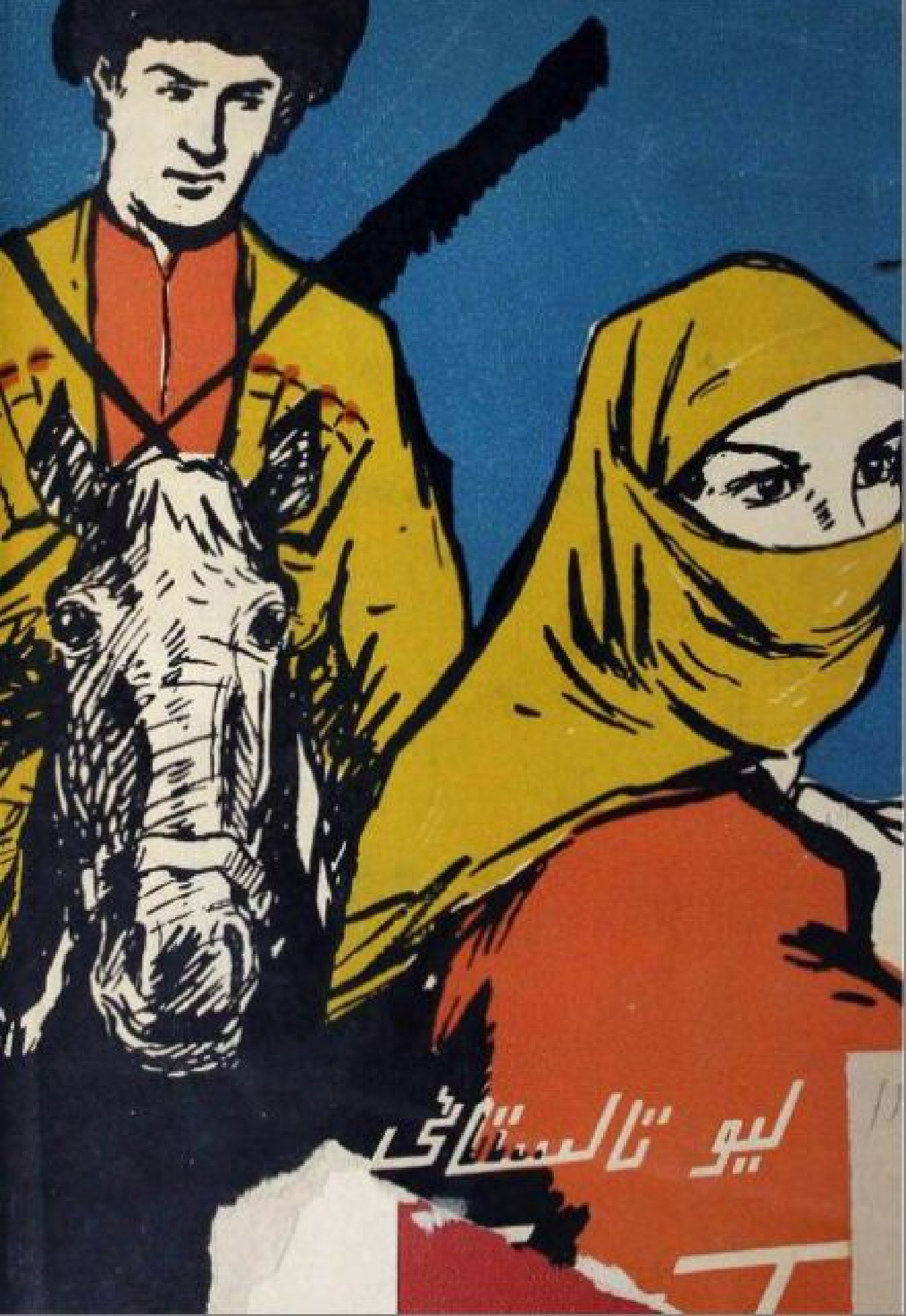
لیو تالستائی

لیو ٹالسٹائی

کزاک

My LIBRARY

Rare Books' Collection

Pdf Made By: Muhammad Asif

Group Name: My Library

Id Contact: M.Asif.007

روسی
کلاسیکی ادب
کا
سلسلہ

۱

ماسکو پر خاموشی طاری تھی، شاذ و نادر ہی سردی کی چادر میں لپٹی ہوئی ان سڑکوں سے پہیئے کے گزرنے کی آواز سنائی دیتی — کھڑکیوں میں روشنی کا نام و نشان تک نہ تھا

اور گلیوں کی لالٹینیں بھی خاموش تھیں — گرجا کی گھنٹیاں بج رہی تھیں، نیند کی آغوش میں ڈوبے ہوئے اس شہر میں گونجتی ہوئی یہ گھنٹیاں صبح کی یاد دلا رہی تھیں — سڑکیں سنسان پڑی تھیں، کبھی کبھار کوئی برف گاڑی، ریت اور برف میں راستہ بناتی ہوئی گزر جاتی اور اگلی سڑک کے نکڑ پر پہنچتے ہی دوسری سواری کے انتظار میں کوچوان گہری نیند سو جاتا — ایک بوڑھی عورت قریب سے گزرتی ہے، وہ گرجا جا رہی ہے جہاں ادھر ادھر بکھری ہوئی چند موم بتیاں جل اٹھتی ہیں — ان کی لال لال لوؤں کا عکس عیسیٰ کی تصویروں پر منڈھے ہوئے گیلٹ پر پڑ رہا ہے — جاڑوں کی طویل رات کے بعد مزدور جاگ رہے ہیں، وہ کام پر جانے کے لئے نکل پڑے ہیں —

لیکن امرأ شرفا کے لئے ابھی شام ہی ہے —

شیوالیئے * ریستوراں کی جھلملیوں کی درزوں سے ابھی تک روشنیاں جھانک رہی ہیں —— روشنیاں جن کی اس وقت ممانعت ہے — دروازے کے قریب ایک گاڑی، کئی برف گاڑیاں اور گاڑی بان ایک دوسرے سے جٹے کھڑے ہیں — تین گھوڑوں والی ایک ڈاک گاڑی بھی نظر آ رہی ہے — چوکیدار سردی کی وجہ سے گٹھری سا بنا ہوا ہے — ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ گھر کے کونے کی اوٹ میں چھپا جا رہا ہو —

"اور آخر اس سب بکواس کا فائدہ بھی کیا؟"، ویٹر سوچتا ہے، وہ ہال میں بیٹھا ہے اس کے چہرے پر جھریوں کے ہلکے ہلکے نشان نظر آ رہے ہیں — "جب کبھی میرے کام کرنے کا دن ہوتا ہے تو ہمیشہ یہی کہانی دہرائی جاتی ہے!"

---

* انیسویں صدی میں ماسکو کے کسی ہوٹل اور ریستوران کا مالک —

برابر والے چھوٹے سے کمرے سے، جو روشنیوں سے منور تھا، تین نوجوانوں کی آواز آ رہی ہے — نوجوان کمرے میں میز کے گرد بیٹھے ہیں جس پر رات کا بچا کھچا کھانا اور شراب بکھری ہوئی ہے — ان میں سے ایک، سیدھا سادھا، پتلا دبلا اور سفید پوش نوجوان تھکی تھکی اور محبت بھری نظروں سے دوسرے دوست کو دیکھ رہا ہے جو سفر پر جانے والا ہے — ایک اور لمبا سا نوجوان، اپنی گھڑی کی چابی سے کھیل رہا ہے — وہ اس میز کے قریب ایک صوفے پر لیٹا ہوا ہے جس پر ابھی تک خالی بوتلیں پڑی ہیں — تیسرا نوجوان بھیڑ کی کھال کا نیا کوٹ پہنے ہوئے ادھر سے ادھر ٹہل رہا ہے — تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ ٹھہر جاتا ہے اور اپنی مضبوط اور موٹی موٹی انگلیوں سے بادام توڑنے لگتا ہے — کتنے صاف تھے اس کے ناخن — نجانے وہ کس بات پر مسلسل مسکرائے جا رہا ہے — اس کی آنکھیں اور اس کا چہرہ دمک رہے ہیں — وہ بہت گرم جوشی سے باتیں کر رہا ہے، ساتھ ساتھ ہاتھ سے اشارے بھی کرتا جا رہا ہے مگر شاید اسے وہ الفاظ نہیں مل رہے ہیں جن کی اسے تلاش ہے — اور جو الفاظ اس کے لبوں پر آ رہے ہیں ان میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ ان جذبات کا اظہار کر سکیں جو اس کے دل میں موجیں مار رہے ہیں — اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی ہے —

"اب میں سب کچھ کہہ سکتا ہوں!"، مسافر کہتا ہے — "میں اپنی صفائی پیش نہیں کر رہا ہوں — لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم کم از کم میری نظر سے مجھے دیکھنے کی کوشش کرو، اور اس معاملے کو عام اور گھٹیا نقطہ نظر سے نہ دیکھو — تم کہتے ہو میں نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا؟"، وہ اس نوجوان کی طرف دیکھ کر کہتا ہے جو بڑی محبت بھری نظر سے اسے دیکھ رہا تھا —

''ہاں قصور تمہارا ہے،، موخرالذکر کہتا ہے، اور اس کی آنکھوں سے اور زیادہ تھکن، اور زیادہ محبت ٹپکنے لگتی ہے—

''میں جانتا ہوں تم ایسا کیوں کہتے ہو،، مسافر کہہ رہا ہے— ''تم سمجھتے ہو کہ کسی کا محبوب بننا بھی اتنا ہی دلکش ہے جتنا خود کسی کی محبت میں جلنا، تم سمجھتے ہو کہ اگر ایک دفعہ آدمی اس مسرت کو پالے تو وہ اس کی ساری زندگی کے لئے کافی ہے—،،

''ہاں میرے دوست، یقیناً کافی ہے— کافی سے بھی زیادہ ہے،، سیدھا سادھا اور چھوٹے قد والا شخص آنکھیں جھپکا جھپکا کر اصرار کرتا ہے—

''مگر آخر مرد بھی کیوں نہ کرے محبت؟،، مسافر کسی سوچ میں ڈوبا ہوا بڑی رحم بھری نظروں سے اپنے دوست کو دیکھ رہا ہے— ''آخر آدمی کیوں نہ کرے محبت؟ محبت ہو نہیں جاتی... نہیں کسی کا محبوب ہونا بڑی بدنصیبی ہے! ہاں جب آدمی وہ سب کچھ نہیں دیتا، نہیں دے سکتا، جو وہ پاتا ہے، تو وہ مجرم سا محسوس کرتا ہے، اور یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے— اف میرے خدا!،، وہ ہاتھ ہلاتا ہے— ''کاش ان واقعات میں کوئی منطق ہوتی! لیکن سارا معاملہ گڈمڈ ہو جاتا ہے— ہماری مرضی تو دھری رہ جاتی ہے اور واقعات جو رخ چاہتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں— کیوں، بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے نا، جیسے میں نے وہ محبت چرا لی ہو! تم بھی یہی سمجھو، دیکھو انکار نہ کرو، تمہیں یہی سمجھنا چاہئے! جانتے ہو، مجھے زندگی میں جتنی حماقت آمیز اور قابل نفرت حرکتیں کرنے کا موقع ملا ہے، ان میں سے صرف ایک یہی ہے جس کا نہ مجھے افسوس ہے نہ ہوگا— میں نے نہ آغاز محبت کے دوران میں جان بوجھ کر خود کو یا اسے دھوکا دیا، نہ انجام محبت کے دنوں میں— مجھے ایسا محسوس ہوا، کہ آخر میں بھی

تیر محبت کا شکار ہو گیا ہوں، لیکن بعد میں مجھے پتہ چلا کہ میں انجانے طور پر خود کو دھوکا دے رہا تھا — اس طرح محبت کرنا نا ممکن ہے — اور میں عشق کی راہ پر آگے نہ بڑھ سکا، مگر وہ بڑھتی چلی گئی — اس میں میرا کیا قصور کہ میں آگے نہ بڑھ سکا؟ آخر میں کیا کرتا؟،،

''بہر حال، جو بھی ہو، اب تو وہ کہانی ختم ہی ہو چکی!،، اس کے دوست نے جاگنے کی کوشش میں سگرٹ سلگاتے ہوئے کہا — ''مگر یہ ضرور ہے کہ تم نے آج تک کسی سے محبت نہیں کی، اور تم نہیں جانتے کہ محبت کیا چیز ہے!،،

بھیڑ کی کھال کے کوٹ والا شخص کچھ کہنے والا تھا، اس نے سر پر ہاتھ رکھ لئے، مگر جو کچھ کہنا چاہتا تھا نہ کہہ سکا —

''کبھی محبت نہیں کی! ہاں بالکل ٹھیک، میں نے کبھی محبت نہیں کی! مگر بہر حال میرے دل میں محبت کرنے کی خواہش تو ہے، کوئی خواہش کوئی تمنا اس خواہش اس تمنا سے زیادہ زبردست زیادہ گہری نہیں ہو سکتی! لیکن سوال یہی ہے کہ ایسی محبت کا وجود ہے بھی یا نہیں؟ ہمیشہ کچھ نہ کچھ کمی رہ جاتی ہے — آہ، ہوں! باتیں کرنے سے بھی کیا حاصل؟ میں نے زندگی کو عجیب گورکھ دھندا بنا دیا! مگر بہر حال، تم ٹھیک ہی کہتے ہو اب تو سب کچھ ختم ہو چکا — مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اب میں نئی زندگی کا آغاز کر رہا ہوں — ،،

''جس کو تم پھر گورکھ دھندا بنا ڈالوگے،، اس شخص نے کہا جو صوفے پر لیٹا ہوا اپنی گھڑی کی چابی سے کھیل رہا تھا — لیکن مسافر نے اس کی بات نہیں سنی —

''مجھے جانے کا دکھ بھی ہے اور خوشی بھی،، وہ کہے جا رہا تھا — ''میں اداس کیوں ہوں، یہ مجھے خود بھی نہیں معلوم — ،،

اور مسافر یہ دیکھے بغیر صرف اپنے بارے میں بولتا چلا گیا، کہ یہ باتیں دوسروں کے لئے اتنی دلچسپ نہیں ہیں جتنی خود اس کے لئے — آدمی میں روحانی وجد کے لمحوں میں جس قدر خودپرستی پیدا ہو جاتی ہے اتنی اور کبھی نہ ہوتی ہوگی، ایسے لمحات میں وہ سمجھتا ہے کہ دنیا کے پردے پر اس سے زیادہ دلچسپ، اس سے زیادہ لاجواب ہستی کوئی ہو ہی نہیں سکتی —

''دمتری اندریئےوچ، کوچوان اب اور انتظار نہیں کرے گا!،، ایک نوجوان خدمتگار نے اندر داخل ہوتے ہوتے کہا، وہ بھیڑ کی کھال کا کوٹ پہنے ہوئے تھا اور اس کے سر پر رومال بندھا تھا — ''گھوڑے گیارہ بجے سے جتے ہوئے ہیں، اور اب چار بج رہے ہیں!،،

دمتری اندریئےوچ نے اپنے خدمتگار وانیوشا کی طرف دیکھا، وانیوشا کے سر پر بندھا ہوا رومال، اس کے فلٹ بوٹ، اور نیند کا ماتا چہرہ اپنے مالک کو ایک نئی زندگی کی طرف بلا رہا تھا، ایسی زندگی جو محنت، سختیوں اور ہماہمی سے پر ہوگی —

''واقعی ٹھیک ہے! خدا حافظ!،، اس نے اپنے کوٹ کے کھلے ہوئے ہک کو ٹٹولتے ہوئے کہا —

اس مشورے کے باوجود کہ کوچوان کو ووڈکا کا ایک جام دیکر خوش کر دینا، اس نے ٹوپی پہنی مگر کمرے کے بیچ میں کھڑا رہا — دوستوں نے ایک دوسرے کو پیار کیا، ایک دفعہ پھر کیا، اور تھوڑے سے وقفے کے بعد تیسری دفعہ جدائی کے اس منظر کو دہرایا — مسافر میز کے قریب پہنچا، اور ایک جام چڑھا گیا، پھر اس نے سیدھے سادھے میانہ قد ساتھی کا ہاتھ تھام لیا، اور اس کا رنگ سرخ ہو گیا —

''اف، ہوں بہر حال میں تو آج ساری باتیں کرکے ہی رہوں گا... ہاں مجھے ضرور کرنی چاہیں، اور میں تمہارے ساتھ بالکل

صاف گوئی سے کام لوں گا کیونکہ تم مجھے بہت عزیز ہو... تم اس سے محبت کرتے ہو؟ مجھے ہمیشہ سے یہ خیال تھا... ٹھیک ہے نا؟،،

'' ہاں،، اس کے دوست نے اور بھی زیادہ خلوص و محبت سے مسکراتے ہوئے کہا—

'' اور شاید...،،

''معاف کیجئے گا جناب، مجھے حکم ہے کہ بتیاں بجھا دوں—،، نیند میں ڈوبے ہوئے ویٹر نے کہا — اس بات چیت کا آخری حصہ اس نے سن لیا تھا — وہ سوچ رہا تھا کہ یہ امیر لوگ ہمیشہ ایک ہی مسئلے کو کیوں رگڑتے رہتے ہیں — ''میں کس کے نام بناؤں بل؟ آپ کے نام جناب؟،، اس نے لمبے آدمی کی طرف مڑتے ہوئے کہا — وہ خوب جانتا تھا کہ ایسے موقعوں پر کس سے مخاطب ہونا چاہئے —

''میرے نام،، لمبے آدمی نے جواب دیا ''کتنا ہے؟،،

''چھبیس روبل —،،

لمبے آدمی نے لمحے بھر کچھ سوچا، مگر کہا کچھ نہیں، اور بل اپنی جیب میں رکھ لیا —

باقی دونوں کی باتیں جاری تھیں —

''خدا حافظ، لاجواب ہو دوست تم!،، سیدھے سادھے آدمی نے کہا — اس کی آنکھوں میں بلا کی نرمی تھی —

دونوں کی آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے — دونوں برساتی میں آ گئے —

''اوہ خوب یاد آیا،، مسافر نے لمبے آدمی کی طرف مڑتے ہوئے کہا، اس کا چہرہ شرم سے گلابی ہو رہا تھا — ''کیا تم شیوالیئے کا بل چکا دوگے؟ ذرا مجھے اس کے بارے میں لکھ بھی دینا —،،

''ہاں، ہاں، ٹھیک ہے!،، لمبے آدمی نے اپنے دستانے چڑھاتے ہوئے کہا — ''کس قدر رشک آ رہا ہے مجھے تم پر!،، برساتی میں پہنچنے کے بعد وہ ایکدم کہہ اٹھا —

مسافر برف گاڑی میں داخل ہو گیا، اس نے اپنا کوٹ اچھی طرح لپیٹ لیا اور کہنے لگا ''تو آ جاؤ!،، بلکہ وہ تو ذرا سا کھسک بھی گیا تاکہ اس شخص کے لئے جگہ ہو جائے جس نے کہا تھا کہ مجھے تم پر رشک آ رہا ہے — اس کی آواز کانپ گئی —

''خدا حافظ میتیا! مجھے امید ہے کہ تم خدا کی مہربانی سے...،، لمبے آدمی نے کہا — مگر اس کو صرف ایک ہی خواہش تھی کہ مسافر جلد از جلد چلا جائے، اور وہ اپنا جملہ پورا نہ کر سکا —

لمحے بھر وہ خاموش رہے، اور پھر کسی نے دوبارہ کہا ''خدا حافظ،، — ایک آواز آئی ''چل مرے گھوڑے چل!،، اور کوچوان نے گھوڑوں کو چابک دکھایا —

''آ بھی جاؤ یلیزار!،، ایک دوست چلایا — برف گاڑی کے ڈرائیور اور کوچوان زبان چٹخاتے ہوئے لگام کو کھینچ کر آگے بڑھ گئے — منجمد پہیے برف کے اوپر تڑتڑا رہے تھے —

''خوب آدمی ہے اولینین!،، ایک دوست نے کہا — ''مگر یہ قفقاز جانے کا خیال بھی خوب ہے — اور وہ بھی کیڈٹ کی حیثیت سے! میں تو کسی قیمت پر ایسا قدم نہ اٹھاؤں — کل تم کھانا کلب میں کھا رہے ہو نا؟،،

''ہاں —،،

وہ رخصت ہو گئے —

مسافر کو گرمی سی محسوس ہونے لگی اس کا سمور بہت گرم تھا — وہ برف گاڑی کے فرش پر بیٹھ گیا اور کوٹ کے بٹن کھول دیئے — ڈاک کے تین جھبرے گھوڑے ایک تاریک گلی سے دوسری میں، اور دوسری سے تیسری میں بھاگ رہے تھے — وہ ایسے گھروں کے قریب سے گزر رہے تھے، جو اولینین نے پہلے کبھی نہیں دیکھے

تھے — اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے صرف طویل سفر پر جانے والے مسافر ہی ان گلیوں سے گزرتے ہیں — چاروں طرف تاریکی، خاموشی اور مردنی چھائی ہوئی تھی — لیکن اس کی روح میں کتنی یادیں محفوظ تھیں، محبت کی یادیں اور پشیمانیوں کی یادیں، اس کی روح پر ان بہے آنسوؤں کے طوفان کا ایک عجیب دلکش احساس چھایا ہوا تھا —

۲

''مجھے وہ پسند ہیں، بہت پسند... لاجواب لوگ ہیں!.. بہت عمدہ!،، وہ دہراتا رہا، اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی رو پڑے گا — لیکن وہ رونا کیوں چاہتا تھا، کون تھے یہ لاجواب لوگ، جو اس کو اتنے پیارے تھے، یہ سب اسے خود بھی معلوم نہیں تھا — کبھی وہ مڑ کر کسی مکان کو دیکھتا اور سوچ میں پڑ جاتا کہ یہ مکان اتنے عجیب و غریب، اتنے انوکھے انداز میں کیوں بنایا گیا ہے — کبھی وہ سوچنے لگتا کہ وانیوشا، اور ڈرائیور جو اس سے اتنے مختلف ہیں، اس کے اتنے قریب کیوں بیٹھے ہیں اور منجمد جگہ پر بازو کے گھوڑوں کے دھکا دینے سے انہیں بھی اسی کی طرح دھکے کیوں لگ رہے ہیں اور وہ بھی اسی کی طرح ہچکولے کیوں کھا رہے ہیں — اور اس نے پھر دوہرایا ''لاجواب... بہت پسند ہیں!،، اور ایک دفعہ تو وہ یہاں تک کہہ گیا ''بس بہت ہوا! لاجواب!'' وہ حیران تھا کہ آخر اس نے یہ کیوں کہا — ''میرے خدا، کیا میں شراب کے نشے میں مدہوش ہوں؟،، اس نے اپنے آپ سے پوچھا — اس نے شراب کی کئی ایک بوتلیں چڑھائی تھیں، لیکن یہ صرف شراب ہی کا اثر نہیں تھا جو اولینین محسوس کر رہا تھا — اسے وہ سب دوستانہ باتیں یاد آ رہی تھیں، جو رخصت

کے وقت (اس کے خیال کے مطابق) انتہائی خلوص اور گہرائی کے ساتھہ اس سے کہی گئی تھیں، وہ باتیں جو خود بخود زبان پر آ گئیں تھیں، وہ باتیں جنہیں ادا کرتے ہوئے شرم دامن تھام رہی تھی — اسے ہاتھہ ملانے کا خیال آ رہا تھا، وہ نظریں اور مکمل خاموشی کے وہ لمحے یاد آ رہے تھے اور اس آواز کی یاد ستا رہی تھی — ''خدا حافظ میتیا!،، یہ آواز جو اسے برف گاڑی میں بیٹھنے کے بعد سنائی دی تھی — اسے اپنی دوٹوک باتیں اور صاف گوئی یاد آ رہی تھی — اور ان سب باتوں میں اس کے لئے ایک عجیب جذباتی کشش تھی — ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نہ صرف دوستوں اور رشتےداروں نے، نہ صرف ان لوگوں نے جو اس سے بے تعلق تھے، بلکہ ان لوگوں نے بھی جو اسے ناپسند کرتے تھے، یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ رخصت سے پہلے اسے پسند کرنے لگیں گے، اسے معاف کر دیں گے، بالکل اسی طرح جس طرح لوگ اقبال جرم یا موت سے پہلے کرتے ہیں —

''شاید میں قفقاز سے واپس نہ آ سکوں،، اس نے سوچا — اور اسے محسوس ہوا کہ اسے اپنے دوستوں سے محبت ہے، اور ان کے علاوہ کسی اور سے بھی محبت ہے — وہ خود اپنے لئے اداس تھا — لیکن یہ دوستوں کی محبت نہیں تھی، یہ محبت جو کچھہ اس طرح اس کے دل کے تاروں کو چھیڑ رہی تھی جو اس کے دل کو کچھہ اس طرح تڑپا رہی تھی کہ وہ ان بے معنی الفاظ کو نہ دبا سکا جو خود بخود اس کے لبوں پر آتے چلے گئے — یہ کسی عورت کی محبت بھی نہیں تھی (اسے آج تک محبت ہوئی ہی نہیں) جس نے اس کے دل کی یہ حالت بنا دی تھی — یہ تو خود اپنے وجود سے محبت تھی، ایسی محبت جو امیدوں سے بھرپور تھی، یہ تو اپنی روح کے ہر اچھے عنصر کے لئے بھرپور اور جوان محبت تھی

(اور اس لمحے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی روح میں اچھائی ہی اچھائی ہے) جس نے اسے رونے اور یہ بے معنی الفاظ بدبدانے پر مجبور کر دیا۔

اولینین ایک ایسا جوان تھا جس نے یونیورسٹی کی تعلیم کبھی مکمل نہیں کی، کبھی کہیں ملازمت نہیں کی (ہاں کسی سرکاری دفتر میں کبھی برائے نام کام کیا تھا) جو اپنی آدھی دولت اڑا چکا تھا، جس نے کچھ کئے بغیر اور زندگی کے لئے کوئی راستہ اپنائے بغیر ہی زندگی کی چوبیس بہاریں گنوادی تھیں — وہ تو ان لوگوں میں سے تھا، جنہیں ماسکو کی محفلوں میں "بانکا چھیلا" کہا جاتا ہے۔

اٹھارہ سال کی عمر میں وہ آزاد ہو گیا — اس قدر آزاد، جتنا صرف وہ تیس چالیس سالہ امیر روسی جوان ہی ہو سکتے ہیں، جن کے ماں باپ بچپن ہی میں ختم ہو جائیں — اس کے لئے نہ کوئی جسمانی روک تھی نہ اخلاقی — وہ جو چاہتا کر سکتا تھا، نہ اسے کسی چیز کی ضرورت تھی، نہ وہ کسی چیز کا غلام تھا، اس کی نظر میں نہ خاندان کی کوئی حیثیت تھی، نہ مادر وطن کی، نہ مذہب کی کوئی حقیقت تھی اور نہ ضروریات زندگی کی — نہ اس کا کسی چیز، کسی بات پر عقیدہ تھا نہ وہ کسی چیز کو مانتا تھا — اگرچہ وہ کسی چیز میں یقین نہیں رکھتا تھا مگر وہ افسردہ طبیعت اور دنیا سے بیزار نوجوان نہیں تھا — وہ ایسا نوجوان نہیں تھا جس کی صحبت سے لوگ اکتا جائیں بلکہ اس کے برخلاف وہ زندگی کی ہر ہر چیز سے لطف اٹھاتا — اس کا خیال تھا کہ محبت نام کی کسی چیز کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے، لیکن نوجوان اور دلکش عورتوں کی موجودگی میں اس کے دل میں جذبات کا طوفان امنڈ آتا — ایک عرصے سے وہ جانتا تھا کہ عزت اور اونچا مقام سب بکواس ہے، لیکن ایک دفعہ کسی بال میں شہزادہ سرگیوس اس کے پاس آیا

اور بڑی خندہ پیشانی سے اس سے باتیں کرتا رہا تو اس کا دل باغ باغ ہو گیا — پھر بھی وہ صرف اسی حد تک اپنی خواہشات کی غلامی کرتا جس حد تک وہ اس کی آزادی پر حملہ آور نہ ہوتیں —

جیسے ہی وہ کسی چیز سے متاثر ہوتا اور اسے احساس ہوتا کہ اس اثر کی وجہ سے وہ محنت، جدوجہد اور زندگی کی کشمکش کے راستے پر قدم رکھ رہا ہے ویسے ہی وہ ان جذبات یا ان ہنگاموں سے خود کو آزاد کرنے کے لئے جن سے وہ متاثر ہو گیا تھا، اور اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے بے اختیار کشمکش کرنے لگتا — اسی انداز میں اس نے سوسائٹی کی زندگی کا تجربہ بھی حاصل کیا اور سول سروس، کاشتکاری اور موسیقی کو بھی آزمایا —— ایک زمانے میں اس کا ارادہ تھا کہ اپنی زندگی موسیقی کے لئے وقف کر دے گا —— یہاں تک کہ اس نے عشق و محبت کے میدان میں بھی قسمت آزمائی کر ڈالی، حالانکہ وہ محبت کے وجود ہی سے انکاری تھا — وہ سوچتا رہا، سوچتا رہا کہ جوانی کی قوت کو کس طرح کام میں لائے، اس قوت کو جو انسان کو زندگی میں صرف ایک دفعہ عطا ہوتی ہے — ذہنی صلاحیت، جذباتی صلاحیت اور تعلیمی قابلیت نہیں، بلکہ وہ بھرپور ارادہ، وہ قوت، جو انسان میں یہ صلاحیت پیدا کرتی ہے کہ وہ خود کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھال سکے — یہی نہیں بلکہ —— اس کے خیال کے مطابق —— پوری کائنات کو اپنی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی صلاحیت بخشتی ہے — وہ سوچتا کہ وہ اس قوت کو فن کی نذر کرے یا سائنس کی، عشق و محبت کی بھینٹ چڑھائے یا میدان عمل میں اسکے جوہر دکھائے؟ یہ ٹھیک ہے کہ بعض لوگوں میں یہ جذبہ ہوتا ہی نہیں، وہ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی خود کو اس راہ پر ڈال دیتے ہیں جو سب سے پہلے انہیں نظر آجائے اور پھر زندگی بھر پورے خلوص سے اس راہ پر چلتے رہتے ہیں، لیکن اولینین کو خدائے شباب کا پورا

پورا احساس تھا، کسی ایک مقصد، یا ایک خواہش میں ضم ہوکر رہ جانے کی صلاحیت کا، کچھ کر جانے کی خواہش کا پورا پورا احساس تھا، وہ کیوں اور کہاں جانے بغیر کسی انتہاء غار میں کود سکنے کی صلاحیت سے خوب واقف تھا — اور اسے اس پر فخر تھا کہ وہ اپنی اس صلاحیت کو جانتا اور سمجھتا ہے اور اس احساس نے انجانے طور پر اسے خوشیوں اور مسرت سے سرشار کر دیا تھا — اب تک اس نے صرف اپنے وجود سے محبت کی تھی، وہ اپنے آپ سے محبت کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ وہ صرف اچھائیاں ہی کر سکتا ہے اور اسے ابتک اس سلسلے میں ناامیدی نہیں ہوئی تھی — ماسکو چھوڑتے وقت اس کی دماغی کیفیت کچھ ایسی تھی جس میں نوجوان، جو اپنے ماضی کی غلطیوں کو سمجھتے ہیں، اچانک خود سے کہتے ہیں، ''اصل چیز نہیں تھی وہ،، جو کچھ ہوا سو ہوا وہ سب بالکل اتفاقی اور قطعی غیر اہم ہے، اب تک تو اس نے صحیح معنوں میں زندگی میں قدم رکھنے کی کوشش ہی نہیں کی — مگر اب، ماسکو چھوڑنے کے بعد ایک نئی زندگی کا آغاز ہو رہا ہے —— نئی زندگی جس میں پرانی غلطیوں کی کوئی جگہ نہیں ہوگی، جس میں اداسی نہیں ہوگی، جس میں صرف مسرت ہی مسرت ہوگی —

لمبے سفر میں عمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جب تک پہلی تین چار منزلیں طے نہ ہو جائیں، جب تک تصور اور خیال پیچھے کی طرف دوڑتا ہے، اس جگہ کی طرف جو پیچھے رہ گئی ہو — لیکن راہ میں پہلی صبح کا منہ دیکھتے ہی تصور آگے ہی آگے بھاگتا ہے — اور پھر ہوائی قلعے بننے شروع ہو جاتے ہیں، اولینین کے ساتھ بھی یہی ہوا —

شہر پیچھے چھوڑ دینے کے بعد اس نے برف سے ڈھکے ہوئے کھیتوں پر نظریں گاڑ دیں — خود کو ان کھیتوں کے درمیان تنہا

پا کر اسے خوشی محسوس ہو رہی تھی — وہ اپنے کوٹ کو اچھی طرح لپیٹے ہوئے برف گاڑی کے فرش پر لیٹا رہا — اس کے دل و دماغ پر سکون چھا گیا اور وہ اونگھ گیا — دوستوں کی جدائی نے اس کے دل پر بہت اثر کیا تھا — ماسکو میں گزارے ہوئے پچھلے جاڑے کی یادیں، اور ماضی کے واقعات، دھندلے دھندلے سے خیالات اور پشیمانیاں بار بار اس کے تصورات کے افق پر ابھر رہی تھیں —

اسے وہ دوست یاد آ رہا تھا جو آخر وقت تک اس کے ساتھ تھا، اس لڑکی سے اس کے تعلقات کا خیال آ رہا تھا جس کے متعلق وہ باتیں کر رہے تھے — لڑکی امیر تھی — ''یہ جاننے کے بعد کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے، میرا دوست اس سے کیسے محبت کر سکتا ہے؟،، اس نے سوچا، اور اس کے ذہن میں برے برے شبہے سر اٹھانے لگے — ''انسان کے دل میں بہت بے ایمانی ہوتی ہے —،، اور پھر اسے بار بار یہ سوال ستانے لگا،مگر واقعی، یہ کیسی عجیب بات ہے کہ مجھے آج تک محبت نہیں ہوئی؟ ہر شخص کہتا ہے کہ مجھے کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی — کیا میں اخلاقی طور پر بالکل گیا گزرا ہوں؟،، اور اسے اپنے سارے ولولے یاد آنے لگے — اسے پہلے پہل اپنا سوسائیٹی میں جانا یاد آ گیا — اور ایک دوست کی بہن یاد آ گئی، جس کے ساتھ اس نے بہت سی شامیں بتائی تھیں، وہ دونوں میز کے گرد بیٹھے رہتے، جس پر لیمپ جلتا رہتا تھا — لیمپ کی روشنی کشیدہ کاری میں مصروف اس کی نازک نازک انگلیوں کو اور اس کے حسین اور نازک چہرے کے نچلے حصے کو چمکا دیتی — اسے اپنی اور اس کی باتیں یاد آنے لگیں، جو بیکار اور بے معنی بکواس کی طرح کھنچتی چلی جاتیں، اسے گومگو کی اور رکے رکے پن کی وہ کیفیت یاد آ گئی جس کے خلاف اس کا دل ہمیشہ بغاوت کرتا رہتا تھا — اس کے دل میں ہمیشہ کوئی آواز سرگوشی کرتی رہتی ''یہ نہیں ہے وہ، نہیں یہ نہیں ہے —،،

اور آخر یہ ٹھیک ہی نکلا — اور پھر اسے ایک بال یاد آ گیا، اس مزورکا کا خیال آ گیا جو اس حسین دوشیزہ ''د — ،، کے ساتھہ ناچا تھا — ''اس رات میں کس طرح محبت میں گرفتار تھا! کتنا خوش تھا میں! اور اگلے دن صبح اٹھا تو پہلے کی طرح آزاد تھا، اوہ کتنی کوفت کتنا دکھہ ہوا تھا مجھے! آخر عشق کا دیوتا مجھے کسی کی زلف گرہ گیر کا اسیر کیوں نہیں بناتا ؟،، اس نے سوچا — '' نہیں محبت نام کی کسی چیز کا کوئی وجود نہیں ہے! ہماری وہ ہمسائی جو مجھہ سے، دوبرووین سے اور مارشل سے کہا کرتی تھی کہ اسے ستاروں سے محبت ہے، وہ بھی کچھہ نظروں میں نہیں جچتی — ،،

اور پھر اسے دیہاتی زندگی اور کاشتکاری کا خیال آیا — ان بادوں میں بھی کوئی بات ایسی نہیں کہ خوشی خوشی اسی راہ پر بڑھے چلے جائیں — ''کیا وہ میرے سفر کے متعلق بہت کچھہ کہیں سنیں گے؟،، اس کے ذہن میں خیال آیا — مگر یہ ''وہ،، کون تھے، یہ وہ خود بھی اچھی طرح نہ سمجھہ سکا — اور پھر اسے کچھہ اور خیال آیا اس کے تمام بدن میں جھرجھری سی ہونے لگی اور وہ نجانے کیا بڑبڑانے لگا یہ کیپل درزی کا خیال تھا، یہ خیال کہ وہ آج بھی درزی کا چھہ سو اٹھتر روبل کا قرضدار ہے — اسے یاد آیا کہ اس نے کس کس طرح درزی سے درخواست کی تھی کہ سال بھر اور ٹھیر جاؤ، درزی کا چہرہ اس کی آنکھوں میں پھر گیا، اس کے چہرے سے کیسی الجھن اور کوفت ظاہر ہو رہی تھی، تسلیم و رضا کا کس قدر عجیب سا رنگ آ گیا تھا — ''اوہ میرے خدا، میرے خدا!،، اس نے جھرجھری سی لی اور اپنے دماغ سے یہ ناقابل برداشت خیال نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے دہرایا — ''اور پھر بھی، اس سب کے باوجود وہ مجھہ سے محبت کرتی رہی — ،، اسے اس لڑکی کا خیال آگیا، جس کے متعلق وہ الوداعی کھانے پر بات چیت کر رہے تھے — ''ہاں اگر میں اس سے شادی کر لیتا، تو آج میں کسی

کا قرض‌دار نہ ہوتا — اور آج میں واسیلیف کا قرض‌دار ہوں — ،،
اور پھر اسے کلب کی آخری رات یاد آ گئی جب وہ واسیلیف کے
ساتھہ کھیلا تھا (اس سے جدا ہونے کے فوراً بعد) اسے یاد آ گیا کہ
کس طرح اسے ایک دفعہ اور کھیلنے کی ذلیل درخواست کرنی پڑی
تھی، اور کس طرح واسیلیف نے سردمہری سے انکار کر دیا تھا —
''سال بھر ذرا سمجھہ بوجھہ کے ساتھہ روپیہ خرچ کیا جائے تو یہ
سب قرضے بے باق ہو جائیں گے — خدا غارت کرے انہیں . . .،، لیکن
دل کو یہ یقین دلانے کے باوجود وہ پھر اپنے موٹے موٹے قرضوں اور
ان کی تاریخوں کا حساب جوڑنے لگا، وہ حساب لگانے لگا کہ وہ کب
یہ سب قرضے بے باق کر سکے گا —

''اور مجھے موریل اور شیوالیئے کو بھی کچھہ روپیہ دینا ہے،،
اس نے سوچا — اسے وہ رات یاد آ گئی جب وہ بری طرح قرضدار ہو گیا
تھا — وہ رات جب جیسیون کے ساتھہ شراب نوشی کا دور چل گیا
تھا — یہ محفل پیٹرسبرگ کے کچھہ لوگوں ساشکا ''ب — ،، شہنشاہ
کے اے ڈی کانگ، شہزادہ ''د — ،، اور اس برخود غلط بوڑھے کی
جمائی ہوئی تھی — ''آخر یہ لوگ اپنے آپ میں اس قدر مگن کیوں
کر رہتے ہیں؟،، اس نے سوچا — ''اور آخر انہیں ایسا گروہ بنانے کا
کیا حق ہے، جس میں شامل ہونے پر ان کے خیال میں اور لوگوں
کو انتہائی فخر محسوس کرنا چاہئے؟ کیا صرف اس لئے کہ وہ
شہنشاہ کے دربار سے متعلق ہیں؟ اف کس قدر قابل نفرت بات ہے
کہ وہ دوسروں کو بالکل احمق اور ہمعاش سمجھتے ہیں! بہرحال،
میں نے انہیں دکھا دیا کہ اس کے برخلاف مجھے ان کا قرب
حاصل کرنے کی ذرا بھی تمنا نہیں ہے — بہرصورت، میری جا گیر
کا منتظم اندرئی یہ سن کر حیران ہو جائے گا کہ ساشکا ''ب — ،،
جیسے آدمی سے میرے تو تڑاخ کے تعلقات ہیں، ساشکا ''ب — ،، جو
کرنل ہے اور شہنشاہ کا اے ڈی کانگ ہے!. ہاں اور اس رات مجھہ

سے زیادہ کسی نے نہیں پی، اور جپسیوں کو ایک نیا گیت بھی میں نے ہی سکھایا، ہر شخص نے اسے سنا — ہو سکتا ہے میں نے بہت سی حماقتیں کی ہوں، مگر پھر بھی آدمی میں بہت زور دار ہوں —،،

صبح ہوتے ہوتے وہ گھوڑے بدلنے کی تیسری چوکی تک پہنچ گیا — اس نے چائے پی، اور اپنی پتلون اور بکس کھسکوانے میں وانیوشا کی مدد کرنے کے بعد سامان کے پاس ہی بیٹھ گیا — وہ نہایت پرسکون اور مستقل مزاج معلوم ہو رہا تھا اس کے دل و دماغ پر کوئی بوجھ نہیں تھا — اسے اپنی ایک ایک چیز کے متعلق اچھی طرح معلوم تھا کہ کیا کہاں ہے، اس کے پاس کتنا روپیہ ہے اور کہاں کہاں ہے — اس کا پاسپورٹ کہاں ہے، اور چوکی کے گھوڑوں کے لئے حکم نامہ اور چنگی کے پھاٹک میں داخلے کے کاغذ کہاں ہیں — اور یہ سوچ کر کہ ہر چیز کس قدر سلیقے سے رکھی ہوئی ہے اس میں بڑی تازگی آ گئی، اور اس کے سامنے جو طویل سفر تھا، وہ اسے ایک دلچسپ سفر معلوم ہونے لگا —

اس دن صبح سے شام تک وہ اسی حساب میں غرق رہا کہ وہ کتنے ورسٹ کا فاصلہ طے کر چکا ہے، اگلی منزل تک پہنچنے کے لئے کتنے ورسٹ اور طے کرنے ہیں، اگلے شہر تک کتنا فاصلہ اور ہے اور ان جگہوں تک پہنچنے میں کتنے ورسٹ باقی ہیں جہاں اسے کھانا کھانا تھا، چائے پینی تھی، استاورووپول کتنی دور رہ گیا ہے، اور یہ کہ وہ پورے سفر کا کتنا حصہ طے کر چکا ہے — اس نے یہ حساب بھی لگا لیا کہ اس کے پاس کل کتنا روپیہ ہے، کتنا بچے گا، کتنے روپے سے اس کا سارا قرضہ ادا ہو جائیگا — اور ہر ماہ وہ اپنی آمدنی کا کتنا حصہ خرچ کیا کرے گا — چائے پینے کے بعد شام کے قریب اس نے حساب لگایا کہ استاورووپول پہنچنے تک اس کے سفر کی گیارہ منزلوں میں سے سات ابھی باقی ہیں — اس نے حساب لگایا کہ اگر سات مہینے وہ ذرا ہاتھ روک کر خرچ کرے

اور اپنی جائیداد کا آٹھواں حصہ فروخت کردے تو اس کا سارا قرضہ ادا ہوجائے گا— اور پھر جب اس کے دماغ سے ہر قسم کا بوجھ اتر گیا، تو وہ پھر ڈھک لپیٹ کر برف گاڑی میں لیٹا اور پھر اونگھ گیا— اب اس کا تصور مستقبل کی وادیوں اور قفقاز کے مناظر میں بھٹکنے لگا— مستقبل کے متعلق اس کے تمام خوابوں میں امالت بیگ جیسے سورما، چرکیشیائی حسینائیں، پہاڑ، ڈھلوان چٹانیں اور خطرناک چشمے بسے ہوئے تھے، اس کی نظر میں یہ زندگی خطروں سے پر تھی— یہ سب خیال اور تصور دھندلے دھندلے اور غیرواضح تھے، لیکن شہرت کی خواہش اور موت کا اندیشہ، یہ دونوں چیزیں ایسی تھیں، جن میں اسے خاص دلچسپی تھی— تصور ہی تصور میں کبھی وہ ایسی بے مثال بہادری سے پہاڑی سرماؤں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کو ختم کر دیتا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتیں، اور کبھی وہ خود پہاڑی بن بیٹھتا، اور دوسرے پہاڑیوں کے ساتھ روسیوں کے خلاف اپنی آزادی کی جدوجہد میں شریک نظر آتا— جیسے ہی اس کے ذہن میں کوئی واضح تصویر ابھرتی، اس میں ماسکو والوں کے چہرے جھانکنے لگتے— ساشکا ''ب—،، روسیوں یا پہاڑیوں کے ساتھ نظر آتا، وہ اس کے خلاف لڑتا— یہاں تک کہ کیپل درزی بھی عجیب و غریب انداز سے غازیوں کی خوشیوں میں شریک نظر آتا— اور جب اس کے پس منظر میں اسے اپنی بے عزتی، اپنی کمزوریوں اور اپنی غلطیوں کا خیال آجاتا تب بھی یہ یادیں ناخوشگوار معلوم نہ ہوتیں— اسے یقین تھا کہ وہاں، پہاڑوں اور آبشاروں، چرکیشیائی حسیناؤں اور خطروں کے درمیان ایسی غلطیاں سرزد نہیں ہو سکتیں— جب ایک دفعہ اس نے دل ہی دل میں اپنی تمام غلطیوں کو مان لیا، تو وہ غلطیاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئیں— آئندہ زندگی کے بارے میں سوچتے ہوئے اس نوجوان کے ذہن میں ایک تصویر اور ابھرتی، سب سے

زیادہ دلکش تصویر — کسی عورت کی تصویر، اور ان پہاڑوں کے ساتھ ہمیشہ کسی چرکیشیائی کنیز کا تصور ابھرتا، نازک بدن، لمبی لمبی چوٹیاں اور سمندر کی طرح اتھاہ اور لجائی لجائی آنکھیں، اس کے ذہن میں پہاڑوں میں ایک الگ تھلگ اور سنسان جھونپڑی کا خیال آتا اور وہ سوچتا کہ جب اولینین تھکا ماندہ گرد، خون اور شہرت میں ڈوبا ہوا واپس آئے تو وہ اس کی دہلیز پر کھڑی ہوئی اولینین کی راہ دیکھ رہی ہو — اسے اس حسینہ کے ہونے، اس کے شانے، اس کی دلکش آواز اور اس کی فرماں برداری سب کچھ جیسے نظر آ رہی ہو، محسوس ہو رہی ہو، وہ ان پڑھ ہے، جنگلی اور غیر مہذب مگر کیا کشش ہے، کیا جادو ہے اس میں — جاڑے کی لمبی شاموں میں اولینین اسے تعلیم دینا شروع کر دیتا ہے — وہ تیز ہے، اس میں خداداد ذہانت ہے اور وہ بہت جلد ضرورت کے مطابق سب کچھ سیکھ لیتی ہے — کیوں نہیں؟ وہ بہت آسانی سے بدیسی زبانیں سیکھ سکتی ہے فرانسیسی شہ پارے پڑھ سکتی ہے، انہیں سمجھ سکتی ہے — مثلاً Notre Dame de Paris اسے ضرور پسند آئے گی — وہ ضرور فرانسیسی بول سکتی ہے — ڈرائینگ روم میں بیٹھ کر یقیناً وہ اونچی سے اونچی سوسائیٹی کی خواتین سے زیادہ باوقار زیادہ شاندار ثابت ہوگی، وہ گا بھی سکتی ہے انتہائی موثر طریقے سے اور انتہائی گہرے جذبات کے ساتھ — ''اوہ کیا بکواس ہے!،، اس نے سوچا —

ٹھیک اس وقت وہ گھوڑوں کی اگلی چوکی پر پہنچ گیا — اسے کچھ انعام اکرام دینا پڑا اور دوسری برف گاڑی میں بیٹھنا پڑا — اس کا تصور پھر کسی ''بکواس،، کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا — وہ ''بکواس،، جس کو اس نے ابھی دماغ سے نکال پھینکا تھا — ایک دفعہ پھر اس کی نظروں کے سامنے چرکیشیائی حسیناؤں، عزت اور شہرت ، اور ایک پیاری پیاری بیوی کے ساتھ اے ڈی کانگ کی حیثیت سے

ماسکو واپس جانے کی تصویر ابھرنے لگی — ''نہیں دنیا میں محبت نام کی کسی چیز کا وجود نہیں ہے،، اس نے اپنے دل کو سمجھایا — '' اور عزت اور شہرت سب بکواس ہے، مگر ۶۷۸ روبل؟.. اور وہ علاقہ جسے میں فتح کروں گا، جس سے مجھے اتنی آمدنی ہوگی جو زندگی بھر میری ضرورت سے زیادہ رہے گی؟ لیکن ہاں اس تمام دولت کو صرف اپنے لئے وقف کر لینا غلط ہوگا — میں اسے تقسیم کر دوں گا — مگر کس کو دوں گا؟ کیوں، ۶۷۸ روبل کیپل کو اور پھر باقی پھر دیکھیں گے...،، اس کے دماغ پر بہت سے دھندلے دھندلے تصورات چھائے ہوئے تھے — برف گاڑی کے رکنے سے اور وانیوشا کی آواز سن کر اس کی جوانی کی نیند ٹوٹی — اور وہ نیم خوابی کے عالم میں دوسری برف گاڑی میں سوار ہو کر سفر پر روانہ ہو گیا —

اگلی صبح بھی وہی رنگ رہتا ہے — وہی گھوڑوں کی چوکیاں، وہی چائے اور وہی دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی سرین، وانیوشا سے اسی قسم کی مختصر گفتگو اور وہی دھندلے دھندلے خواب، وہی نیم خوابی و نیم بےداری کی کیفیت، اور رات کو اسی طرح تھک کر جوانی کی بے ہوش نیند —

۳

اولینین جیسے جیسے وسط روس سے دور ہوتا چلا گیا، ویسے ویسے اس کی پرانی یادیں بھی دور ہوتی چلی گئیں، اور جیسے جیسے وہ قفقاز سے قریب ہوتا گیا، ویسے ویسے اس کا دل ہلکا ہوتا چلا گیا — ''میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہیں رہ جاؤں گا — میں اب کبھی واپس نہیں جاؤں گا، اب کبھی سوسائیٹی کی صورت بھی نہیں دیکھوں گا —،، کبھی کبھی اس کے ذہن میں

یہ خیال کوند جاتا — ''یہاں جو آدمی مجھے نظر آ رہے ہیں، 'آدمی' نہیں ہیں، ان میں سے کوئی مجھ سے واقف نہیں ہے، ان میں سے کوئی کبھی ماسکو کی اس سوسائیٹی میں ہر بھی نہیں مار سکتا میں جس کا ایک حصہ تھا — ان میں سے کوئی میری پچھلی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکتا — اور اس سوسائیٹی کے کسی بھی رکن کو پتہ نہیں چلے گا کہ میں ان لوگوں کے درمیان رہ کر کیا کر رہا ہوں —'' جب وہ خود کو سڑک پر چلتے ہوئے ان اجڈ لوگوں کے درمیان پاتا، جنہیں وہ اس معنی میں 'آدمی' نہیں سمجھتا تھا جس معنی میں وہ اپنے ماسکو کے ساتھیوں کو سمجھتا تھا، تو اس کے دل میں پچھلی زندگی سے آزاد ہو جانے کا نیا اور انوکھا احساس ابھر آتا —

لوگ جیسے جیسے زیادہ سے زیادہ اجڈ ہوتے جاتے، اور تہذیب و تمدن کے نشانات جیسے جیسے کم ہوتے چلے جاتے، ویسے ویسے وہ خود کو زیادہ سے زیادہ آزاد محسوس کرتا جاتا — اسے استاوروپول سے گزرنا بہت کھلا، طرح طرح کے اشتہار، یہی نہیں بلکہ فرانسیسی اشتہار، گاڑیوں میں بیٹھی ہوئی خواتین، چوک میں یکوں اور تانگوں کا شور اور ایک صاحب آدمی، جو لبادہ اور اونچا سا ہیٹ پہنے ہوئے تھا — اور شاہراہ پر چلتے چلتے، راہ گیروں کو گھور رہا تھا — ان سب چیزوں نے اولینن کو کافی گھبرا دیا — ''شاید یہ لوگ میرے کچھ جاننے والوں سے واقف ہوں،، اس نے سوچا — اور پھر اسے کلب، اپنا درزی، تاش اور محفلیں یاد آگئیں... مگر استاوروپول کے بعد سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہوگیا — سنسان اور ویران جس میں حسن بھی تھا اور جنگ کی فضا بھی — اور اولینن کا دل خوشی سے بھرتا چلا گیا — اسے تمام کزاک، کوچوان، اور گھوڑوں کی چوکی کے داروغہ، سیدھے سادھے لوگ معلوم ہوئے، جن سے وہ بلاامتیاز طبقہ کھل کے بات چیت اور ہنسی دل لگی کر سکتا تھا —

وہ سب ایک وسیع قوم یعنی انسانیت کے چشم و چراغ تھے، اور اس قوم سے انجانے طور پر اولینین کو عشق تھا — وہ سب بھی اولینین سے بہت دوستانہ برتاؤ کرتے تھے —

دون کزاکوں کے علاقے میں اسے برف گاڑی کے بجائے پہیوں والی گاڑی دے دی گئی — اور استاورروپول کے بعد تو گرمی اتنی بڑھ گئی کہ وہ اپنا بھاری بھر کم کوٹ پہنے بغیر ہی سفر کرنے لگا — موسم بہار شروع ہو چکا تھا — اولینین کے لئے خلاف توقع شاداب اور دلکش بہار — اب اسے رات کے وقت کزاکوں کے گاؤں سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی — لوگوں نے اسے بتایا کہ شام کے وقت سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے — وانیوشا تو گھبرا گیا — اب وہ اپنی تین گھوڑوں کی گاڑی میں ایک بھری ہوئی بندوق رکھنے لگے — اولینین کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا — گھوڑوں کی ایک چوکی کے داروغہ نے انہیں بتایا کہ حال ہی میں لب سڑک ایک خوفناک قتل کی واردات ہوئی ہے — انہیں سر راہ ہتھیار بند لوگ ملنے لگے — ''تو اب شروع ہو رہا ہے!،، اولینین نے سوچا — وہ ان برف پوش پہاڑوں کا منتظر تھا جن کی داستانیں بہت عام تھیں — ایک شام کو نوگائی کوچوان نے اپنے ہنٹر سے بادلوں سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کی طرف اشارہ کیا — اولینین نے انتہائی بےچینی سے ادھر دیکھا، لیکن اندھیرا پھیل چکا تھا اور پہاڑ بادلوں میں چھپے ہوئے تھے — اولینین کو کچھ سفید سفید، بھوری بھوری اور اون کی طرح نرم نرم سی چیز نظر آئی — اس نے لاکھ کوشش کی مگر اسے ان پہاڑوں میں کوئی حسن نظر نہیں آیا جس کے متعلق وہ اتنی دفعہ پڑھ اور سن چکا تھا — اسے تو پہاڑ اور بادل بالکل ایک سے معلوم ہوئے — اور اس نے سوچا کہ ان برف پوش چوٹیوں کا ان دیکھا حسن، جس کے بارے میں اس نے اتنا کچھ سنا ہے، بالکل اتنا ہی خیالی اور ہوائی ہے جتنی باغ کی موسیقی

اور حسیناؤں سے اس کے عشق و محبت کی داستانیں جس کا اسے بالکل یقین نہیں تھا — اور اس نے پہاڑوں کی طرف دیکھنا ہی بند کر دیا —

اور اگلے دن صبح، جب ہوا کی تازگی کی وجہ سے گاڑی میں اس کی آنکھ کھلی تو اس نے بے دلی سے دائیں طرف نظر ڈالی — صبح بہت روشن تھی — اچانک اسے تقریباً بیس قدم کے فاصلے پر کچھ نظر آیا، جو پہلی نظر میں اسے دودھ جیسے سفید اور دیوہیکل ڈھیر سے معلوم ہوئے، جن پر جابجا دھاریاں پڑی ہوئی ہوں — ان کی چوٹیوں کے نمایاں اور انوکھے کنارے آسمان سے باتیں کر رہے تھے — اور جب اسے ان کے اور اپنے درمیان اور ان کے اور آسمان کے درمیان فاصلے کا اندازہ ہوا اور جب اسے ان پہاڑوں کی عظمت کا ان کی وسعت کا احساس ہوا، اور وہ اس لامتناہی حسن کے سحر سے مسحور ہوگیا تو اسے اندیشہ ہونے لگا کہ یہ سب کوئی واہمہ، کوئی خواب تو نہیں ہے — اس نے خود کو جھنجھوڑ کر ہوشیار کیا مگر پہاڑ اپنی جگہ موجود تھے —

''یہ کیا ہے، یہ کیا ہے؟،، اس نے کوچوان سے کہا —

'' پہاڑ ہیں بھائی،، نوگائی کوچوان نے بے تعلقی سے جواب دیا —

''میں بھی بڑی دیر سے ان کی طرف دیکھ رہا ہوں —،، وانیوشا نے کہا — ''خوبصورت ہیں نا؟ ہمارے ہاں تو کسی کو یقین نہیں آ سکتا —،،

ہموار سڑک پر گاڑی کی تیز رفتاری کی وجہ سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ پہاڑ افق کے ساتھ ساتھ بھاگ رہے ہوں، ان کی گلنار چوٹیاں صبح کے ابھرتے ہوئے سورج کی روشنی میں چمک رہی تھیں — شروع میں تو اس منظر کو دیکھ کر اولینین دم بخود رہ گیا — اور پھر وہ خوشی سے دیوانہ سا ہوگیا — وہ بڑی دیر تک انتہائی غور سے برف پوش چوٹیوں کے اس سلسلے کو دیکھتا

رہا — جو دوسرے سیاہ پہاڑوں کے پیچھے سے نہیں ابھرا تھا بلکہ سیدھا میدان سے ابھرا تھا اور بڑی دور تک چمکتا چلا گیا تھا — اور تب وہ آہستہ آہستہ اپنے ہر ہر سانس کے ساتھ اس حسن کو اپنی روح میں بساتا چلا گیا — اور آخرکار ان پہاڑوں کو 'محسوس' کرنے لگا — اس لمحے کے بعد، اس نے جو کچھ دیکھا، جو کچھ سوچا، اور جو کچھ محسوس کیا، اس کا کردار ہی نیا تھا — انتہائی شاندار، ان پہاڑوں کی طرح شاندار! ماسکو کی یادیں، اس پر شرم اور پچتاوا، اور قفقاز کے متعلق اس کے گھٹیا اور حقیر خواب ایسے غائب ہوئے کہ پھر کبھی واپس نہ آئے — ''اب ہوا ہے شروع،، کسی گمبھیر سی آواز نے اس سے سرگوشی کی — یہ سڑک، اور دور سے نظر آتا ہوا تیرک، کزاکوں کے گاؤں اور دیہاتی اب اسے مذاق نہیں معلوم ہو رہے تھے — اس نے آکاش پر نظر ڈالی، اور اسے پہاڑ یاد آگئے — اپنی یا وانیوشا کی طرف دیکھا، اور پھر اسے پہاڑوں کا خیال آگیا... دو کزاک برابر سے گزرے، ان کی بندوقیں بڑے آہنگ کے ساتھ ان کی کمروں پر جھول رہی تھیں — ان کے گھوڑوں کی لاکھی اور بھوری ٹانگیں ایک دوسرے میں مدغم ہوئی جا رہی تھیں — اور پہاڑ! تیرک کے اس پار آؤل* سے دھواں نکل رہا تھا — اور پہاڑ! مشرق کی طرف سے ابھرتا ہوا سورج تیرک پر چمک رہا تھا، جو سرکنڈوں کے درمیان چوڑا ہوتا چلا گیا تھا — اور پھر پہاڑ! گاؤں کی طرف سے کوئی بیل گاڑی آتی ہے، اور ایک عورت، حسین اور نوجوان عورت قریب سے گزر جاتی ہے — اور پہاڑ! میدانوں میں ابرک**

---

* چیچنائی گاؤں —

** دشمن چیچنائی لوٹ‌مار اور قتل و غارت گری کی خاطر دریا پار کرکے تیرک کے روسی کنارے کی طرف آگئے تھے —

گھومتے پھر رہے ہیں، اور میں بالکل ان کی موجودگی سے بےپروا آگے بڑھ رہا ہوں! میرے پاس بندوق ہے، طاقت ہے اور جوانی ہے — اور پھر پہاڑ!

٤

تیرک کے اس پورے حصے میں (تقریباً ۸۰ ورسٹ لمبا) جس کے کنارے گریبنسکائی کزاکوں کے گاؤں آباد ہیں، علاقائی نقطۂ نظر سے اور اس کے باسیوں کو دیکھتے ہوئے ایک عجیب یکسانیت ہے — دریائے تیرک جو کزاکوں کو پہاڑی قبیلوں سے الگ کرتا ہے، اگرچہ اس علاقے میں کافی چوڑا ہے، اور اس کی سطح کافی ہموار ہے، لیکن اس کی رفتار یہاں بھی قیامت کی ہے اور اس میں چشمے کی جولانی باقی ہے، ایک طرف وہ مسلسل اپنے نیچے اور سرکنڈوں بھرے دائیں کنارے پر مٹی جماتا رہتا ہے تو دوسری طرف بائیں طرف کے نیچے مگر ڈھلوان کنارے کو شاہ بلوط کے صدیوں پرانے درختوں کی جڑوں کو، چنار کے سڑے ہوئے درختوں کو اور کنارے پر اگی ہوئی جھاڑیوں کو کھرچتا رہتا ہے — دائیں کنارے پر چھچھائی لوگوں کی بستیاں آباد ہیں، ان میں اگرچہ ابھی بےاطمینانی اور بےچینی کی لہر باقی ہے مگر وہ مغلوب ہو چکے ہیں — بائیں کنارے پر دریا سے آدھے ورسٹ کے فاصلے پر کزاک گاؤں آباد ہیں، یہ گاؤں ایک دوسرے سے سات آٹھ ورسٹ کی دوری پر ہیں — پہلے زمانے میں ان میں سے زیادہ تر گاؤں دریا کے کنارے کنارے آباد تھے — لیکن تیرک، جو سال بہ سال پہاڑوں سے شمال کی طرف کھسکتا جا رہا ہے کنارے کو کھاتا چلا گیا، اور اب وہاں صرف پرانے گاؤوں کے کھنڈر اور ناغ، آلوچے اور سفیدے کے باغ نظر آتے ہیں — جنہیں سپاہ

گوندنیوں کی جھاڑیوں اور جنگلی انگور کی بیلوں نے ڈھک لیا ہے — اب وہاں کوئی نہیں رہتا، البتہ ہرنوں، بھیڑیوں، خرگوشوں اور تیتروں کے قدموں کے نشان ضرور نظر آتے ہیں، جو بڑی چاہ کے ساتھہ اس علاقے میں آ بسے ہیں — ایک سڑک دندناتی ہوئی جنگل کا سینہ چیرتی ہوئی ایک گاؤں سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے میں دوڑتی چلی جاتی ہے، ان گاؤں کے درمیان فاصلہ اتنا ہے جتنی توپ کے گولے کی اڑان — سڑک کے کنارے ادھر سے ادھر تک کزاکوں کی پہرے کی چوکیاں نظر آتی ہیں جہاں میناروں اور کنگروں پر سنتری کھڑے رہتے ہیں — کزاکوں کے قبضے میں زرخیز اور جنگلوں سے بھری ہوئی زمین کی تقریباً سات سو گز کی بہت ہی تنگ پٹی ہے — اس کے شمال میں نوگائی یا موزدوک اسٹیپ* میں پھیلے ہوئے ریت کے پہاڑ شروع ہو جاتے ہیں — جو شمال میں دور تک پھیلتے چلے گئے ہیں، اور خدا جانے کہاں جا کر، شاید ترکستان، استراخان اور کرغیز — کیساق اسٹیپ میں جا کر ختم ہوتے ہیں — جنوب میں، تیرک کے اس پار، عظیم چیچیائی پہاڑوں، کوچکالیکو وسکائی پہاڑوں، سیاہ پہاڑوں، ایک اور پہاڑ، اور پھر برفیلے پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے، یہ برفیلے پہاڑ نظر ضرور آتے ہیں، مگر آج تک کوئی ان پر پہنچ نہیں سکا — اس زرخیز، اور جنگلوں سے بھری ہوئی زمین پر نجانے کب سے، جنگجو، خوبصورت اور دولتمند روسی قبیلہ آباد ہے، جو قدیم عقیدہ پرست** گروہ سے تعلق رکھتا ہے — اور جسے گریبنسکائی کزاک کہا جاتا ہے —

---

* گھاس کا میدان —

** قدیم عقیدہ پرست ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو سترویں صدی میں روسی — یونانی چرچ سے الگ ہو گئے تھے —

ایک مدت پہلے ان کے آباو اجداد جو قدیم عقیدہ پرست تھے، روس سے بھاگ آئے اور تیرک کے اس پار، گریبین میں چیچیائیوں کے ساتھہ اور عظیم چیچیائی پہاڑ کے پہلے سلسلے پر آباد ہوگئے یہ پہاڑ جنگلوں سے ڈھکے ہوئے ہیں — چیچیائیوں کے ساتھہ رہتے رہتے کزاکوں نے ان سے شادی بیاہ بھی کرلئے اور پہاڑی قبیلوں کی رسومات اور عادتوں کو اپنا لیا، لیکن انہوں نے روسی زبان کو، اس کی تمام لطافتوں کے ساتھہ اور اپنے پرانے عقیدے کو کلیجے سے لگائے رکھا — ان کے درمیان ابھی تک یہ روایت بہت عام ہے، کہ خوفناک زار ایوان تیرک کے علاقے میں آیا، اس نے ان کے بڑے بوڑھوں کو بلوایا اور دریا کے اس طرف کی زمین انہیں دے دی — ان سے عہد لیا کہ وہ روس کے دوست رہیں گے، اور وعدہ کیا کہ وہ انہیں اپنا محکوم بننے یا اپنا مذہب بدلنے پر مجبور نہیں کرے گا — آج بھی کزاک خاندان چیچیائیوں سے رشتےداری کا دعوہ کرتے ہیں، آج بھی آزادی و خودمختاری، رنگرلیاں، لوٹمار اور جنگ و جدل کی محبت ان کے کردار کی اہم خصوصیت ہے — لیکن روسی اثر کی تمام تر خرابیاں آج بھی نمایاں ہیں — چناؤ میں دخل اندازی، گرجا کی گھنٹیاں اتارنا، وہ فوجیں جو اس علاقے میں متعین ہیں یا اس علاقے سے گزرتی ہیں، اس اثر کا بین ثبوت ہیں —

کزاکوں کو شاید اپنے بھائی کے قاتل کسی پہاڑی ژی گیت* سے بھی اتنی نفرت نہ ہوگی، جتنی اسے اس سپاہی سے ہوگی جو اس کے گاؤں کی حفاظت کرنے کے لئے اس پر لاد دیا گیا ہے

---

* چیچیائیوں میں ژی گیت کی وہی حیثیت ہے جو ریڈ انڈینوں میں 'بہادر' کی ہوتی ہے اس لفظ ژی گیت اور ماہر گھوڑے سوار کا چولی دامن کا ساتھہ ہے —

اور جس نے اس کا مکان سگرٹ کے دھوئیں سے بھر دیا ہے — وہ اپنے دشمن کی، یعنی پہاڑیوں کی عزت کرتا ہے لیکن اسے سپاہی سے نفرت ہے، جو اس کی نظروں میں غیرملکی اور ظالم ہے — کزاکوں کے نقطہ نظر سے روسی کسان جنگلی اور قابل نفرت ہستی ہے — ان کسانوں کے نمونے اس نے خوب دیکھے ہیں، مثلاً وہ خوانچے والے جو کبھی کبھار دیہات کی طرف آتے ہیں، یا وہ بوکرینی جو اپنا وطن چھوڑ کر یہاں آ بسے ہیں اور جنہیں کزاک نہایت حقارت سے "اون توڑنے والا" کہتے ہیں — کزاک کی نظر میں خوش‌پوش شخص وہ ہے جو چرکیشیائی انداز میں کپڑے پہنے — بہترین ہتیار وہ ہیں جو پہاڑ والوں سے حاصل کئے جائیں، اور بہترین گھوڑے وہ ہیں جو ان سے خریدے جائیں یا ان کے ہاں سے چرائے جائیں — ایک زور دار کزاک نوجوان اپنی تاتاری زبان کی قابلیت کا مظاہرہ کرنے کو بے تاب رہتا ہے، اور جب نشے میں ہو تو اپنے کزاک ساتھیوں سے بھی تاتاری زبان میں بات کرتا ہے —

اس سب کے باوجود، عیسائیوں کا یہ چھوٹا سا گروہ، جو دنیا کے ایک ننھے سے گوشے میں قید ہے، اور جو چاروں طرف سے سپاہیوں اور نیم جنگلی مسلمان قبیلوں سے گھرا ہوا ہے، خود کو بہت ترقی یافتہ سمجھتا ہے، کزاکوں کے علاوہ کسی کو آدمی ہی نہیں سمجھتا، اور اپنے علاوہ ہر چیز سے نفرت کرتا ہے — کزاک اپنا زیادہ‌تر وقت پہرے کی چوکی پر، لڑنے میں یا شکار کرنے اور مچھلیاں پکڑنے میں گزارتا ہے — وہ گھر پر شاذ و نادر ہی کبھی کام کرتا ہے — اگر وہ کبھی گاؤں میں نظر آ جائے تو انوکھی بات ہے، اسکا مطلب ہے کہ وہ چھٹیاں منا رہا ہے — تمام کزاک خود اپنی ذاتی شراب بناتے ہیں، شراب خوری بہت زیادہ عام نہیں ہے لیکن یہ ایک مقدس فرض ہے، جس کو پورا نہ کرنا

مذہب سے انحراف سمجھا جاتا ہے — کزاک یہ سمجھتے ہیں کہ عورتیں صرف ان کے آرام کے لئے بنائی گئی ہیں — صرف کنواری لڑکیاں زندگی کا لطف اٹھا سکتی ہیں، شادی شدہ عورت کو جوانی سے بڑھاپے تک ہمیشہ اپنے شوہر کی خدمت کرنی چاہئے — شوہر عورت سے ہمیشہ فرماں برداری اور محنت کا طالب رہتا ہے — اور اسی وجہ سے عورتیں ذہنی اور جسمانی دونوں اعتبار سے بہت مضبوط ہوتی ہیں — اور حالانکہ —— مشرق کے تمام علاقوں کی طرح —— یہاں نام کو تو وہ محکوم ہیں، لیکن اصل میں گھریلو معاملات میں مغربی عورت کے مقابلے میں ان کا اثر اور ان کی اہمیت بہت زیادہ ہے — سوسائٹی سے الگ تھلگ رہنے اور محنت و مشقت کی وجہ سے گھر میں ان کی طاقت اور اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے — اگرچہ اجنبیوں کے سامنے کزاک بیوی سے بے ضرورت بات کرنا یا محبت سے بات کرنا غلط سمجھتا ہے، لیکن خلوت میں وہ ان جانے طور پر اس کی عظمت کو سمجھتا اور مانتا ہے — سچ تو یہ ہے کہ اس کا گھر، جائیداد اور پوری کھیتی باڑی بیوی کے دم سے ہے، وہی اس کی دیکھ بھال کرتی ہے — اسے یقین ہے کہ محنت مشقت کرنا کزاک کے لئے بہت بے عزتی کی بات ہے — وہ سمجھتا ہے کہ یہ تو صرف نوکائی مزدوروں یا عورتوں کا کام ہے — لیکن اس کے دل کے کسی سنسان سے گوشے میں یہ احساس ضرور چھپا ہوا ہے کہ جس جس چیز کو وہ اپنی کہتا ہے، اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، یہ ان ہی کے خون پسینے کی کمائی ہے — وہ جانتا ہے کہ اس کی دنیا عورتوں کے ہاتھ میں ہے — (ماں یا بیوی) جنہیں وہ اپنی کنیز سمجھتا ہے، وہ جب چاہیں اسے ان سب چیزوں سے محروم کر دیں — اور پورے مستقل طور پر مردوں کے کرنے کے کام کرنے کی وجہ سے اور ان ذمہ داریوں کی وجہ سے جو ان کے کندھوں پر آن پڑی ہیں،

گریبینسکائی عورتوں کا اپنا ایک خاص خودمختار اور مردانہ کردار بن گیا ہے — اور ان کی جسمانی قوت، اور عام سمجھ بوجھ بہت بڑھ گئی ہے، ان میں غیرمعمولی عزم اور استقلال پیدا ہو گیا ہے — عام طور پر وہاں کی عورتیں مردوں سے زیادہ طاقت ور، زیادہ تیز اور ذہین، زیادہ ترقی یافتہ اور زیادہ خوبصورت ہیں — گریبینسکائی عورتوں کے حسن کی ایک خاص چیز یہ ہے کہ ان کا چہرہ مہرہ بالکل چرکیشیائی ہوتا ہے مگر وہ شمالی عورتوں کی طرح چوڑی چکلی اور تن و مند ہوتی ہیں — کزاک عورتیں چرکیشیائی لباس پہنتی ہیں: تاتاری کرتی، بشمت* اور نرم نرم سلیپر — لیکن وہ اپنے سر پر روسی انداز میں رومال باندھتی ہیں — گھر سجانے اور لباس پہننے میں بانکپن صفائی اور خوش وضعی بہت ضروری سمجھی جاتی ہے — مرد عورت کے تعلقات میں خاص طور پر کنواری لڑکیوں کو بالکل آزادی ہے —

نووملینسکایا گاؤں گریبینسکائی کزاکوں کا دل سمجھا جاتا ہے — اور سب گاؤں سے زیادہ، اس گاؤں نے گاؤں کے پرانے گریبینسکائی باسیوں کے رسم و رواج کو زندہ رکھا ہے — قفقاز بھر میں ازل سے اس گاؤں کی عورتوں کے حسن و خوبصورتی کی دھوم ہے — انگور کے چمن، پھلوں کے باغ، تربوزوں اور کدوؤں کی کھیتی، شکار، ماہی گیری، مکئی اور باجرے کی کاشت اور جنگی لوٹ کزاکوں کی آمدنی کا ذریعہ ہیں —

نووملینسکایا گاؤں تیرک سے تقریباً تین ورسٹ کے فاصلے پر واقع ہے اس کے اور دریا کے درمیان گھنے جنگل پھیلے ہوئے ہیں — گاؤں سے جو سڑک گزرتی ہے اس کے ایک کنارے پر دریا ہے اور دوسرے کنارے پر انگور اور پھلوں کے سرسبز باغ

---

* آستینوں والا تاتاری چغہ —

ہیں — اور اس کے بعد نوگائی اسٹیپ کے ریت کے پہاڑ پھیلے ہوئے ہیں — گاؤں کے چاروں طرف مٹی کے دھس اور خاردار جھاڑیوں کا احاطہ ہے — گاؤں میں داخل ہونے کے لئے ایک اونچا سا پھاٹک ہے یہ پھاٹک ستونوں پر ٹکا ہوا ہے، اور اس پر چھپر کی چھت پڑی ہے — اس کے پہلو میں لکڑی کی توپ گاڑی پر ایک بیکار سی توپ رکھی ہوئی ہے جو عرصہ ہوا کزاکوں کے ہاتھ لگ گئی تھی — اور جس نے صدیوں سے بارود کی شکل بھی نہیں دیکھی — کبھی کوئی وردی پوش سنتری بندوق اور تلوار لٹکائے پھاٹک کے پاس پہرے پر کھڑا ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتا — کبھی وہ کسی گزرتے ہوئے افسر کو سلامی دیتا ہے کبھی نہیں دیتا —

پھاٹک کی چھت کے نیچے ایک سفید تختے پر سیاہ لفظوں میں لکھا ہوا ہے: ۲۶۶ مکان، مرد ۸۹۷، عورتیں ۱۰۱۲ — کزاکوں کے سارے مکان زمین سے دو تین فٹ اونچے چبوتروں پر بنے ہوئے ہیں — ان کی چھتیں بہت اچھے سرکنڈے کی ہیں اور ان کی تکونی چھتوں کا بالائی حصہ بہت بڑا اور کٹیلا ہے — اگرچہ مکان نئے نہیں ہیں، لیکن سب سادے اور صاف ستھرے ہیں، مختلف وضع کی بڑی بڑی برساتیاں سب میں موجود ہیں — مکان ایک دوسرے سے جڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ان کے بیچ میں کافی بڑی بڑی جگہیں چھٹی ہوئی ہیں — وہ سب بڑے سلیقے اور خوبصورتی سے چوڑی چوڑی گلیوں کے کنارے بنائے گئے ہیں — بہت سے گھروں کی بڑی بڑی اور روشن کھڑکیوں کے سامنے احاطوں کے اس پار گہرے سبز سفیدے اور کیکر کے درخت اگے ہوئے ہیں — وہ اپنی تمام تر سر سبزی، شادابی اور پھولوں کی مہک کے ساتھ گھر کی چھتوں پر چھائے ہوئے ہیں — ان کے قریب ہی دیدہ دلیر سورج مکھی، ہری بھری بیلیں اور انگور کی ٹہنیاں پھیلی

ہوئی ہیں — چوڑے چکلے اور کھلے ہوئے چوک میں تین دوکانیں ہیں جہاں کپڑے، سورج مکھی اور کدو کے بیج، پھلیاں اور ادرک کی روٹیاں بکتی ہیں — رجمنٹ کے کمانڈر کے مکان کے گرد اونچا سا احاطہ ہے — یہ مکان جو دوسرے مکانوں سے زیادہ اونچا اور زیادہ بڑا ہے، سفیدے کے درختوں کی ایک اونچی سی قطار کی اوٹ میں کھڑا ہے — اس کی کھڑکیوں کے آگے چھجے ہیں — گاؤں کی سڑکوں پر کام کے اوقات میں مشکل ہی سے چند آدمی نظر آتے ہیں، خاص طور پر گرمی کے موسم میں ان کی تعداد اور بھی کم ہو جاتی ہے — نوجوان مرد یا تو پہرے پر رہتے ہیں، یا جنگی مہم پر، بوڑھے مرد یا تو مچھلیاں پکڑتے رہتے ہیں یا عورتوں کے ساتھ باغ میں کام کرتے ہیں — صرف بہت بوڑھے، بیمار یا بچے گھر پر نظر آتے ہیں —

۵

— یہ ان گنتی کی چند شاموں میں سے ایک شام تھی جو صرف قفقاز ہی میں ممکن ہے — سورج پہاڑوں کی اوٹ میں چھپ چکا تھا، لیکن ابھی روشنی باقی تھی، ایک تنہائی آسمان پر شام کی سرخی پھیلی ہوئی تھی — اور اس پس منظر میں ان بے پایاں پہاڑوں کی دھندلی دھندلی سفیدی اور بھی زیادہ نمایاں ہو گئی تھی — ہوا میں عجیب لطافت تھی، اور اگرچہ حرکت کا نام ونشان نہیں تھا پھر بھی آوازوں سے بھری ہوئی تھی — پہاڑوں کے سائے اسٹیپ پر کئی ورسٹ تک پھیلے ہوئے تھے — اسٹیپ، دریا کے اس پار کا کنارہ، اور سڑکیں سنسان پڑی تھیں — اگر اتفاق سے کوئی گھوڑسوار آ نکلتا تو چوکی کے سارے کے سارے کزاک اور اپنی آؤلوں میں بیٹھے ہوئے چیچنائی اسے بڑے تجسس اور حیرت سے دیکھتے

لگتے — وہ دماغ لڑانے لگتے کہ یہ اس قدر غلط قسم کا آدمی کون ہے —

رات کے وقت وہ ایک دوسرے کے ڈر سے اپنے اپنے گھروں میں دبک جاتے، اور ان سنسان جگہوں میں صرف چرند و پرند گھومتے رہتے جنہیں انسان کا ڈر نہیں تھا — انگوروں کے گچھے باندھتی ہوئی عورتیں سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے ہنستی بولتی جلدی جلدی باغوں سے واپس پلٹ جاتیں — ارد گرد کی اور جگہوں کی طرح انگور کے باغ بھی سنسان ہو جاتے — لیکن شام کے وقت گاؤں میں بڑی چہل پہل ہو جاتی — لوگ چاروں طرف سے پیدل، گھوڑوں پر سوار، یا اپنی کھڑ کھڑاتی ہوئی گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے گاؤں آتے نظر آتے — لڑکیاں اپنے کرتے اڑسے، ہاتھوں میں ٹہنیاں لئے خوش گپیاں کرتی ہوئی گاؤں کے پھاٹک کی طرف بھاگتیں، جہاں دھول اور مچھروں کے بادلوں میں گھرے ہوئے، مویشی پہلے ہی اکٹھے ہو جاتے — دھول اور مچھروں کے ان بادلوں کا تحفہ وہ اسٹیپ سے لاتے تھے — تنومند گائیں اور بھینسیں گایوں میں گھومتی پھرتیں اور کزاک عورتیں رنگین بشمتیں پہنے ہوئے ان کے آگے پیچھے گھومتی نظر آتیں — ان کی چیخیں اور ہنسی قہقہے اور مویشیوں کے ڈکارنے کی آوازیں دور دور تک گونجنے لگتیں — ادھر سے ایک ہتھیار بند کزاک چوکی سے چھٹی پا کر گھوڑے پر سوار کسی گھر کی طرف آتا، ذرا سا آگے کو جھک کر کھڑکی پر دستک دیتا اور کھٹ کھٹ کے جواب میں کسی نوجوان دوشیزہ کا خوبصورت سر کھڑکی سے باہر نکلتا، اور ہنسی دل لگی کی آوازیں آنے لگتیں — اور پھر کوئی پھٹے حال نوکائی مزدور جس کے رخساروں کی ہڈیاں الگ سے الگ نظر آجاتی ہیں، اسٹیپ سے سرکنڈوں کا گٹھا لاتا نظر آتا — اپنی کھڑ کھڑاتی ہوئی گاڑی کو کزاک کپتان کے بڑے سے صاف

ستھرے احاطے میں موڑتا — اور بیلوں کے کندھوں سے بوجھ اتارتا — مزدور اور اس کا مالک تاتاری زبان میں ایک دوسرے پر چیختے رہتے اور بیل کھڑے سر ھلاتے رہتے — ایک کزاک عورت ننگے پاؤں، کمر پر ایندھن کا گٹھا لادے ہوئے اپنا کرتا اوپر اٹھائے ننگی ننگی ٹانگوں سے بڑی مشکل سے راستہ بناتی ہوئی جوھڑ کے پاس سے گزرتی ھے، جو سال بہ سال پوری سڑک پر پھیلتا چلا جا رھا ہے، اور اب تو وھاں صرف باڑ میں گھس گھس کر چلنا پڑتا ھے — ایک کزاک جو شکار سے واپس آ رھا ھے مذاقاً کہتا ھے ''ذرا اوپر کو اٹھا کے میری چنچل حسینہ!،، اور اپنی بندوق کا رخ اس کی طرف موڑ دیتا ہے — عورت اپنا قمیص نیچا کر لیتی اور لکڑیوں کو نیچے پھینک دیتی ہے — ایک بوڑھا کزاک، پتلون اڑسے، گریبان کھولے، کندھے پر جال ڈالے، مچھلیوں کے شکار سے واپس آ رھا ھے کھلے گریبان سے سینے کے سفید بال جھانک رہے ھیں — جال میں چاندی جیسی مچھلیاں ابھی تک تڑپ رھی ھیں — وہ چھوٹا راستہ اپنانے کے لئے ھمسائے کے ٹوٹے ہوئے احاطے کے اوپر سے کود جاتا ھے، کودتے ہوئے اسکا کوٹ پھنستا ھے جسے وہ کھینچ کر نکال لیتا ھے — دوسری طرف ایک عورت سوکھی ہوئی شاخ کھینچے لئے جا رھی ھے اور کونے سے کلہاڑی کی آواز آ رھی ھے — گلی میں جہاں کہیں کوئی ھموار جگہ نظر آتی ھے وھاں کزاک بچے گیند کھیلتے، چیختے چلاتے نظر آتے ھیں — عورتیں چکر کھا کر جانے سے بچنے کے لئے باڑ کے اوپر سے چھلانگ کر جا رھی ھیں — ھر چمنی سے اپلوں کا بو دار دھواں اٹھ رھا ھے — ھر گھرانے سے شور اور ھنگامے کی آوازیں آنے والی خاموش رات کی اطلاع دے رھی ھیں —

کزاک اسکول ماسٹر اور جمعدار کی بیوی بوڑھی اولینکا بھی اور عورتوں کی طرح اپنے احاطے کے دروازے پر جا کر مویشیوں

کا انتظار کرنے لگتی ہے، انہیں اس کی بیٹی مریانکا ہنکا کر لا رہی ہے — اتنے اتنے وہ بانس کی باڑ کا دروازہ کھولے، اتنے اتنے ایک موٹی تازی بھینس، مچھروں کے بادلوں میں گھری ہوئی دوڑ کر دروازے کو دھکا دیتی ہے اور اندر گھس جاتی ہے کئی تگڑی تگڑی گائیں آہستہ آہستہ اس کے نقش قدم پر آگے بڑھتی ہیں — وہ اپنی دمیں کمر میں مار مار کر بڑی محبت سے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اپنی مالکن کی طرف دیکھتی ہیں —

حسین اور نازک اندام مریانکا پھاٹک میں داخل ہوتی ہے، اور اپنا سونٹا دور پھینک کر جلدی سے پھاٹک بند کرتی ہے اور اپنے تیز و چست قدموں کی پوری رفتار سے مویشیوں کو الگ الگ کرتے اور اپنے اپنے چھپر کے اندر دھکیلنے کے لئے دوڑ پڑتی ہے — ''اپنے جوتے تو اتار دے، اری او شیطان کی چھپتی!،، اس کی ماں چلاتی ہے ''سب توڑ پھوڑ کر ناس کر دئے!،، ''شیطان کی چھپتی،، کا لقب سن کر مریانکا کی تیوری پر بل بھی نہیں پڑتا بلکہ وہ تو اسے بڑے پیار کا نام سمجھتی ہے اور خوشی خوشی اپنے کام میں مگن رہتی ہے — اس کا چہرہ سر پر بندھے ہوئے رومال سے ڈھکا ہوا ہے — وہ گلابی قمیص اور سبز بشمت پہنے ہوئے ہے — وہ موٹے تازے مویشیوں کے پیچھے پیچھے چھپر کے ستون کے عقب میں غائب ہو جاتی ہے — چھپر سے بھینس کو سمجھانے بجھانے اور پیار کرنے کی آواز آتی ہے، مریانکا کہہ رہی ہے ''خاموش نہیں کھڑا ہوا جاتا؟ کیا چیز ہے تو بھی! آ بس اب آجا میری پیاری بوڑھی گائے!،، تھوڑی ہی دیر بعد لڑکی اور بوڑھی عورت چھپر سے نکل کر، اپنی دن بھر کی کمائی، دودھ کے دو بڑے بڑے برتن اٹھائے چھوٹے مکان کی طرف چلی جاتی ہیں جس کی کچی چمنی سے اپلوں کے دھوئیں کا باریک سا بادل نکلتے، لگتا ہے — دودھ جمی ہوئی بالائی بنانے کے کام میں

آتا ہے — لڑکی آگ میں لکڑیاں ڈال رہی ہے اور اس کی ماں بھالک کی طرف جاتی ہے — گاؤں میں شام کا دھندلکا پھیل چکا ہے — ہوا میں ترکاریوں، مویشیوں اور اپلوں کے دھوئیں کی بو بسی ہوئی ہے — کزاک عورتیں جلتے ہوئے چیتھڑے دھجیاں اٹھائے تیزی سے اپنے گھروں کی طرف بھاگ رہی ہیں — احاطے میں دودھ دوھے جانے کے بعد مویشیوں کے چپڑ چپڑ کھانے اور ڈکارنے کی آوازیں آ رہی ہیں — لیکن احاطوں اور گلیوں میں صرف بچے اور عورتیں ایک دوسرے کو پکارتے نظر آ رہے ہیں — پورے پورے ہفتے کسی مدہوش مرد کی آواز شاذ و نادر ہی سنائی دیتی ہے —

ایک لمبی سی مرد مار کزاک عورت سامنے والے گھر سے بوڑھی اولینکا کے گھر کی طرف آتی ہے اور آگ مانگتی ہے — اس کے ہاتھ میں ایک چیتھڑا ہے —

"کہو کام ختم کر لیا؟"

"لڑکی آگ جلا رہی ہے، آگ ہی چاہئے نا تمہیں؟" بوڑھی اولینکا اپنی ہمسائی کی مدد کرنے کے خیال سے بڑے غرور کے ساتھ پوچھتی ہے —

دونوں عورتیں جھونپڑی میں داخل ہوتی ہیں اور سخت ہاتھ جو نرم و نازک کام کرنے کے عادی نہیں ہیں، کانپتے ہوئے دیاسلائی کی انمول ڈبیا کھولتے ہیں، جو قفقاز میں سونے سے بھی زیادہ کمیاب ہے — مرد مار عورت جو ابھی ابھی آئی ہے ذرا گپ شپ کرنے کے ارادے سے دروازے کی سڑھیوں پر بیٹھ جاتی ہے —

"تمہارا آدمی کہاں ہے — اسکول میں؟" نووارد عورت نے پوچھا —

''ہاں وہ تو ہمیشہ چھوکروں کو پڑھاتے ہی رہتے ہیں — لیکن انہوں نے لکھا ہے کہ تہوار کے موقع پر وہ گھر آئیں گے،، بوڑھی اولیتکا نے کہا —

''ہاں وہ بہت سمجھدار آدمی ہیں، اچھا ہی ہے یہ تو —،،

''ظاہر ہے اچھا ہے —،،

''اور میرا لوکاشکا چوکی پر ہے، اسے گھر آنے کی چھٹی ہی نہیں ملتی،، مہمان نے کہا — حالانکہ بوڑھی اولیتکا کو یہ سب باتیں بہت پہلے ہی معلوم ہو چکی تھیں — وہ اپنے لوکاشکا کے متعلق باتیں کرنا چاہتی تھی، جسے اس نے حال ہی میں کزاک دستے میں کام کرنے کے قابل بنا دیا تھا — اور جس کی شادی وہ بوڑھی اولیتکا کی بیٹی مریانکا سے کرنا چاہتی تھی —

''تو وہ چوکی پر ہے؟،،

''ہاں وہیں ہے پچھلے تہوار کے بعد سے گھر نہیں آیا — ابھی پچھلے دنوں میں نے فوموشکین کے ساتھ اسے چند قمیص بھجوائے ہیں — وہ کہتا ہے کہ لوکاشکا بالکل ٹھیک ہے اور اس کے حاکم اس سے مطمئن ہیں — اسنے کہا کہ وہ لوگ پھر ابرکوں کی تاک میں ہیں — وہ کہتا ہے کہ لوکاشکا بہت خوش ہے —،،

''ہوں، شکر ہے خدا کا،، جمعدار کی بیوی نے کہا — ''اس کے لئے تو لفظ اوروان بہت خوب ہے —،،

لوکاشکا کو اوروان، یا جھپٹنے والا، کہا جانے لگا تھا، کیونکہ اس نے بڑی بہادری سے جھپٹ کر ایک ڈوبتے ہوئے لڑکے کو بچا لیا تھا — بوڑھی اولیتکا نے لوکاشکا کی ماں کو خوش کرنے کی خاطر اسی واقعے کی طرف اشارہ کیا تھا —

''میں تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں کہ میرا بیٹا سپوت ہے! بڑا بہادر چھوکرا ہے، سبھی اس کی تعریف کرتے ہیں —،، لوکاشکا کی ماں نے کہا — ''میری تو بس اب ایک ہی

خواهش ہے کہ اس کی شادی کر دوں، پھر میں سکون سے مر سکوں گی —،،

''ہاں، تو پھر گاؤں میں نوجوان لڑکیوں کی کیا کمی ہے؟،، جہاں دیدہ بوڑھی اولیٹکا نے اپنے کھردرے ہاتھوں سے دیاسلائی کا ڈھکنا بند کرتے ہوئے جواب دیا —

''بہت ہیں، بہت،، لوکاشکا کی ماں نے سر ہلا کر جواب دیا — ''تمہاری لڑکی ہی موجود ہے، تمہاری مریانکا — بس ایسی ہی لڑکی تو چاہئے! اس پورے علاقے میں اس کے مقابلے کی ایک بھی لڑکی نہیں ملے گی!،،

بوڑھی اولیٹکا جانتی تھی کہ لوکاشکا کی ماں کو کس چیز کی دھن لگی ہوئی ہے — اور حالانکہ وہ لوکاشکا کو اچھا کزاک سمجھتی تھی — لیکن خاموش ہی رہی — کیونکہ پہلی بات تو یہ کہ وہ تو جمعدار کی بیوی تھی دولت مند تھی، اور لوکاشکا بے باپ کا تھا — ایک معمولی کزاک کا بیٹا — اور دوسری بات یہ کہ ابھی وہ اپنی بیٹی سے جدا بھی نہیں ہونا چاہتی تھی، اور پھر رکھ رکھاؤ کا تقاضہ بھی یہی تھا —

''ہاں مریانکا بڑی ہو جائے تو وہ بھی شادی کے قابل ہو جائے گی،، وہ نہایت انکسار اور سنجیدگی سے جواب دیتی ہے —

''میں مشاطاؤں کو تمہارے پاس بھیجونگی — ہاں میں انہیں بھیجوں گی — بس ذرا میرے انگور اکٹھے ہو لینے دو پھر ہم تمہارے سامنے ہاتھ پھیلانے آئیں گے — ،، لوکاشکا کی ماں کہتی ہے — ''اور ہم الیا واسیلیوچ سے بھی بیٹی کی بھیک مانگیں گے — ،،

''الیا کی بھی ایک ہی رہی!،، جمعدار کی بیوی انتہائی تکبر کے ساتھ کہتی ہے — ''مجھ سے بات کرو جب جس چیز کا وقت آئیگا ہو جائیگی — ،،

جمعدار کی بیوی کے چہرے کی سختی دیکھ کر لوکاشکا کی ماں سوچتی ہے کہ اس وقت اب اور زیادہ بات کرنے کا موقع نہیں ہے — چنانچہ وہ ماچس سے اپنے چیتھڑے سلگاتی ہے اور کھڑی ہوتے ہوئے کہتی ہے — ''دیکھو انکار نہ کرنا، تم نے جو کچھ کہا ہے اسے یاد رکھنا — اچھا اب مجھے چلنا چاہئے — آگ سلگانے کا وقت ہو رہا ہے —،،

وہ جلتا ہوا چیتھڑا لٹکائے سڑک پار کر رہی ہے کہ اسے مریانکا ملتی ہے — وہ جھک کر اداب کرتی ہے —

''اف، یہ تو شہزادی ہے بالکل — اور کام کرنے میں لاجواب ہے یہ لڑکی!،، وہ حسین لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے سوچتی ہے — ''بھلا اسے اور زیادہ بڑا ہونے کی کیا ضرورت؟ اب تو یہ شادی کے قابل ہوگئی — وقت آ گیا ہے کہ اس کی کسی اچھے گھر میں شادی ہوجائے، لوکاشکا سے شادی ہو جائے!،،

مگر بوڑھی اولیتکا کو دوسری ہی فکریں ہیں — وہ وہیں دہلیز پر کسی خیال میں گم بیٹھی رہتی ہے صرف لڑکی کے پکارنے پر چونکتی ہے —

٦

گاؤں کے مرد اپنا زیادہ تر وقت فوجی مہموں یا 'چوکی، پر گزارتے — شام کے قریب، وہی جھپٹنے والا، لوکاشکا، جس کے متعلق بوڑھی عورت باتیں کر رہی تھی، نڑنی — پروتوتسکی چوکی کے مینار پر کھڑا تھا — یہ چوکی تیرک کے کنارے واقع ہے — وہ مینار کے جنگلے پر جھکا ہوا آنکھیں میچ کر کبھی دور تیرک کے اس پار دیکھنے لگتا تو کبھی نیچے اپنے کزاک ساتھیوں کی طرف — اور کبھی کبھار ان سے ایک آدھ بات کر لیتا — سورج برف

پوش پہاڑوں تک پہنچ چکا تھا — ان کی سفید چوٹیاں پھٹے پھٹے بادلوں کے اوپر چمک رہی تھیں — پہاڑ کے دامن میں لہراتے ہوئے بادل تاریک ہوتے چلے جا رہے تھے — ہوا میں شام کی تازگی بسی ہوئی تھی — اور اگرچہ چوکی کے قریب ابھی کافی گرمی تھی، لیکن جنگلوں کی طرف سے تازگی بڑھ رہی تھی — کزاکوں کی آوازوں کی لہریں پہلے سے زیادہ بلند اور گونج‌دار ہو گئی تھیں، اور ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ بڑی دیر تک ہوا میں گونجتی رہتی ہیں — تیرک کے گہرے بھورے پانی کی تہہ، اور اس کے بےحس و حرکت کناروں کا تضاد اور زیادہ نمایاں ہوگیا تھا — پانی کم ہونا شروع ہوگیا تھا اور کنارے پر اور گڑھوں میں کہیں کہیں بےرنگ ریت چمک رہی تھی — دریا کے اس پار، چوکی کے سامنے والا کنارہ بالکل سنسان پڑا تھا — البتہ نیچے نیچے سرکنڈوں کے جھنڈ پہاڑ کے دامن تک پھیلے ہوئے تھے — اس نیچے کنارے پر، ذرا ایک طرف ہٹ کر چیچپائی گاؤں کے کچے مکان، ان کی سپاٹ چھتیں اور قیف نما چمنیاں نظر آ رہی تھیں — چوکی پر کھڑے ہوئے کزاک کی عقاب جیسی آنکھیں، برامن گاؤں میں اٹھتے ہوئے شام کے دھوئیں کے اس پار چیچپائی عورتوں کے حرکت کرتے ہوئے ننھے ننھے جسموں کا تعاقب کر رہی تھیں، لال اور نیلے کپڑوں میں ملبوس یہ عورتیں، اتنے فاصلے سے ننھی ننھی سی نظر آ رہی تھیں —

حالانکہ کزاکوں کو خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے ایرک تاتار کی طرف سے بڑھ کر ان پر حملہ کر دیں گے، اور خاص کر آج کل، مئی کے مہینے میں اس کا اندیشہ بہت زیادہ تھا، کیونکہ اس زمانے میں تیرک کے کنارے جنگل اتنے گھنے ہو جاتے ہیں کہ پیدل ان کو پار کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، اور دریا بعض‌بعض جگہ اتنا اتھلا ہو جاتا ہے کہ گھوڑسوار اس کو پار کر

سکتے ہیں — اور اگرچہ دو ایک دن پہلے ایک کزاک رجمنٹ کے کمانڈر کا اعلان نامہ لیکر وہاں پہنچ چکا تھا، جس میں اطلاع دی گئی تھی کہ اسکاؤٹوں نے اطلاع دی ہے کہ آٹھ دس آدمیوں کا ایک گروہ دریا پار کرنے کا ارادہ کر رہا ہے — اس لئے ذرا کڑی نگاہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا — لیکن پھر بھی چوکی پر پہرہ وغیرہ نہیں بڑھایا گیا — کزاک بالکل اس طرح جیسے گھر میں ہوں گھوڑوں کی زینیں اتارے، اپنے ہتیار کھولے، مچھلی کے شکار، شراب نوشی یا شکار میں وقت گزار رہے تھے — صرف ڈیوٹی والے کزاک کا گھوڑا کسا کسایا تیار رہتا — اس کے پاؤں بندھے رہتے اور وہ جنگل کے قریب کانٹےدار جھاڑیوں کے درمیان اچکتا رہتا — صرف سنتری ہی تھا جو چرکیشیائی کوٹ پہنے رہتا اور جس کی کمر سے بندوق اور تلوار لٹکتی رہتیں — انتہائی لمبی کمر اور چھوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں والا کزاک کاربورل ایک جھونپڑی کی دیوار میں جڑے ہوئے بنچ پر بیٹھا تھا — اس کی بشمت کے بٹن کھلے ہوئے تھے — اس کے چہرے سے اونچے لوگوں جیسی کاہلی اور اکتاہٹ ٹپک رہی تھی — اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، اور اس کا سر پہلے ایک ہاتھ کی ہتیلی پر اور پھر دوسرے کی ہتیلی پر جھولتا رہا — بڑی سی کھچڑی داڑھی والا ایک معمر کزاک قمیص پر چمڑے کی پیٹی کسے، دریا کے کنارے پڑا ہوا — بڑی کاہلی کے ساتھ تیرک کی یک رنگ لہروں کو مچلتے دیکھ رہا تھا — اور لوگ بھی گرمی سے پریشان، نیم برہنہ دریا کے کنارے گرم ریت پر پڑے ہوئے تیرک میں کپڑے کھنگال رہے تھے، لگامیں لپیٹ رہے تھے یا کچھ گنگنا رہے تھے — ایک کزاک جس کا سنا ہوا چہرہ سورج میں تپ کر سیاہ ہو گیا تھا، جھونپڑی کے قریب پڑا تھا — شاید وہ شراب کے نشے میں دھت تھا، کیونکہ وہ جس دیوار کے سہارے پڑا ہوا تھا، وہ دو گھنٹے

پہلے پہلے ہی سائے میں ہو، مگر اب تو وہاں سورج کی تیز کرنوں کا راج تھا۔

لوکاشکا، جو چوکی کے مینار پر کھڑا تھا، بیس ایک سال کا لمبا اور خوبصورت لڑکا تھا۔ وہ اپنی ماں سے بہت ملتا تھا۔ جوانی کے دبلے‌پن کے باوجود اس کے چہرے، بلکہ پورے جسم سے جسمانی اور اخلاقی مضبوطی کا اظہار ہو رہا تھا۔ حالانکہ وہ حال ہی میں کزاک محاذ میں شامل ہوا تھا، لیکن اس کے چہرے اور اس کے مطمئن انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کی طبیعت میں ابھی سے وہ تکبر اور جنگجویانہ صفت پیدا ہو گئی ہے جو کزاکوں اور ان لوگوں کی خصوصیت ہے جو ہتیار باندھنے کے عادی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اپنے کزاک ہونے کا اور اپنی اہمیت کا پورا پورا احساس ہے۔ اس کا لمبا چوڑا چرکیشیائی کوٹ جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ اس کی ٹوپی چپچپائی انداز میں سر کے پیچھے ڈھلکی ہوئی تھی۔ اور اس کی پتلون گھٹنوں سے نیچے تک تھی۔ اس کا لباس بڑھیا نہیں تھا۔ مگر وہ اسے اس مخصوص کزاک انداز میں پہنے ہوئے تھا جو چپچپائی ژی گیتوں کی نقل کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اصلی ژی گیت کا پورا لباس لمبا چوڑا، اور پھٹا ہوا اور اس کی بے پروائی کا نمونہ ہوتا ہے۔ مگر اس کے ہتیار قیمتی ہوتے ہیں۔ لیکن یہ پھٹے پرانے کپڑے اور یہ ہتیار ایک خاص انداز میں پہنے اور باندھے جاتے ہیں۔ اور یہ انداز ہر شخص نہیں اپنا سکتا۔ کزاکوں اور پہاڑیوں کی نقلیں اس انداز کو فوراً بھانپ لیتی ہیں۔ لوکاشکا اس سلسلے میں ژی گیتوں سے ملتا تھا۔ تلوار پر ہاتھ رکھے اور آنکھیں میچے ہوئے وہ دور آؤل کو دیکھ رہا تھا۔ الگ الگ اس کے نقوش کو دیکھا جائے تو وہ خوبصورت نہیں تھا، مگر جو کوئی اس کا

لطیف انداز، گہرا بھورا اور ذہین چہرہ دیکھتا بے اختیار کہہ اٹھتا ''کتنا اچھا لڑکا ہے!،،

''ذرا عورتوں کو تو دیکھو— غول کے غول گاؤں میں گھومتی پھر رہی ہیں—،، اس نے کسی خاص آدمی کو مخاطب کئے بغیر، اپنے چمکدار سفید دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے تیز آواز میں کہا—

لیکن نزارکا نے، جو نیچے لیٹا تھا فوراً سر اٹھا کر کہا:

''پانی لینے جا رہی ہوں گی—،،

''اگر میں گولی چلا کر انہیں ڈرا دوں تو؟،، لوکاشکا نے ہنستے ہوئے کہا ''ڈر جائیں گی نا؟،،

''وہاں تک پہنچے گی ہی نہیں—،،

''کیا! میری گولی، اس سے بھی آگے تک جائے گی— ذرا دم لو، اور جب ان کا تہوار آئیگا تو میں غوری خان سے ملنے جاؤں گا اور اس کے ساتھ بوزا* پیوں گا،، لوکاشکا نے جھنجھلا کر مچھروں کو ہٹاتے ہوئے کہا، جو اس کو چمٹ رہے تھے—

جنگل میں سر سر کی آواز سن کر کزاک چوکنے ہو گئے— ایک دھبے دار دوغلا شکاری کتا، زمین کو سونگھتا اور اپنی لنجی دم ہلاتا ہوا چوکی کی طرف بھاگ رہا تھا— لوکاشکا نے پہچان لیا، یہ کتا اس کے ایک ہمسائے شکاری، چچا بروشکا کا تھا— تھوڑی ہی دیر بعد کتے کے پیچھے پیچھے جنگل کی طرف سے خود شکاری بھی آتا نظر آیا—

چچا بروشکا تو بہت ہی دیوہیکل کزاک تھے— ان کی لمبی چوڑی داڑھی دودھ کی طرح سفید تھی— ان کا سینہ اور شانے اتنے چوڑے تھے کہ جنگل میں، جہاں ان کے مقابلے کا اور کوئی نہ ہوتا وہاں وہ کوئی خاص لمبے معلوم نہ ہوتے، ان کے

---

* باجرے سے بنی ہوئی تاتاری بیئر—

طاقتور ہاتھ پاؤں بلا کے متناسب تھے — وہ ایک پھٹا پرانا کوٹ پہنے ہوئے تھے — ان دھجیوں پر جن میں ان کے پاؤں بندھے ہوئے تھے، وہ سنلی سے ہرن کی کھال باندھے ہوئے تھے — سر پر ایک چھوٹی سی کھردری سفید ٹوپی تھی — کندھے سے کمر تک ایک پردہ لٹکا ہوا تھا، جس کے پیچھے وہ تیتر کا شکار کرتے ہوئے چھپا کرتے تھے — ایک تھیلا تھا، جس میں شکروں کو لبھانے کے لئے ایک مرغی اور ایک چھوٹا سا شاہین تھا — دوسرے کندھے پر رسی میں بندھی ہوئی ایک جنگلی بلی تھی جسے انہوں نے مارا تھا — اور کمر پر پیٹی میں چھوٹا سا تھیلا ٹھنسا ہوا تھا جس میں گولیاں، بارود اور روٹیاں رکھی تھیں، مچھر اڑانے کے لئے گھوڑے کی دم تھی، جمے ہوئے خون سے داغدار پھٹی پرانی نیام میں ایک بڑا سا خنجر تھا اور دو مردہ تیتر تھے — انہوں نے چوکی پر نظر ڈالی اور ٹھہر گئے —

''اے لیام!،، انہوں نے اس قدر بھاری آواز میں کتے کو پکارا کہ اس کی گونج دور جنگلوں تک پھیلتی چلی گئی — انہوں نے اپنی بڑی سی مرنے مارنےوالی بندوق کو، جسے کزاک 'چقماق، کہتے ہیں، شانے پر ڈال کر اپنی ٹوپی اتاری —

''کہو دوستو اچھا رہا دن؟،، انہوں نے اپنی تگڑی اور ہنستی ہوئی آواز میں کزاکوں سے کہا — وہ بلا کسی قسم کی کوشش کے اتنی زور سے بول رہے تھے جیسے دریا کے اس کنارے پر کسی سے چیخ چیخ کر بات کر رہے ہوں —

''اچھا رہا چچا!،، چاروں طرف سے نوجوان کزاکوں کی پرمسرت آوازیں آئیں —

''کیا کیا دیکھا تم نے؟ چلو آؤ، ہمیں اس کے بارے میں سب کچھ بتاؤ!،، چچا بروشکا اپنے کوٹ کی آستین سے اپنے بڑے سے سرخ چہرے کا پسینہ پونچھتے ہوئے چلائے —

''چچا یہاں چنار کے درخت پر ایک شکرا رہتا ہے، رات ہوتے ہی وہ ادھر ادھر گھومنے لگتا ہے،، نزارکا نے آنکھ مار کر کندھے اور ٹانگیں ہلاتے ہوئے کہا۔

''واقعی ہے شکرا؟،، بوڑھے نے بےاعتمادی سے پوچھا۔

''ہاں، ہاں، چچا ہے! تم ذرا ٹھہر کے دیکھو تو،، نزارکا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

اور سب کزاک بھی ہنسنے لگے۔

اس مسخرے کو کوئی شکرا وکرا نظر نہیں آیا تھا، مگر چوکی کے نوجوان کزاکوں کا یہی قاعدہ تھا کہ ہر دفعہ چچا بروشکا کو ستاؤ اور دھوکا دو۔

''اے ،بدھو، ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے!،، لوکاشکا نے مینار سے نزارکا کو مخاطب کیا۔

نزارکا ایک دم خاموش ہوگیا۔

''اس پر نظر رکھنی چاہئے، میں دیکھوں گا،، بوڑھے نے جواب دیا اور کزاکوں کے دل باغ باغ ہوگئے۔ ''تم نے کوئی سور تو نہیں دیکھا؟،،

''سوروں کی گھات میں بیٹھنا کچھ ایسا آسان ہے!،، کاربورل نے آگے کو جھک کر دونوں ہاتھوں سے پیٹھ کھجاتے ہوئے کہا۔ وہ جملے بازی کے اس موقع سے بہت خوش تھا۔ ''ضرورت سوروں پر نہیں، ابرکوں پر نظر رکھنے کی ہے۔ تم نے کچھ سنا اس بارے میں چچا، کیوں؟،، اس نے بےوجہ آنکھیں میچ کر اپنے موتی کی لڑی جیسے سفید دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

''ابرک؟،، بڑے میاں نے کہا۔ ''نہیں،میں نے تو کچھ نہیں سنا، کہو تمہارے پاس چیخیر * ہے؟ لاؤ میرے اچھے دوست ذرا مجھے

---

* خانہ کشید چرکیشیائی شراب۔

ایک آدھہ جام پلا دو — تھکن سے میری جان نکلی جا رہی ہے — جب وقت آئیگا تو میں تمہارے لئے تازہ گوشت لاؤں گا — سچ یقین مانو — میں ضرور لاؤں گا، لاؤ ذرا ایک آدھہ جام پلا دو —،، اس نے دوہرایا —

''ہوں، اور پہرہ دوگے تم؟،، کاربورل نے کچھہ اس انداز سے پوچھا جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو کہ بوڑھا کیا کہہ رہا ہے —

''ہاں، ہاں میں آج رات پہرہ دوں گا،، چچا یروشکا نے جواب دیا ''ہو سکتا ہے خدا کی مہربانی رہے اور میں تمہارے لئے کچھہ مار سکوں — پھر تمہیں بھی تمہارا حصہ ملے گا، ضرور ملے گا تمہیں!،،

''چچا، اے چچا!،، لوکاشکا نے تیز آواز میں اوپر سے آواز لگائی اور سب کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا لی — سارے کزاک اس کی طرف دیکھنے لگے — ''ادھر دریا کی مخالف سمت میں چلے جاؤ، سوروں کی بڑی اچھی ڈار ہے وہاں، سچ واقعی میں جھوٹ نہیں بول رہا — ابھی کل ہی کی تو بات ہے ہمارے ایک کزاک نے وہاں ایک سور مارا ہے — میں سچ کہہ رہا ہوں تم سے،، اس نے اپنی بندوق ٹھیک کرتے ہوئے کچھہ اس انداز سے کہا جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ مذاق نہیں کر رہا —

'' اوہ، 'جھپٹنے والا، لوکاشکا بھی یہاں موجود ہے!،، بڑے میاں نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا — ''تمہارا یہ کزاک کس طرف شکار کر رہا تھا؟،،

''تم نے مجھے دیکھا ہی نہیں؟ میرے خیال میں تمہارے لئے میں بہت چھوٹا ہوں!،، لوکاشکا نے کہا — ''تلیا کے قریب،، اس نے سر ہلا کر سنجیدگی سے بات جاری رکھی —''ہم تلیا کے برابر برابر چلے جا رہے تھے کہ ہمیں کسی چیز کے کھڑ کھڑانے کی سی آواز آئی — مگر میری بندوق غلاف میں تھی — الیا نے اپنی بندوق داغ دی . . . میں تمہیں جگہ ہی جو دکھا دوں — کچھہ ایسی دور نہیں ہے —

بس ذرا کے ذرا دم لو تم، میں ان سب راستوں سے خوب واقف ہوں — موسیف چاچا!،، اس نے مڑ کر نہایت فیصلہ کن اور حکم دینے کے سے انداز میں کاربورل سے کہا — ''گارڈ کو چھٹی دینے کا وقت ہو گیا ہے!،، وہ اپنے کندھے پر بندوق رکھے، حکم کا انتظار کئے بغیر ہی مینار سے اترنے لگا —

''آجاؤ نیچے!،، کاربورل نے اس وقت کہا جب لوکاشکا چل پڑا تھا — پھر اس نے چاروں طرف نظر ڈالی — '' تمہاری باری ہے کیا کرکا؟ جاؤ اوپر جاؤ! واقعی تمہارا لوکاشکا تو پورا شکاری ہو گیا ہے،، اس نے بوڑھے آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا — ''بالکل تمہاری طرح گھومتا پھرتا ہے — گھر پر تو ٹکتا ہی نہیں — ابھی کل ہی کی تو بات ہے اس نے ایک سور مارا تھا —،،

۷

سورج غروب ہو چکا تھا، اور جنگل کے کنارے سے رات کے سائے بڑی تیزی سے بڑھ رہے تھے — چوکی والے کزاک اپنی اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہو کر کھانا کھانے کے لئے جھونپڑی میں اکٹھے ہو گئے — صرف بڑے میاں ابھی تک چنار کے درخت کے نیچے موجود تھے — وہ شکرے کی تلاش میں تھے، اور شاہیں کی ٹانگ میں بندھی ہوئی رسی کو کھینچے کھڑے تھے — ایک شکرا واقعی چنار کے درخت پر پھدک رہا تھا، لیکن اس نے اس دعوت سے انکار کر دیا — لوکاشکا ایک کے بعد دوسرا گیت گاتا جاتا اور اطمینان سے بانس کے سب سے زیادہ گھنے جھنڈوں میں تیتروں کے لئے جال بچھاتا جاتا — وہ انتہائی لمبا چوڑا تھا اور اس کے ہاتھ بہت بڑے بڑے تھے مگر پھر بھی لوکاشکا کے ہاتھوں میں پہنچ کر ہر قسم کا کام، چاہے موٹا ہو یا باریک، خوب خوب نکھرتا —

''اے، لوکا ہو — و — و !،، قریب کے جنگل سے نزارکا نے تیز اور جھنجھناتی ہوئی آواز میں اسے پکارا — ''کزاک کھانے پر بیٹھ چکے ہیں — ،، اور نزارکا بغل میں جیتا جاگتا تیتر لئے سرکنڈوں کو چیرتا ہوا پگڈنڈی پر آگیا —

''واہ واہ!،، لوکاشکا نے گاتے گاتے رک کر پوچھا ''یہ بڑا تیتر کہاں سے مار لیا؟ میرے خیال میں میرے جال میں پھنسا ہوگا؟،،

نزارکا بھی لوکاشکا کی عمر کا تھا، وہ بھی پچھلی بہار کے زمانے ہی سے محاذ پر آیا تھا—وہ سیدھا سادھا، دبلا پتلا منحنی سا لڑکا تھا — اس کی آواز اتنی تیز تھی کہ کانوں کو چیرتی چلی جائے — وہ دونوں پڑوسی اور ساتھی تھے — لوکاشکا تاتاریوں کی طرح آلتی پالتی مارے گھاس پر بیٹھا ہوا اپنا جال ٹھیک کر رہا تھا —

''پتہ نہیں کس کا تھا — شاید تمہارا ہی ہو — ،،

''کیا تلیا کے پار تھا، چنار کے برابر میں ؟ تو پھر یہ میرا ہے، میں نے کل رات جال بچھایا تھا — ،،

لوکاشکا اٹھ کھڑا ہوا اور قیدی تیتر کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا — خوف و دہشت کے مارے غریب پرندے کی آنکھیں نکلی پڑ رہی تھیں — وہ بار بار اپنی گردن آگے بڑھا رہا تھا — لوکاشکا نے اس کے گہرے اور چمکدار سر کو تھپتھپایا اور پھر اپنے ہاتھ میں لے لیا —

''ہوں، تو آج رات ہم پلاؤ اڑائیں گے، جا تو جا کے اسے ذبح کر کے صاف کرلے — ،،

''کیوں ہم خود ہی کھا ہی کے برابر کردیں یا کارپورل کو دے دیں؟،،

''اس کے پاس بہت ہیں !،،

''مجھے ان کو مارنا اچھا نہیں لگتا — ،،

''لاؤ لاؤ ادھر دو!،،

لوکاشکا نے اپنے خنجر کے اندر سے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا، اور اسے ایک جھٹکا دیا — چڑیا نے پر پھڑ پھڑائے لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے پر پھیلائے، خون‌آلود سر جھک کر کانپ اٹھا — ''اس طرح کیا جاتا ہے!،، لوکاشکا نے تیتر پھینکتے ہوئے کہا — ''بڑا اچھا پلاؤ بنے گا اس کا — ،،

نزارکا تیتر کی طرف دیکھ کر کانپ گیا —

''سنا تم نے لوکاشکا، وہ بدمعاش آج رات پھر ہمیں گھات لگانے کو بھیجے گا — ،، اس نے تیتر اٹھاتے ہوئے کہا — (وہ کاربورل کی طرف اشارہ کر رہا تھا —) '' اس نے فوموشکین کو شراب لانے کے لئے بھیج دیا ہے، اور آج اسی کی باری تھی — ہر رات ہمیں ہی جانا پڑتا ہے! وہ ہمیشہ ہم پر ہی مصیبت ڈال دیتا ہے — ،،

لوکاشکا سیٹی بجاتا ہوا چوک کی طرف چلا — ''یہ رسی اپنے ساتھ لیتے آنا!،، وہ چلایا — اور نزارکا نے فوراً حکم کی تعمیل کی —

''آج میں ذرا سخت سست سناؤں گا اسے، واقعی میں ضرور کہوں گا،، نزارکا کہہ رہا تھا — ''واقعی آؤ ہم کہدیں کہ ہم نہیں جائیں گے، ہم تھک کر چور چور ہو گئے ہیں — اور آخر ہر بات کی کوئی حد ہوتی ہے! نہیں واقعی تم اس سے کہنا — وہ تمہاری بات ضرور سنے گا — حد ہے بدتمیزی کی !،،

''چل چل اپنا کام کر! بھلا یہ بھی کوئی ہنگامہ کرنے کی بات ہے ! ،، لوکاشکا نے کہا — شاید اس کا دماغ کسی اور گتھی کو سلجھا رہا تھا — ''احمق آدمی! اگر وہ اس وقت راتوں رات ہمیں گاؤں سے نکال دے تو وہ واقعی بدتمیزی ہوگی، تب تم ہنگامہ کر سکتے ہو، مگر اتنی سی بات پر، بھلا تم کر بھی کیا لوگے؟ ایک ہی بات ہے چاہے چوکی پر رہیں چاہے گھات میں رہیں — کیا جوان ہو تم بھی!،،

'' اور گاؤں جا رہے ہو تم؟،،

''تہوار کے موقع پر جاؤں گا ـــ ''

''گرکا کہہ رہا تھا کہ تمہاری دوناٹیکا فوموشکین سے پینگیں بڑھا رہی ہے''، اچانک نزارکا نے کہا ـــ

''اونہہ بھاڑ میں جائے ـــ''، لوکاشکا نے ہنسے بغیر ہی اپنے موتی جیسے سفید دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا ـــ ''گویا مجھے اور کوئی مل ہی نہیں سکتی !''

''گرکا کہہ رہا تھا کہ وہ اس کے مکان پر گیا، اس کا شوہر باہر گیا ہوا تھا اور فوموشکین وہاں بیٹھا سموسے اڑا رہا تھا ـــ گرکا ذرا سی دیر ٹکا پھر چلا آیا ـــ کھڑکی کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے دوناٹیکا کو کہتے سنا 'وہ بدمعاش چلا گیا ہے ـــ سموسے کیوں نہیں کھاتے تم پیارے، آج رات تم گھر نہ جاؤ، اس نے کہا ـــ اور گرکا نے کھڑکی کے نیچے سے کہا ـــ 'مجھے بہت پسند آئی یہ بات!'''

'' تم جھوٹ اڑا رہے ہو ـــ''

'' نہیں خدا قسم سچی بات ہے !''

'' ٹھیک ہے آگر اسے کوئی اور مل گیا تو بھاڑ میں جائے چڑیل ـــ''، لوکاشکا نے ذرا سی دیر توقف کے بعد کہا ـــ '' لڑکیوں کی کیا کمی، اور بہر حال میں تو خود ہی اس سے عاجز آگیا تھا ـــ''

'' دیکھو تو ذرا، تم بھی کیا شیطان ہو!''، نزارکا نے کہا ـــ'' تمہیں تو جمعدار کی لڑکی مریانکا کا پیچھا کرنا چاہئے ـــ آخر وہ کسی کے ساتھ کیوں نہیں نکلتی ؟ ''

لوکاشکا کی تیوری پر بل پڑ گئے ـــ ''ہا مریانکا! ارے یہ سب ایک سی ہوتی ہیں !''، اس نے کہا ـــ

''پھر بھی تم کوشش تو کر دیکھو . . . ''

''کیا سمجھتے ہو تم؟ گاؤں میں لڑکیوں کی کچھ کمی ہے کیا؟''

اور لوکاشکا پھر سیٹی بجانے لگا اور چلتے چلتے جھاڑیوں کی پتیاں توڑتا ہوا چوکی کی طرف چل پڑا ـــ اچانک ایک ہموار سے پودے

پر نظر پڑتے ہی اس نے خنجر کے دستے میں سے چاقو نکالا اور اسے کاٹ ڈالا — ''کیا چھڑی بنے گی اس کی!،، اس نے پودے کو گھماتے ہوئے کہا — یہاں تک کہ ہوا میں سیٹیاں بجنے لگیں —

جس وقت یہ سوال اٹھا کہ آج گھات میں کس کے بیٹھنے کی باری ہے، اس وقت تمام کزاک جھونپڑی کے لیے بنے باہر والے کمرے میں کچے فرش پر ایک تاتاری میز کے ارد گرد بیٹھے تھے —

''آج رات کسے جانا ہے؟،، ایک کزاک نے کھلے ہوئے دروازے سے کاربورل کو آواز دی جو برابر والے کمرے میں بیٹھا تھا —

''ہاں کسے جانا ہے؟،، کاربورل جواباً چلایا — ''چچا برلاک جا چکے ہیں، فوموشکین بھی ہو آیا ہے،، اس نے کہا تو سہی لیکن اسے اپنی بات پر پورا بھروسہ نہیں تھا — ''میرے خیال میں تم دونوں جاؤ، تم اور نزارکا،، اس نے لوکاشکا کو مخاطب کر کے کہا ''اور برگوشوف بھی جائیگا — اب تو اس کا نشہ اتر چکا ہوگا —،،

''جب تمہارا نشہ نہیں اترا تو اس کا کیسے اترےگا،، نزارکا نے آہستہ سے کہا —

کزاک ہنسنے لگے —

برگوشوف وہی کزاک تھا جو جھونپڑی کے قریب شراب کے نشے میں مدہوش پڑا سو رہا تھا — وہ ٹھیک اسی وقت، آنکھیں ملتا اور لڑکھڑاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا —

لوکاشکا کھڑا ہو چکا تھا — وہ اپنی بندوق ٹھیک ٹھاک کر رہا تھا —

''بس اب چل پڑو تم لوگ، کھانا ختم کر کے چلدو!،، کاربورل نے کہا — اور جواب کا انتظار کئے بغیر ہی دروازہ بند کر لیا — یہ اسے یقین تھا کہ کزاک حکم کی تعمیل نہیں کریں گے — ''ظاہر ہے،، اس نے کہا ''اگر مجھے اس کا حکم نہ ہوتا، تو میں کسی کو

بھی نہ بھیجنا — لیکن کسی بھی لمحے کوئی افسر آنکلے تب، اور پھر کہتے ہیں آٹھہ ابرکوں نے دریا پار کر لیا ہے —،،

''ھوں، میرے خیال میں ہم لوگوں کو چلدینا چاھئے،، پرگوشوف نے کہا ''یہ تو ڈیوٹی ہے بھائی! آج کل کے زمانے میں اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا — میں کہتا ھوں بس اب چل دو —،،

اور اس پورے عرصے میں، لوکاشکا دونوں ھاتھوں میں تیتر کا ایک بڑا سا ٹکڑا منہ کے قریب تھامے ہوئے کبھی نزارکا کی طرف دیکھنے لگتا کبھی کاربورل کی طرف — ایسا معلوم ھوتا تھا جیسے ان سب باتوں کا اس پر کوئی اثر ہی نہیں ھو رہا ہے — البتہ وہ دونوں پر ھنس رہا تھا — اس سے پہلے کہ کزاک جھاڑیوں میں جانے کو تیار ھوں، چچا یروشکا جو رات گئے تک چنار کے نیچے کھڑے ہوئے تیتر کی راہ دیکھہ رہے تھے، اس تاریک کمرے میں داخل ہوئے —

''خوب، لڑکو،، ان کی بڑی اور بھاری آواز نیچے سے کمرے میں گونجی اور سب کی آوازیں اس کے نیچے دب کے رہ گئیں — ''میں بھی تمہارے ساتھہ چل رہا ھوں — تم چیچیائیوں پر نظر رکھوگے اور میں سوروں کو تلاش کروں گا!،،

۸

چچا یروشکا اور تین کزاک، لبادے پہنے اور کندھوں پر بندوقیں رکھے چوک سے دریا کے اس حصے کی طرف چلے جہاں انہیں گھات میں بیٹھنا تھا، اس وقت رات کی تاریکی خوب پھیل چکی تھی —

نزارکا کسی طرح جانے کے لئے تیار نہیں تھا — لیکن لوکاشکا اس پر چیخا، اور جلد ہی وہ لوگ چل پڑے — خاموشی سے تھوڑی دور چلنے کے بعد کزاک گڑھے سے ھٹ کر ایک ایسے راستے سے دریا

تک گئے جو جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا — کنارے پر ایک بڑا سا سیاہ گدا پڑا تھا جو دریا سے نکالا گیا تھا — اس کے چاروں طرف کی جھاڑیاں حال ہی میں اکھاڑی گئی تھیں —

''یہیں لیٹ جائیں ہم؟،، نزارکا نے پوچھا —

''ہاں، ہاں، کیوں نہیں؟،، لوکاشکا نے جواب دیا — ''یہیں بیٹھ جاؤ، میں ابھی ایک پل میں آیا — بس ذرا چچا کو بتا دوں کہ کدھر کو جائیں — ،،

''یہ جگہ بہت اچھی ہے، یہاں سے ہم اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں، اور کوئی دوسرا ہمیں نہیں دیکھ سکتا،، برگوشوف نے کہا — ''سو ہم یہیں لیٹ جائیں — بس بالکل سولہ آنے ٹھیک جگہ ہے یہ!،،

نزارکا اور برگوشوف نے اپنے لبادے پھیلائے اور گدے کی اوٹ میں جم گئے — اور لوکاشکا چچا یروشکا کے ساتھ آگے بڑھ گیا —

''بس یہاں سے کچھ دور نہیں ہے چچا،، لوکاشکا نے بہت دھیرے دھیرے بڑے میاں کے آگے آگے چلتے ہوئے کہا — ''میں تمہیں دکھاتا ہوں وہ کہاں تھے — بس صرف میں جانتا ہوں — ،،

''یہ بات ہوئی! تم بہت اچھے آدمی ہو، سچے اوروان،، بڑے میاں نے سرگوشیوں میں جواب دیا —

چند قدم چلنے کے بعد لوکاشکا ٹھہر گیا — ایک تلیا کے اوپر جھکا اور سیٹی بجائی — ''یہیں آتے ہیں پانی پینے — دیکھ لیا تم نے؟،، اس نے کھر کے تازے تازے نشان کی طرف اشارہ کرکے اتنے آہستہ سے کہا کہ سننا بھی مشکل تھا —

''خدا تمہارا بھلا کرے،، بڑے میاں نے جواب دیا — ''تلیا کے اس پار غار میں ہوں گے سور — ،، اس نے کہا ''جاؤ، اب تم جا سکتے ہو، میں یہاں بیٹھوں گا — ،،

لوکاشکا نے اپنا لبادہ اوپر اٹھایا اور اکیلا واپس چل دیا — وہ عقاب کی سی نگاہ سے کبھی بائیں طرف جھاڑیوں کی دیوار کو دیکھتا اور کبھی تیرک کی طرف جو کنارے سے نیچے تیزی سے بہہ رہا تھا — ''میرے خیال میں تو قریب نہ کوئی تاک لگا رہا ہے نہ رینگ رہا ہے —،، اس نے کسی چیچپائی بہاڑی کا خیال کرتے ہوئے سوچا — اچانک بڑی زور سے سرسراہٹ ہوئی اور کوئی چیز غڑاپ سے پانی میں گری — اور وہ چونک گیا اس نے فوراً بندوق پر ہاتھہ رکھہ دیا — ایک سور غراتا ہوا کنارے پر کودا — پل بھر کے لئے پانی کی شیشے جیسے سطح پر اس کا سیاہ جسم ابھرا اور پھر جھاڑیوں میں غائب ہو گیا — لوکاشکا نے بندوق سنبھال کر نشانہ لگایا — لیکن اتنے اتنے وہ گولی چلائے، اتنے میں سور جنگل میں غائب ہو گیا — لوکاشکا نے جھنجھلا کر تھوکا اور آگے بڑھہ گیا — کمین گاہ کے قریب پہنچ کر وہ پھر رکا — اور اس نے آہستہ سے سیٹی بجائی — اس کی سیٹی کا جواب آیا اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا —

نزارکا اپنے لبادے میں گٹھری سا بن کر سو چکا تھا — برگوشوف آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا — وہ لوکاشکا کو جگہ دینے کے لئے ذرا سا کھسک گیا —

''جھاڑیوں میں رہنا اچھا رہتا ہے! سچ بہت اچھی جگہ ہے،، اس نے کہا — ''تم نے پہنچا دیا انہیں؟،،

''میں نے بتا دیا کدھر جائیں،، لوکاشکا نے اپنا لبادہ پھیلاتے ہوئے کہا — ''مگر ابھی کتنا بڑا سور نکل گیا ہاتھہ سے — سیدھا پانی سے نکل رہا تھا! میرے خیال میں وہی تھا! اس کے جانے کا شور سنا ہوگا تم نے تو؟،،

''خوب سنا تھا — میں فوراً سمجھہ گیا کہ کوئی شکار ہے — میں نے سوچا: 'لوکاشکا کے ہاتھہ سے شکار نکل گیا —'،، برگوشوف نے لبادہ لپیٹتے ہوئے کہا — ''اچھا اب میں سوتا ہوں،، اس نے کہا

"مرغے بانگ دینے لگیں تو مجھے جگا دینا — اصول کی پابندی ضروری ہے — میں ذرا لیٹ کر پلک جھپکا لوں، اور پھر تم سو رہنا میں تا ک میں بیٹھوں گا . . . یوں کرنا چاہئے — "

"نہیں میں نہیں سوؤں گا"، لوکاشکا نے کہا —

رات تاریک، گرم اور خاموش تھی — آسمان کے صرف ایک حصے پر ستارے چمک رہے تھے — باقی زیادہ تر حصہ بادل کے ایک بڑے سے سیاہ ٹکڑے سے ڈھکا ہوا تھا — بادل کا یہ ٹکڑا پہاڑ کے دامن سے ابھر کر پھیلتا چلا گیا تھا — ہوا کا نام و نشان نہ تھا، اور بادل پہاڑوں کی آغوش میں آہستہ آہستہ اوپر اٹھ رہے تھے — اس کے مڑے ہوئے کنارے ستاروں بھرے گہرے آسمان کے پس منظر میں اور بھی نمایاں ہو گئے تھے — کزاک صرف اپنے سامنے بہتا ہوا دریا اور اس پار پھیلا ہوا میدان دیکھ سکتا تھا، عقب میں اور دونوں طرف وہ جھاڑیوں کی دیوار سے گھرا ہوا تھا — کبھی کبھی جھاڑیاں بظاہر بےوجہ جھومنے لگتیں اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر سرسرا اٹھتیں — اگر نیچے سے دیکھا جائے، تو کھلے آسمان کے پس منظر میں ان کے جھومتے ہوئے گچھے درختوں کی باریک باریک شاخوں کی طرح معلوم ہو رہے تھے — سامنے بالکل قریب اس کے پاؤں کے پاس کنارا تھا اور کنارے کے نیچے بہتی ہوئی لہریں — ذرا دور پر شیشے کی طرح چمکتے ہوئے بھورے پانی کی سطح تھی — جس میں کناروں، اور اتھلے پانی کے قریب بڑے ترنم کے ساتھ بھنور پڑ رہے تھے — تھوڑی دور پر پانی، کنارا اور بادل سب تاریکی میں کھو گئے تھے — پانی کی سطح پر سیاہ سائے سے تیر رہے تھے — کزاک کی تجربہ کار نظروں نے فوراً پہچان لیا کہ یہ درختوں کے گدے تھے — جو دریا کے بہاؤ کے رخ پر بہہ رہے تھے، کبھی کبھی موسم گرما کے بادلوں میں بجلی کوندتی اور سیاہ آئینے کی طرح پانی کی سطح پر چمکنے لگتی، اور اس لمحے دریا کے اس پار، ڈھلوان کنارا نظر آتے

لگتا — کبھی کبھی دور کہیں بندوق چلتی، کنارے کی مٹی ٹوٹ کر سڑاپ سے پانی میں گرتی، کوئی بڑی سی مچھلی زن سے پانی میں غوطہ مار جاتی، یا کوئی جانور جنگل کی گنجان جھاڑیوں میں راستہ بناتا ہوا گزرتا تو رات کی ترنم‌زا آوازوں، جھاڑیوں کی سرسراہٹ، کزاکوں کے خراٹوں مچھروں کی بھنبھناہٹ، اور پانی کی کل کل کا ترنم ٹوٹ جاتا — ایک دفعہ ایک الو بڑے آہنگ کے ساتھہ پر پھڑپھڑاتا ہوا تیرک کے اوپر سے اڑ گیا — کزاکوں کے سروں کے اوپر سے وہ جنگل کی طرف مڑا اور تیزی سے پر پھڑپھڑاتا ہوا چنار کے ایک بوڑھے درخت کی طرف اڑ گیا — درخت پر پہنچ کر شاخوں کے درمیان بیٹھنے سے پہلے وہ بڑی دیر تک چکر کاٹتا رہا — ان تمام غیر متوقع آوازوں پر پہرے والے کزاک کے کان کھڑے ہو جاتے — اور وہ آنکھیں میچ کر آہستہ سے اپنی بندوق پر ہاتھہ رکھہ لیتا —

رات کا بڑا حصہ گزر چکا تھا — مغرب کی طرف بھاگتے ہوئے سیاہ بادل، ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھر گئے — تاروں بھرا آسمان اور نیا نویلا چاند نظر آنے لگا، چاند کی پیلی پیلی روشنی پہاڑوں پر بکھری ہوئی تھی — سردی میں بڑی چبھن پیدا ہو گئی تھی — نزارکا نے آنکھیں کھولیں، کچھہ بڑبڑایا، اور پھر بےخبر ہوگیا — لوکاشکا کا دل گھبرانے لگا، وہ اٹھا، اور اپنے خنجر کے دستے سے چاقو نکال کر اپنی لکڑی کو چھیل سنوار کر چھڑی بنانے لگا — وہ دریا کے اس پار رہنے والے چیچنیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا — وہ سوچ رہا تھا کہ ان کے بہادر نوجوان کس دھڑلے سے دریا پار کر لیتے ہیں، انہیں کزاکوں کا بھی خوف نہیں — اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اس وقت بھی کسی مقام پر وہ دریا پار کر رہے ہوں — کئی دفعہ اس نے اپنے چھپنے کی جگہ سے ابھر کر دریا پر نظر دوڑائی — لیکن اسے کچھہ نظر نہ آیا — وہ برابر تھوڑی تھوڑی دیر بعد دریا اور دوسرے کنارے کو دیکھتا رہا جو اب چاند کی مدھم مدھم روشنی میں ذرا

روشن ہو گئے تھے — اب اس کے ذہن میں چیچیائیوں کا تصور بھی نہیں تھا — اب تو بس ایک ہی خیال تھا کہ وہ وقت کب آئیگا جب وہ اپنے ساتھیوں کو جگائے اور گاؤں واپس جا سکے — گاؤں کے ساتھ ساتھ اسے اپنی داشتہ دونیا کا خیال آگیا جسے کزاک 'میری ننھی حسینہ' کہتے ہیں — دونیا کا خیال آتے ہی اسے کوفت ہونے لگی — پانی پر چاندی جیسی دھند پھیلنے لگی، جو صبح کی آمد آمد کا پتہ دے رہی تھی — اس سے ذرا ہی دور کے فاصلے پر ننھے ننھے عقاب سیٹیاں بجا بجا کر پر پھڑپھڑا رہے تھے — اور آخر دور کسی گاؤں سے مرغے کی بانگ کی آواز آئی — اور پھر ایک اور آواز آئی جو نجانے کب سے دہائی جا رہی ہوگی، اور پھر بہت سی آوازوں نے اس کا جواب دیا —

'' انہیں جگانے کا وقت ہوگیا ،، لوکاشکا نے سوچا، وہ اپنی چھڑی کو سنوار چکا تھا اور اب اس کی آنکھیں بھاری ہوئی جا رہی تھیں — وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑکر ابھی صرف اس کا اندازہ لگا پایا تھا کہ کونسی ٹانگیں کس کی ہیں کہ اچانک اسے ایسا محسوس ہوا کہ تیرک کے اس کنارے کوئی چیز غڑاپ سے پانی میں گری — وہ پھر پہاڑوں کے اس پار افق کی طرف مڑا جہاں کمان کی طرح مڑے ہوئے چاند کے نیچے سے صبح کی روشنی پھوٹ رہی تھی، اس نے دوسرے کنارے پر نظر ڈالی، تیرک کو دیکھا، اور تیرک پر تیرتے ہوئے لکڑی کے اس تختے کو دیکھا جو اب زیادہ نمایاں ہوگیا تھا — لمحے بھر کو اسے ایسا لگا جیسے خود وہ حرکت کر رہا ہو، اور تیرک اور تیرتا ہوا تختہ بےحس اور ساکت ہو — اس نے پھر جھانک کر دیکھا درخت کے ایک بڑے سے لٹھے اور ایک شاخ پر اس کی نظریں جم کر رہ گئیں — لٹھا ٹھیک دریا کے بیچوں بیچ عجیب انوکھے انداز میں بہہ رہا تھا — نہ وہ چکر کھا رہا تھا، نہ جھول رہا تھا — بلکہ یہاں تک اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ دریا کے بہاؤ کے رخ پر نہیں

بہہ رہا بلکہ دریا کو پار کرتا ہوا اتھلے پانی کی طرف بہہ رہا ہے۔ لوکاشکا گردن بڑھا کر غور سے اسے دیکھنے لگا۔ لٹھا اتھلے پانی تک آیا، ذرا سا رکا اور ایک خاص انداز میں مڑ گیا۔ لوکاشکا کو لٹھے کے نیچے سے ایک بازو سا نکلتا ہوا معلوم ہوا۔

"اگر میں ایک ابرک کو بالکل اکیلے مار لوں تو!؟ اس نے سوچا اور اپنی بندوق اٹھا کر، بہت تیزی مگر احتیاط سے بندوق کی نلی جمائی اور اس پر رکھ دی۔ اور اسے بلا کسی آواز کے پکڑ کر بیٹھ گیا۔ گھوڑا چڑھایا اور سانس روک کر نشانہ باندھنے لگا۔ اس کی نگاہیں اندھیرے کو چیرتی ہوئی کچھ ڈھونڈ رہی تھیں۔

"میں نہیں جگاتا انہیں"، اس نے سوچا۔ لیکن اس کا دل اتنی زور زور سے دھڑکنے لگا کہ وہ ہچکچا گیا اور سننے لگا۔ اچانک لٹھا ایک جھٹکے سے مڑا اور پھر دریا پار کر کے اس کی طرف بہنے لگا۔

"نشانہ چوکنا نہیں چاہئے!"، اس نے سوچا۔ اور اب چاند کی دھندلی دھندلی روشنی میں تیرتی ہوئی لکڑی کے سامنے اسے ایک تاتار کے سر کی جھلک نظر آئی۔ اس نے سیدھے سر کی طرف نشانہ لگایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بہت قریب ہو۔ بس اس کی بندوق کی نالی کے برابر۔ اس نے بندوق سے نظریں ہٹائیں۔ "بالکل ٹھیک ابرک ہی ہے!"، اس نے خوشی خوشی سوچا۔ اور اچانک دوزانو ہو کر اس نے پھر نشانہ باندھا اور جب شکار اس کی بندوق کی نال کے ٹھیک سامنے نظر آنے لگا تو اس نے کہا "خدا اور اس کے بیٹے کے نام پر!"، یہ کزاک انداز اس نے بچپن میں سیکھا تھا، اس نے لبلبی دبا دی۔ ایک تیز شعلے نے لمحے بھر کے لئے جھاڑیوں اور پانی کو روشن کر دیا۔ اور بندوق کی تیز اور غیر متوقع آواز دریا کے اس پار تک گونجی اور دور خلا میں جا کر سیٹی کی طرح دوڑتی چلی گئی۔ اب لٹھا بہاؤ کے خلاف نہیں بلکہ بہاؤ کے رخ پر بہہ رہا تھا۔ وہ جھولتا جاتا اور چکر کھاتا جاتا۔

''جانے نہ بائے میں نے کہا!،، برگوشوف اس لٹھے کے پیچھے سے اٹھا جہاں وہ لیٹا ہوا تھا اور اس نے اپنی بندوق سنبھالتے ہوئے، کہا—

''چپ رہو، شیطان!،، لوکاشکا نے دانت پیس کر سرگوشی کی— ''ابر ک!،،

''تم نے کسے مارا؟،، نزارکا نے پوچھا— ''لوکاشکا کون تھا؟،،

لوکاشکا نے کوئی جواب نہیں دیا— وہ اپنی بندوق میں بارود بھر کر تیرتے ہوئے لٹھے کو دیکھ رہا تھا— تھوڑی دور پر وہ ریتیلے کنارے پر ٹھہر گیا اور اس کے پیچھے سے کوئی بڑی سی چیز پانی میں جھولتی نظر آئی—

''کیا مارا تم نے؟ بولتے کیوں نہیں؟،، کزاک مصر تھے—

''ابر ک ہیں، کہہ تو رہا ہوں!،، لوکاشکا نے کہا—

''باتیں نہ بناؤ، نشانہ خطا کر گیا کیا؟،،

''میں نے ایک ابر ک کو مار دیا، یہ کیا ہے میں نے،، لوکاشکا نے کود کر کھڑے ہوتے ہوئے جذبات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا— ''ایک آدمی تیر رہا تھا . . .،، اس نے ریتیلے کنارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا— ''میں نے اسے مار دیا، وہ دیکھو، ادھر—،،

''ہم سے باتیں نہ بناؤ!،، برگوشوف نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا—

''نہیں کیا؟ وہ دیکھو!،، لوکاشکا نے اس کا کندھا پکڑ کر اتنے زور سے کھینچا کہ برگوشوف کراہ اٹھا—

اس نے اس سمت میں دیکھا، جدھر لوکاشکا اشارہ کر رہا تھا، اور لاش پر نظر پڑتے ہی اپنا لہجہ بدل دیا—

''اف خدا! مگر ابھی اور آئیں گے! یقین مانو!،، اس نے آہستہ سے کہا اور اپنی بندوق کا معائنہ کرنے لگا— ''یہ ضرور کوئی اسکاؤٹ تھا، یا تو اور لوگ پہلے ہی یہاں پہنچ چکے ہیں یا وہ دوسرے کنارے پر کہیں قریب ہی ہیں— سچ کہتا ہوں!،،

لوکاشکا اپنی پیٹی کھول کر اپنا چرکیشیائی کوٹ اتار رہا تھا —
''کیا کر رہے ہو تم، احمق؟،، یرگوشوف نے کہا — ''اگر تم ذرا بھی آگے بڑھے تو تباہ ہو جاؤگے، اور بےوجہ، سچ کہتا ہوں مر جاؤگے! اگر تم نے اسے مار ہی لیا ہے تو بھاگ کر کہاں جائیگا — ذرا میری بندوق کے لئے تھوڑا سا بارود تو دینا — تمھارے پاس ہے کچھ؟ نزارکا تم چوکی پر واپس جاؤ، جاؤ ہوا کے گھوڑے پر جاؤ — مگر کنارے کنارے نہ جانا ورنہ تم مارے جاؤگے یقین مانو!،،
''اور تم بیٹھے ہوئے مجھے تنہا جاتے ہوئے تکوگے! خود چلے جاؤ نا!،، نزارکا نے خفگی سے کہا —
لوکاشکا نے کوٹ اتارا اور نیچے کنارے کی طرف چلا —
''اندر نہ جانا، کہے دیتا ہوں میں!،، یرگوشوف نے اپنی بندوق ٹھیک کرتے ہوئے کہا — ''دیکھو، اسے حرکت نہیں ہو رہی، صاف پتہ چل رہا ہے — صبح قریب ہے جب تک چوکی سے لوگ نہ آجائیں جب تک انتظار کرو— تم اب تک واپس نہیں گئے — نزارکا، ڈر رہے ہو تم — میں کہتا ہوں ڈرو نہیں —،،
''لوکا، میں کہتا ہوں لوکاشکا! بتاؤ تو تم نے یہ سب کیسے کیا؟،، نزارکا نے کہا —
لوکاشکا نے پانی میں اترنے کا ارادہ چھوڑ دیا —
''جلدی چوکی پر جاؤ، میں یہاں پہرہ دوں گا — کزاکوں سے کہو وہ پہرے والا دستہ بھیج دیں — اگر ابرک اس طرف ہیں تو انہیں پکڑ لینا چاہئے —،،
''یہی تو میں کہتا ہوں، وہ بھاگ جائیں گے،، یرگوشوف نے اٹھتے ہوئے کہا — ''انہیں پکڑ لینا چاہئے!،،
یرگوشوف اور نزارکا اٹھے اور اپنے اوپر صلیب کا نشان بنا کر چوکی کی طرف چل پڑے — دریا کے کنارے سے ہٹ کر جھاڑیوں میں راستہ بنا کر جنگل کی ایک پگڈنڈی سے ہوتے ہوئے —

''اور دیکھو لوکاشکا، ہلنا نہیں ـــ وہ تمہیں کاٹ ڈالیں گے، ذرا خبردار ہو کے بیٹھنا!،، یرگوشوف نے چلتے چلتے کہا۔

''جاؤ، جاؤ، میں سب جانتا ہوں،، لوکاشکا بڑبڑایا ـ اور اپنی بندوق کا معائنہ کرنے کے بعد پھر لٹھے کے پیچھے بیٹھ گیا ـ

لوکاشکا تنہا رہ گیا ـ وہ بیٹھا ہوا اتھلے پانی کی طرف دیکھتا اور کزاکوں کی آواز کا انتظار کرتا رہا ـ لیکن چوکی خاصی دور تھی ـ اور بے صبری کے مارے اس کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی ـ وہ برابر سوچ رہا تھا کہ دوسرے ابرک، جو اس مردہ ابرک کے ساتھ تھے بھاگ نکلیں گے ـ اسے ان ابرکوں پر، جن کے بچ نکلنے کا اندیشہ تھا، اسی طرح غصہ آ رہا جیسے اس سور پر آ رہا تھا جو اس شام بھاگ نکلا تھا ـ اس نے چاروں طرف نظر ڈالی اسے ہر لمحے وہاں کسی شخص کے نظر آنے کا خطرہ تھا ـ وہ اپنی بندوق کی ٹیک ٹھیک کرکے گولی چلانے کے لئے تیار ہو بیٹھا ـ اس کے دماغ میں لمحے بھر کو بھی یہ خیال نہیں آیا کہ ہو سکتا ہے وہ خود ہی مارا جائے ـ

۹

روشنی پھیلنے لگی تھی ـ اب چیچیانی کی لاش اتھلے پانی میں ہچکولے کھاتی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی ـ اور اچانک لوکا سے ذرا ہی سے فاصلے پر جھاڑیاں سرسرائیں، اور لوکا کو قدموں کی آہٹ سنائی دی ـ اس نے دیکھا کہ جھاڑیوں کی رواں رواں سی چوٹیاں جھوم رہی ہیں ـ اس نے پوری قوت سے اپنی بندوق کا گھوڑا چڑھایا اور بڑبڑایا ـ ''خدا اور اس کے بیٹے کے نام پر،، ـ جیسے ہی بندوق کی آواز ہوئی ویسے ہی قدموں کی چاپ بند ہوگئی ـ

''کزاک ہو-و-و ! اپنے چچا کو تو نہ مارو!،، ایک پرسکون گہری اور بھاری آواز آئی اور جھاڑیوں کو ادھر ادھر ہٹا کر چچا یروشکا لوکا کے قریب آئے —

''میں نے تو تمہیں مار ہی دیا ہوتا، خدا قسم مار ہی دیا تھا!،، لوکاشکا نے کہا —

''تم نے کیا مارا؟،، بڑے میاں نے پوچھا — جنگل میں اور دریا کے کنارے ان کی بھاری اور بلند آواز گونجی اور اچانک رات کی خاموشی کا اسرار ٹوٹ گیا، جو کزاک پر مسلط تھی — جیسے اچانک ہر چیز زیادہ روشن زیادہ نمایاں ہو گئی ہو —

''ارے واہ چچا، تمہیں تو کچھ بھی نہیں ملا — مگر میں نے ایک درندے کو مار لیا —،، لوکاشکا نے اپنی بندوق کا گھوڑا اتارا اور ایک عجیب غیر قدرتی سکون کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا —

بڑے میاں بڑے غور سے سفید کنارے کو تک رہے تھے جو اب تیرک کے پانی کے ساتھ کھیلتا ہوا بالکل صاف نظر آ رہا تھا —

''وہ اپنی کمر پر لٹھا لاد کر تیر رہا تھا — مگر میں تاڑ گیا اور پھر . . . وہ دیکھو، ادھر! اس کے پاس نیلی پتلون ہے اور شاید بندوق بھی ہے — کیوں نظر آیا تمہیں؟،، لوکا نے پوچھا —

''ہاں، ہاں دیکھ رہا ہوں!،، بڑے میاں نے خفگی سے کہا — ان کے چہرے سے سنجیدگی اور سختی ٹپکنے لگی — ''تم نے ایک زی گیت کو مار ڈالا،، انہوں نے افسوس کے ساتھ کہا —

''ہوا یہ کہ میں یہاں بیٹھا ہوا تھا، اچانک دوسرے کنارے پر مجھے کالی کالی سی کوئی چیز نظر آئی — ابھی وہ ادھر ہی تھا کہ میں نے دیکھ لیا — ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی آدمی وہاں آیا اور اندر ڈوب گیا — عجیب بات ہے، میں نے سوچا — اور پھر میں نے کیا دیکھا، لکڑی کا اچھا خاصا بڑا لٹھا تیرتا چلا آ رہا ہے، مگر دریا کے دھارے پر نہیں اسکے خلاف، اور پھر اس کے اندر

سے ایک سر نظر آیا! کتنی عجیب بات ہے! چنانچہ میں نے جھاڑیوں کے بیچ سے دیکھنے کی کوشش کی — مگر کچھ دیکھ نہ سکا — اور پھر میں اٹھا، اور اس نے ضرور آواز سن لی ہوگی شیطان رینگتا ہوا اتھلے پانی میں آ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا — 'نہیں، تم نہ جاؤ!، جیسے ہی اس نے اتر کر ادھر ادھر دیکھا ویسے ہی میں نے کہا — 'تم بچ کے نہیں جا سکتے!، (اور مجھے ایسا لگا جیسے میرا گلا رندھا جا رہا ہو!) میں نے بندوق سنبھال لی، مگر ذرا بھی حرکت نہیں کی — میں نے جھانک کر دیکھا — اس نے ذرا دیر انتظار کیا اور پھر تیرتا ہوا نکل گیا — اور جب وہ چاندنی میں پہنچا تو مجھے اس کی بوری پیٹھ نظر آنے لگی — 'خدا، اس کے بیٹے اور پاک روح کے نام پر!، اور دھوئیں کے پیچھے سے میں نے اسے ہاتھ پاؤں مارتے دیکھا — وہ کراہا، یا کم از کم مجھے تو ایسا ہی معلوم ہوا — 'اوہ، میں نے سوچا — 'خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے، میں نے اسے مار لیا!، اور جب وہ تیرتا ہوا دریا کے کنارے تک پہنچا تو مجھے بالکل صاف نظر آنے لگا — اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا — کچھ دیر اس نے ہاتھ پاؤں مارے اور پھر ٹھنڈا ہو گیا — میں نے سب کچھ دیکھا — دیکھو، حرکت نہیں کر رہا ہے —— شاید اب تک ختم ہو چکا ہوگا! اور لوگ چوکی پر گئے ہیں، ہو سکتا ہے ابھی کچھ اور چھپے ہوئے ہوں —،،

''تو تم نے اسے دھر لیا!،، بڑے میاں نے کہا — ''وہ بہت دور پہنچ چکا ہے میرے بیٹے. . .،، اور پھر انہوں نے افسوس سے سر ہلایا —

ٹھیک اسی وقت جھاڑیاں ٹوٹنے کی اور پیدل اور گھوڑے سوار کزاکوں کی بلند آوازیں آنے لگیں وہ دریا کے ساتھ ساتھ بڑھ رہے تھے — ''ناؤ لائے تم؟،، لوکاشکا چلایا —

''تم تو بڑے زوردار نکلے لوکا! کنارے پر گھسیٹ لاؤ اسے!،، ایک کزاک نے آواز لگائی —

ناؤ کا انتظار کئے بغیر ہی لوکاشکا نے کپڑے اتارنے شروع کر دئے — اس پورے عرصے میں اس نے اپنے شکار سے نظریں نہیں ہٹائیں —

''ذرا ٹھہرو، نزار کا ناؤ لا رہا ہے،، کاربورل چلایا —

''ارے گدھے! ہو سکتا ہے وہ ابھی زندہ ہو، یوں ہی بنا پڑا ہوا! اپنا خنجر تو ساتھ لے لے!،، ایک اور کزاک نے رائے دی —

''جلدی آؤ!،، لوکا نے پتلون اتارتے ہوئے کہا — اس نے تیزی سے کپڑے اتارے اور اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا کر دریا میں کود پڑا — اور پھر اپنے سفید سفید بازو مارتا ہوا پیٹھ پانی سے اونچی کئے، اور لمبے لمبے سانس لیتا ہوا وہ تیرک پار کر کے تیرتا ہوا اتھلے پانی کی طرف بڑھا — کنارے پر کزاکوں کے دل کے دل کھڑے زور زور سے باتیں کر رہے تھے — تین گھوڑے سوار پہرے کے لئے چل دئے — ایک بند ہر کشتی نظر آئی — لوکاشکا کنارے پر کھڑا ہو گیا — وہ لاش پر جھکا، اور دو ایک مرتبہ اسے جھنجھوڑا —

''کب کا مر چکا!،، اس نے چیختی ہوئی سی آواز میں کہا —

چیچن کے سر میں گولی لگی تھی — وہ نیلی پتلون، قمیص اور چرکیشیائی کوٹ پہنے ہوئے تھا — اور اس کی کمر سے بندوق اور خنجر بندھے ہوئے تھے اور اس سب کے اوپر ایک بڑی سی شاخ بندھی ہوئی تھی، وہی جسے دیکھ کر شروع میں لوکاشکا دھوکا کھا گیا تھا —

''کیا سیمماہی پکڑی ہے تم نے!،، کزاکوں میں سے ایک چلایا — جیسے ہی لاش ناؤ سے نکال کر اوندھے منہ کنارے پر ڈالی گئی کزاکوں نے اس کے گرد گھیرا ڈال دیا — لاش کے بوجھ سے گھاس دب سی گئی تھی —

''کتنا زرد ہو رہا ہے!،، کسی نے کہا —

''ہمارے ساتھی تلاش کرنے کدھر گئے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ باقی دوسرے کنارے پر ہوں گے — اگر یہ آدمی اسکاؤٹ نہ

ہوتا تو اس طرح نہ تیرتا ورنہ، آخر وہ تنہا کیوں آتا؟،، تیسرے نے کہا۔

،،کوئی بہت ہی طرح دار ہوگا کہ سب سے پہلے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ اصل نسل ژی گیت!،، لوکاشکا نے طنزاً کہا۔ وہ کنارے کی تہہ میں کھڑا کانپ رہا تھا اور اپنے گیلے کپڑے نچوڑ رہا تھا۔ ،،اس کی داڑھی رنگی ہوئی اور چھٹی چھٹائی ہے۔،،

،،اور اس نے اپنا کوٹ تھیلے میں رکھ کر کمر سے باندھ لیا ہے تاکہ تیرنے میں آسانی ہو۔،، کسی نے کہا۔

،،سنو لوکاشکا،، کاربورل نے کہا۔ وہ مردہ شخص سے حاصل کی ہوئی بندوق اور خنجر تھامے کھڑا تھا۔ ،،یہ خنجر اور کوٹ اپنے پاس رکھو۔ مگر بندوق کے بدلے میں میں تمہیں چاندی کے تین روبل دے دوں گا۔ دیکھو تو نال کچھ زیادہ اچھی نہیں ہے۔،، اس نے نال میں پھونک مارتے ہوئے کہا۔ ،،میں تو یادگار کے طور پر اسے رکھنا چاہتا ہوں۔،،

لوکاشکا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ شاید اس طرح گڑگڑانے سے وہ چڑ گیا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ بچنا نا ممکن ہے۔

،،شیطان!،، اس نے تیوری چڑھا کر چیچائی کوٹ پھینکتے ہوئے کہا۔ ،،کم سے کم کوٹ ہی ڈھنگ کا ہوتا۔ یہ تو بالکل گدڑی ہے گدڑی!،،

،،ارے یہ تو ایندھن لانے کے کام میں آئے گا،، ایک کزاک نے کہا۔

،،موسیف! میں گھر جاؤں گا،، لوکاشکا نے کہا۔ وہ اپنی کوفت بھی بھول گیا۔ اسے تو اپنے افسر کو تحفہ دینے کا فائدہ اٹھانے کی دھن لگی ہوئی تھی۔

،،اچھا جاؤ، تم جا سکتے ہو۔،،

،،اے لونڈو! لاش اٹھا کر چوکی پر لے جاؤ۔،، کاربورل نے کہا۔

وہ ابھی تک بندوق کا معائنہ کر رہا تھا — ''اور ذرا دھوپ سے اوٹ کر دینا — ھو سکتا ھے وہ لوگ اس کی لاش چھڑانے کے لئے پہاڑوں سے کسی کو بھیجیں —،،

''ابھی ایسی گرمی نہیں ھے،، کسی نے کہا —

''اور اگر کوئی گیدڑ اس پر جھپٹ پڑا تب؟ یہ کچھ اچھا نہیں ھوگا، کیوں؟،، کسی اور نے رائے دی —

''ٹھیک ھے، پہرہ بٹھا دو — اگر اس کی لاش خراب ھو گئی تو کچھ ھاتھ نہیں آئے گا ھو سکتا ھے وہ لاش خریدنے آئیں —،،

''ھوں لوکاشکا، کہو کیا کہتے ھو — تمہیں لونڈوں کو ووڈکا کی گاگر پلانی چاھئے —،، کاربورل نے زندہ دلی سے کہا —

''بالکل بالکل! رواج ھی یہ ھے،، کزاکوں نے لقمہ دیا — ''دیکھو تو خدا نے کیسی تمہاری تقدیر پلٹی! ابھی تم نے دنیا میں دیکھا ھی کیا ھے مگر ایک ابرک کو مار لیا!،،

''خنجر اور کوٹ بھی خرید لو، لاؤ پیسے زیادہ دلواؤ — جاؤ پتلون بھی میں تمہیں ھی دے دوں گا،، لوکاشکا نے کہا — ''میرے لئے تو یہ بہت تنگ ھے — بدمعاش کا ھڈی سے چمڑا لگا ھوا تھا —،،

ایک کزاک نے ایک روبل میں کوٹ خرید لیا، اور دوسرے نے خنجر کی قیمت میں ووڈکا کے دو گگرے پیش کئے —

''پیو خوب پیو، لونڈو! ایک گگرا میں تمہیں بھیج دوں گا،، لوکاشکا نے کہا — ''میں گاؤں جا کر خود لاؤں گا —،،

''اور پتلون کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے لڑکیوں کے لئے رومال بنا لو!،، نزارکا نے کہا —

کزاک قہقہہ لگانے لگے —

''بس بہت ھو چکا ھنسی ٹھٹھول!،، کاربورل نے کہا ''جلدی یہ لاش لے جاؤ — تم نے تو اس سڑی ھوئی چیز کو جھونپڑی کے قریب ھی چھوڑ دیا۔۔۔،،

''آخر وہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ ارے لونڈو کھینچ لاؤ اسے!،، لوکاشکا نے حاکمانہ انداز سے کزاکوں کو ڈانٹ بتائی اور انہوں نے اس کے حکم کی تعمیل میں، جھجکتے ہوئے لاش کو کچھ اس طرح پکڑ لیا جیسے وہ واقعی حاکم ہو— لاش کو چند قدم گھسیٹنے کے بعد کزاکوں نے اس کی ٹانگیں لٹکی چھوڑ دیں — دو بے جان ٹانگیں زمین پر گر گئیں — اور کزاک دو دو قدم پیچھے ہٹ کر چند لمحے کے لئے خاموش کھڑے ہو گئے — نزارکا نے آگے بڑھ کر اسکا ایک طرف کو ڈھلکا ہوا سر سیدھا کیا اور مردہ شخص کا بورا چہرہ اور خون میں ڈوبی ہوئی زخمی کنپٹی نظر آنے لگی —

''دیکھا کیا نشانہ لگا ہے، سیدھا دماغ میں،، اس نے کہا — ''اسے بھلایا نہیں جا سکتا — اس کے مالک اسے ہمیشہ یاد رکھیں گے!،،

کسی نے جواب نہیں دیا — اور ایک دفعہ پھر خاموشی کا فرشتہ کزاکوں کے سر کے اوپر سے گزر گیا —

سورج اوپر چڑھ چکا تھا اور اس کی باریک باریک کرنیں اوس میں نہائے ہوئے سبزے پر تیر رہی تھیں — قریب ہی انگڑائی لیکر جاگتے ہوئے جنگل میں تیتر کی کل کل گونج رہی تھی — اور تیتر ایک دوسرے کو آوازیں دے دے کر صبح بخیر کے نعرے لگا رہے تھے — کزاک لاش کے گرد خاموش کھڑے اسے گھور رہے تھے — لاش کا بھورا بھورا جسم جس پر نیلے رنگ کی ایک گیلی پتلون کے سوا کچھ بھی نہ تھا، اور جس کے پچکے ہوئے پیٹ پر پٹکا بندھا ہوا تھا — بہت سڈول اور خوبصورت تھا — اس کے گٹھیلے بازو پہلوؤں میں پڑے ہوئے تھے اور گول گول سر، جو حال ہی میں منڈا ہوگا، اور جس کے ایک طرف زخم جم گیا تھا، پیچھے کو ڈھلکا ہوا تھا — اس کی کھنچی ہوئی سیاہ بھویں، گھٹے ہوئے سر کے سامنے اور نمایاں ہو گئی تھیں، شیشے جیسی کھلی ہوئی آنکھیں، جن کی پتلیاں بے حس و حرکت تھیں، اوپر کو اٹھی ہوئی شاید ہر چیز سے دور کہیں

تک رہی تھیں — سرخ اور سنوری ہوئی مونچھوں کے نیچے مڑے ہوئے کونوں والے نازک نازک ہونٹوں پر ایک ایسی مسکراہٹ جم گئی تھی جو تیز اور پرخلوص دل لگی کا عکس معلوم ہو رہی تھی — پتلی پتلی کلائیاں رونگٹوں سے بھری ہوئی تھیں، انگلیاں اندر کو مڑ گئی تھیں اور ناخن سرخ رنگے ہوئے تھے —

لوکاشکا نے ابھی تک کپڑے نہیں پہنے تھے — وہ بالکل گیلا ہو گیا تھا — اس کی گردن معمول سے زیادہ سرخ اور آنکھیں زیادہ چمکدار ہو گئی تھیں — اس کے چوڑے چوڑے رخسار کانپ رہے تھے — اور اس کے صحت مند جسم سے انتہائی لطیف سی بھاپ اٹھ کر صبح کی تازہ ہوا میں جذب ہو رہی تھی —

''یہ بھی ایک آدمی تھا!،، وہ لاش کو تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے بڑبڑایا —

''ہاں، اگر تم اس کے ہتھے چڑھ جاتے، تو تم بھی بچ کر کہیں نہ جا پاتے،، ایک کزاک نے کہا —

خاموشی کا فرشتہ پر پھڑ پھڑا کر جا چکا تھا — کزاکوں نے باتیں کرنا اور ادھر سے ادھر ٹہلنا جلنا شروع کر دیا — ان میں سے دو اوٹ کے لئے شاخیں کاٹنے چلے گئے — اور باقی چوکی کی طرف کھسکنے لگے — لوکاشکا اور نزارکا گاؤں جانے کی تیاری کرنے کے لئے بھاگے —

آدھہ گھنٹے بعد لوکاشکا اور نزارکا گھر کی طرف جا رہے تھے — وہ ان تھک باتیں کرتے ہوئے، ان گھنے جنگلوں میں تقریباً بھاگ رہے تھے جو تیرک کو گاؤں سے جدا کرتے ہیں —

''یاد رکھو، اسے نہ بتانا کہ میں نے تمہیں بھیجا ہے — بس جاکے دیکھہ آؤ کہ اس کا شوہر گھر پر ہے یا نہیں —،، لوکاشکا اپنی تیز آواز میں کہہ رہا تھا —

''اور میں بھی ذرا یامکا کے گھر کا ایک چکر لگا آؤں گا — ذرا گھڑی دو گھڑی عیش کرینگے، ہیں نا؟،، وفادار نزارکا نے کہا —

''اگر آج بھی نہ پی تو کب پئیں گے؟،، لوکاشکا نے جواب دیا—
گاؤں پہنچ کر دونوں کزاکوں نے خوب ہی اور شام تک کے لئے پڑکر سو گئے—

۱۰

مندرجہ بالا واقعات کے تیسرے دن قفقاز کی پیدل فوج کے دستے کی دو کمپنیاں کزاک گاؤں نوملینسکایا پہنچیں— گھوڑے کھولے جا چکے تھے اور کمپنیوں کی گاڑی چوک میں کھڑی تھی— باورچیوں نے ایک گڑھا کھود لیا تھا، اور اب ان سب احاطوں سے جمع کی ہوئی لکڑی پر کھانا پکا رہے تھے جہاں لکڑی بہت حفاظت سے نہیں رکھی گئی تھی— سارجنٹ میجر حاضری لے رہے تھے— خدمتی دستے کے لوگ گھوڑوں کو باندھنے کے لئے زمین میں کھونٹے گاڑ رہے تھے— رسد افسر اس طرح سڑکوں پر گھوم رہے تھے، گویا وہ ان کا ھی گھر ہو— وہ افسروں اور سپاھیوں کو ان کی جائے قیام تک پہنچا رہے تھے—

ھر طرف گولہ بارود کے سبز صندوق بکھرے ہوئے تھے، کمپنی کے گھوڑے اور گاڑیاں کھڑی تھیں، اور دیگیں رکھی تھیں جن میں دلیا پکایا گیا تھا— ان کے ساتھ ایک کپتان، لیفٹیننٹ اور سارجنٹ میجر اونیسیم میخائلوویچ تھا— اور چونکہ یہ سب ایک کزاک گاؤں میں ھو رھا تھا، جہاں ان کے قول کے مطابق انہیں پڑاؤ ڈالنے کا حکم ملا تھا— اس لئے ھر شخص اسے اپنا گھر سمجھ رھا تھا—

انہوں نے وھاں پڑاؤ کیوں ڈالا تھا، یہ کزاک کون تھے، آیا وہ فوجوں کی موجودگی چاہتے بھی تھے یا نہیں— وہ پرانے مذھب کے پیرو تھے یا نہیں—— یہ سب باتیں فضول تھیں— تھکے ماندے اور گرد میں اٹے ہوئے سپاھی ڈھولی سے چھٹی پاتے ھی، مکھیوں کے

اس چھتے کی طرح جو کوئی ٹھکانہ ڈھونڈ رہا ہو، ہر ہر چوک اور گلی میں پھیل گئے۔

کزاکوں کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر وہ ہنسی دل لگی کرتے ہوئے، دو دو تین تین کی ٹولیوں میں گھروں میں داخل ہو جاتے، ان کی بندوقیں کھڑکھڑاتیں اور وہ اپنا سامان ٹانگ دیتے، اپنے تھیلے کھول ڈالتے اور عورتوں سے ہنسی مذاق کرنے لگتے۔ سپاہیوں کی بہت بڑی تعداد، اپنی محبوب جگہ یعنی دلیے کی دیگ کے گرد جمع ہو گئی، اپنے دانتوں میں چھوٹے چھوٹے پائپ دبائے وہ کبھی دھوئیں کو گھورنے لگتے، جو گرم آسمان کی طرف اڑتے اڑتے دبیز ہو کر سفید بادل سا بن جاتا، اور کبھی آلاؤ کی آگ کو دیکھنے لگتے جس کے شعلے صاف شفاف ہوا میں پگھلے ہوئے شیشے کی طرح تھرتھرا رہے تھے۔ وہ کزاک مرد عورتوں کو چھیڑتے اور ان کا مذاق اڑاتے رہے کیونکہ ان کا رہن سہن کسی طرح بھی روسیوں جیسا نہیں تھا۔ ہر ہر گھر کے احاطے میں سپاہی نظر آتے اور ان کے قہقہہ بلند ہوتے رہتے اور ہر ہر احاطے میں کزاک عورتوں کی غصیلی اور تیز آوازیں گونجتی رہتیں، وہ اپنے گھروں کو سپاہیوں سے بچانے اور انہیں پانی کے یا کھانا پکانے کے برتن دینے سے انکار کرتی نظر آتیں۔ ننھے ننھے بچے بچیاں اپنی ماؤں سے چمٹے ہوئے یا ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے، ڈری ڈری اور تجسس بھری نظروں سے سپاہیوں کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لیتے رہتے (انہوں نے اس سے پہلے کبھی سپاہی نہیں دیکھے تھے) یا ایک خاص فاصلے پر ان کے پیچھے بھاگتے رہتے۔

بوڑھے کزاک خاموش اور اداس اداس سے باہر نکل آتے اور اپنے مکان کی دیوار میں لگے ہوئے بنچ پر بیٹھ کر سپاہیوں کی حرکتیں دیکھتے رہتے، کچھ اس طرح جیسے ان کی بلا سے اس سب کا انجام کیا ہوگا۔

اولینین تین مہینے پہلے کیڈٹ کی حیثیت سے دستے میں شامل ہوا تھا، اسے گاؤں کے بہترین گھروں میں سے ایک میں ٹھہرایا گیا — جمعدار الیا واسیلئے وچ — یعنی بوڑھی اولیتکا کے مکان میں —

''خدا جانے کیا بیتے گی وہاں دمتری اندریئےوچ؟،، ہانپتے ہوئے وانیوشا نے اولینین سے کہا — جو چرکیشیائی کوٹ پہنے گروذنایا میں خریدے ہوئے کباردیائی گھوڑے پر سوار، پانچ گھنٹے کے مارچ کے بعد بہت خوش خوش اس گھر کے احاطے میں داخل ہو رہا تھا جہاں اسے ٹھہرایا گیا تھا —

''کیوں کیا بات ہے؟،، اس نے اپنے گھوڑے کو چمکارا اور ہانپتے ہوئے پسینے میں شرابور اور پریشان حال وانیوشا سے پوچھا، جو سامان کی گاڑیوں کے ساتھ وہاں پہنچ چکا تھا اور اب سامان کھول رہا تھا —

اولینین بالکل بدلا ہوا آدمی معلوم ہو رہا تھا — اس کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بال منڈے ہوئے تھے مگر اس کے چہرے پر بڑی شاداب سی مونچھیں اور چھوٹی سی داڑھی اگی ہوئی تھی — راتوں کی رنگ رلیوں سے اس کے چہرے پر جو زردی کھنڈ گئی تھی اب اس کی جگہ اس کے گالوں پیشانی اور کانوں کے پیچھے کی جلد میں صحت مند سنولاہٹ نظر آرہی تھی — نئے اور صاف ستھرے سیاہ کوٹ کے بجائے اب وہ ملگجا سا سفید چرکیشیائی کوٹ پہنے ہوئے تھا، جس میں موٹی موٹی چنٹیں پڑی تھیں، کندھے پر بندوق تھی اور کلف دار کالر کے بجائے گردن میں ریشمی بشمت کا سرخ فیتہ نظر آ رہا تھا — اس نے چرکیشیائی لباس پہن رکھا تھا، مگر کچھ اچھی طرح نہیں، جو دیکھتا سمجھ جاتا کہ وہ ژی گیت نہیں ہے روسی ہے — یہ تھی بات — مگر اصل بات نہیں، مگر اس سب کے باوجود اس کی نس نس سے صحت مندی خوشی اور اطمینان پھوٹا پڑ رہا تھا —

''ہاں ابھی تمہیں یہ بات عجیب معلوم ہو رہی ہے،، وانیوشا نے کہا — ''مگر ذرا ان لوگوں سے بات کرنے کی کوشش کر دیکھو، وہ تمہارے خلاف ہیں اور رہیں گے، اور بس — تم ایک بات ان سے کہلوا لو تو جانیں — ،، وانیوشا نے غصے میں دہلیز پر ایک بالٹی پھینک دی — ''نجانے کیا بات ہے، مگر وہ کسی طرف سے روسی نہیں معلوم ہوتے — ،،

''تو گاؤں کے مکھیا سے بات کرو — ،،

''مگر میں کیا جانوں وہ کہاں رہتا ہے — ،، وانیوشا نے بے زاری سے کہا —

''آخر کس نے تمہیں اس قدر افسردہ کر دیا؟،، اولینین نے ادھر ادھر نظر ڈالتے ہوئے کہا —

''اونہہ ، میری بلا جانے — یہاں کوئی گھر کا مالک ہے ہی نہیں — کہتے ہیں وہ کسی 'کریگا، * پر گیا ہوا ہے — اور بڑھیا تو شیطان کی خالہ ہے — خدا پناہ میں رکھے!،، وانیوشا نے سر پکڑ کر جواب دیا — ''میری سمجھ میں نہیں آتا کیسے رہیں گے ہم یہاں، میں تو کہتا ہوں یہ لوگ تاتاریوں سے بھی بدتر ہیں — اور کہتے ہیں خود کو عیسائی! تاتاری بہت برا ہوتا ہے مگر نسبتاً نیک ہوتا ہے — 'کریگا، جی ہاں، وہیں گیا ہے! نجانے ان کا یہ 'کریگا، ہے کیا بلا!،، وانیوشا نے اعلان کیا اور مڑ گیا —

''اپنے ہاں کے شاگرد پیشے جیسا تو نہیں ہے کیوں؟،، اولینین نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے فقرہ بازی کی —

''کہئے آپ کا گھوڑا پکڑوں؟،، وانیوشا نے کہا — اس نئی زندگی کے خیال سے اسے الجھن ہو رہی تھی، مگر اس نے قسمت کے سامنے ہار سی مان لی —

---

* مچھلی پکڑنے کا گھاٹ —

''ہوں، تو تاتار زیادہ نیک ہوتا ہے کیوں وانیوشا؟'' اولینین نے گھوڑے سے اتر کر زین پر ہاتھ مارتے ہوئے دوہرایا۔

''ہنسو، خوب ہنسو! تمہیں ہنسی آ رہی ہے،، وانیوشا غصے میں بڑبڑایا۔

''چلو، آؤ غصہ تھوک دو وانیوشا،، اولینین نے برابر مسکراتے ہوئے کہا۔ ''پل بھر دم لو، میں ابھی جا کر گھروالوں سے بات کرتا ہوں۔ دیکھنا، سب ٹھیک ٹھاک ہوجائے گا۔ ارے تم نہیں جانتے یہاں زندگی کتنی پرلطف رہے گی۔ بس گھبراؤ نہیں تم۔،،

وانیوشا نے جواب نہیں دیا۔ آنکھیں مٹکا کر اس نے بڑی حقارت سے اپنے مالک کو جاتے دیکھا۔ اور سر ہلایا۔ وانیوشا اولینین کو اپنا مالک سمجھتا تھا۔ صرف مالک اور اولینین اسے ملازم سمجھتا تھا، صرف ملازم، اور اگر کوئی ان سے کہتا کہ وہ دوست ہیں تو دونوں ہی حیران رہ جاتے، حالانکہ وہ جانیں یا نہ جانیں تھے دوست ہی۔ وانیوشا ابھی گیارہ سال کا تھا کہ اس گھر میں آ گیا۔ اور اس زمانے میں اولینین کی عمر بھی اتنی ہی تھی۔ جب اولینین پندرہ سال کا ہوا، تو اس نے کچھ دن تک وانیوشا کو پڑھایا۔ اور اسے فرانسیسی پڑھنا سکھا دیا، جس پر وانیوشا کو انتہائی فخر تھا۔ اور اب بھی جب کبھی اس کی طبیعت زوروں پر ہوتی تو وہ اپنی فرانسیسی کی 'قابلیت، کا مظاہرہ کرنے لگتا۔ اور ایسا کرتے ہوئے ہمیشہ انتہائی حماقت سے ہنستا جاتا۔

اولینین برساتی کی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا اور اس نے گھر کے دروازے کو دھکا دیا۔ مریانکا جو تمام کزاک عورتوں کی طرح گھر میں صرف ایک کلابی کرتا پہنے ہوئے تھی، ڈر کر دروازے سے دور بھاگ گئی، اور دیوار سے چمٹ کر اس نے اپنی آستین سے اپنے چہرے کا نچلا حصہ ڈھانپ لیا۔ اولینین نے دروازہ ذرا اور اچھی طرح کھولا، تو اسے گیلری کی مدھم مدھم روشنی میں نوجوان کزاک

لڑکی کا لمبا اور ترشا ہوا سڈول جسم نظر آیا — شباب کی تیز اور متجسس نظروں نے ان جانے طور پر باریک سی چھینٹ کے کرتے کے نیچے تندرست اور کنوارا جسم اور متجسس اور ڈری ڈری سی بچکانی حسین اور سیاہ آنکھوں کا جائزہ لے ڈالا، یہ آنکھیں خود اس کے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں —

''یہ ہے وہ!،، اولینین نے سوچا — ''مگر اس جیسی اور بہت سی ہوں گی،، فوراً اس کے ذہن میں خیال آیا — اور اس نے دوسرا دروازہ کھولا —

بوڑھی اولیتکا بھی صرف کرتا پہنے جھکی ہوئی تھی — وہ اس کی طرف پیٹ کئے زمین دھو رہی تھی —

''آداب عرض ہے اماں! میں اپنے ٹھیرنے کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں . . .،، اس نے کہنا شروع کیا —

کزاک عورت نے، اٹھے بغیر، پلٹ کر اپنا سخت مگر خوبصورت چہرہ اس کی طرف پھیرا —

''کیوں آیا ہے رے یہاں تو؟ مذاق اڑائے گا؟ میں بتاؤں گی تجھے کیسا مذاق! ارے تجھے کھالے طاعون!،، وہ تنی ہوئی بھوؤں کے نیچے سے نووارد کو دیکھ کر چلائی —

اولینین یہ سمجھتا تھا کہ تھکی ماندی اور بہادر قفقاز فوج کا (جس کا وہ ایک رکن تھا) ہر جگہ خوشی خوشی استقبال ہوگا، خاص طور پر کزاکوں کے علاقے میں، جو ان کے فوجی ساتھی ہیں چنانچہ اس استقبال کو دیکھ کر وہ ہوکھلا گیا — بہرحال اپنے حواس کھوئے بغیر اس نے بتانے کی کوشش کی کہ وہ مکان کا کرایہ دے گا — مگر بڑھیا اس کی بات سننے کو تیار ہی نہ تھی —

''تو آیا کیوں یہاں؟ تم کھرچے ہوئے گالوں والی بلاؤں کو پوچھتا ہی کون ہے؟ ذرا ٹھیر تو تو، مالک آکر تجھے بتائے گا کہ تو ہے کس کھیت کی مولی — مجھے تیرا ذلیل پیسہ نہیں چاہئے! روپیہ

دیں گے! جیسے ہم نے دیکھی ہی نہیں کبھی ایسے کی صورت! اپنے جنگلی تمباکو سے سارے گھر کو سڑا دے گا — اور اس کے بجائے دو کوڑیاں دے گا! ہم نے تمہاری جیسی بلائیں بہت دیکھی ہیں — تیری آنتوں اور دل میں لگے گولی!،، بوڑھی عورت کی چیخیں کانوں کے پار ہوئی جا رہی تھیں — اس نے اولینین کو بولنے کا موقع ہی نہ دیا —

''معلوم ہوتا ہے وانیوشا ٹھیک ہی کہتا تھا!،، اولینین نے سوچا — ''تاتار اس سے بہتر ہوگا،، اور وہ بوڑھی اولینکا کی کالیوں کی بوچھار میں گھر سے باہر نکل آیا — جب وہ باہر نکل رہا تھا تو مریانکا تیزی سے اس کے قریب سے گزرتی ہوئی گیلری سے باہر چلی گئی، وہ ابھی تک صرف کلابی کرتا پہنے ہوئے تھی، مگر اب اس کا چہرہ آنکھوں تک ایک سفید رومال میں چھپا ہوا تھا — زور زور سے سڑھیوں پر اپنے ننگے پاؤں پٹکتی ہوئی وہ دوڑ کر برساتی سے نکلی، پل بھر کو مڑی، ہنستی ہنستی آنکھوں سے تیزی سے نوجوان کو دیکھا اور گھر کے کونے کے پیچھے غائب ہوگئی —

اب کی دفعہ اس کے صحت مند اور جوان قدموں، سفید رومال کے نیچے سے چمکتی ہوئی آنکھوں کی وحشی چمک، اس کے میانہ قد اور ترشے ہوئے جسم نے اولینین کو پہلے سے بھی زیادہ متاثر کیا —

''ہاں، یہی ہے وہ،، اس نے سوچا — اور مکان کا خیال چھوڑ کر وانیوشا کی طرف جاتے ہوئے وہ برابر مڑمڑ کر مریانکا کو دیکھتا رہا —

''دیکھا تم نے، یہ لڑکی بھی اوروں کی طرح جنگلی ہے — بالکل جنگلی بچھڑے کی طرح!،، وانیوشا نے کہا، وہ ابھی تک سامان ٹھیک کرنے میں مصروف تھا، مگر اب اس کی طبیعت ذرا زوروں پر آ چلی تھی — «La femme!» * اس نے انتہائی فخر کے ساتھ فرانسیسی زبان میں زور سے کہا اور قہقہہ مار کر ہنس پڑا —

---

* عورت —

۱۱

شام کے قریب گھر کا مالک مچھلیاں پکڑ کر واپس آیا — جب اسے معلوم ہوا کہ کیڈٹ مکان کا کرایہ دے گا، تو اس نے بڑھیا کا غصہ ٹھنڈا کیا اور وانیوشا کے مطالبے بھی مان لئے —

سب سامان نئے مکان میں رکھ دیا گیا — میزبان گرم مکان میں منتقل ہو گئے اور ٹھنڈا مکان تین روبل مہینہ کرائے کے حساب سے کیڈٹ کو دے دیا گیا — اولیئین نے کچھ کھایا پیا اور سونے کو لیٹ گیا — شام کے قریب وہ اٹھا، اور منہ ہاتھ دھو کر صاف ستھرا ہو، کھانا کھانے کے بعد سگرٹ سلگا کر اس کھڑکی کے قریب بیٹھ گیا جو گلی میں کھلتی تھی — اب خنکی ہو چلی تھی — مکان، اور چھپر کی آڑی چھت کے ترچھے سائے گرد آلود سڑک بلکہ سامنے والے مکان کی دیوار تک پھیلے ہوئے تھے جس کی پھونس کی ڈھلوان چھت کو ڈوبتے سورج کی کرنوں نے منور کر دیا تھا — ہوا میں تازگی آ گئی — گاؤں کی ہر چیز پر سکون طاری تھا — سپاہیوں نے بھی اپنا اپنا ٹھکانہ ڈھونڈ لیا تھا اور اب خاموش تھے — مویشیوں کے گلے ابھی تک گھر نہیں آئے تھے، اور لوگ باگ ابھی کام سے واپس نہیں لوٹے تھے —

اولیئین کا مکان گاؤں کے تقریباً نکڑ پر تھا — تھوڑے تھوڑے وقفے سے دریا کے اس پار کہیں دور سے، جدھر سے اولیئین آیا تھا، (چپچپائی پہاڑوں یا کومک میدان سے) گولیاں چلنے کی گھٹی گھٹی سی آواز آ رہی تھی — تین مہینے کی صحرا نوردی کے بعد اب اولیئین بہت سکون اور اطمینان سا محسوس کر رہا تھا — اس کا دھلا ہوا چہرا، تازگی محسوس کر رہا تھا، اور اس کا طاقتور جسم بہت صاف ستھرا معلوم ہو رہا تھا (مہم کے بعد یہ احساس بہت انوکھا اور نیا سا ہوتا ہے) اسے احساس تھا کہ اس کے تازہ دم اعصاب میں بڑی

قوت اور بڑا سکون تھا — اس کا دماغ بھی بہت کھلا کھلا سا اور تازہ دم معلوم ہو رہا تھا — اسے مہم کا، اور پچھلے خطروں کا خیال آ گیا — اسے یاد آیا کہ وہ ان خطروں کا مقابلہ کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہا — اور قفقاز کے بہادر اسے اپنوں میں سے ایک سمجھنے لگے تھے — اس کی ماسکو کی یادیں بہت پیچھے رہ گئی تھیں — خدا جانے کتنا پیچھے! پچھلی زندگی کا ورق الٹا جا چکا تھا — اور ایک نئی زندگی کا آغاز ہو چکا تھا جس میں ابھی تک کوئی غلطی نہیں ہوئی تھی — یہاں نئے لوگوں میں، ایک نئے آدمی کی حیثیت سے وہ نیک نامی حاصل کر سکتا ہے — اسے زندگی کی بے وجہ اور بھرپور خوشیوں کا احساس تھا — اور اب اپنی کھڑکی سے باہر لڑکوں کی طرف دیکھتے ہوئے، جو گھر کے سائے میں اپنا سر دھن رہے تھے، اور اپنے نئے مکان کے چاروں طرف نظر ڈالتے ہوئے اس نے سوچا کہ وہ اس کزاک کاؤں کی زندگی میں کتنی اچھی طرح رچ بس جائے گا — کبھی کبھی وہ پہاڑوں اور آکاش پر نظر ڈالتا — اور قدرت کی خاموش عظمت کو سراہتے ہوئے یہ احساس اس کے خوابوں اور یادوں میں ضم ہو کر رہ جاتے — اس کی نئی زندگی اس طرح شروع نہیں ہوئی تھی، جس طرح اس نے ماسکو سے آتے ہوئے تصور کیا تھا — نہیں، یہ زندگی تو غیر معمولی طور پر اچھی طرح شروع ہوئی تھی — پہاڑ، پہاڑ، پہاڑ! اس کے تمام احساسات اور خیالات کا پس منظر پہاڑ ہی تھے —

''اپنے کتے کو پیار کر لیا! جگ صاف کر دیا ہے!.. چچا یروشکا نے اپنے کتے کو پیار کر لیا!،، اچانک ننھے ننھے کزاک، جو اس وقت کھڑکی کے نیچے سردھن رہے تھے، گلی کے نکڑ کی طرف دیکھ دیکھ کر چیخنے لگے — ''اس نے اپنے کتے کو پیار کیا، اس نے شراب کی خاطر اپنا خنجر بیچ ڈالا!،، لڑکے چلائے — وہ سب اکٹھے ہو کر پیچھے ہٹ رہے تھے —

یہ شور چچا بروشکا سے مخاطب ہو کر مچایا جا رہا تھا — وہ کندھے پر بندوق رکھے اور جھولے میں تیتر ڈالے شکار کی مہم سے واپس آ رہا تھا —

''میں نے غلطی کی لڑکو، ہاں غلطی کی!،، اس نے تیزی سے بازو گھما کر دونوں طرف کی کھڑکیوں کو دیکھتے ہوئے کہا — ''میں نے شراب کی خاطر کتا بیچ دیا — یہ بری بات تھی!،، اس نے دوہرایا، اسے بہت کوفت ہو رہی تھی، مگر بظاہر وہ بالکل بے پروائی سے کہہ رہا تھا —

اولینین اس بوڑھے شکاری کے ساتھ لڑکوں کا رویہ دیکھ کر بھونچکا رہ گیا — اور اس آدمی کے طاقتور قد و قامت اور ذہین اور جاندار چہرے کو دیکھ کر تو بالکل ہی دنگ رہ گیا، جسے بچے چچا بروشکا کے نام سے پکار رہے تھے —

''ادھر چچا، ارے کزاک ہو — و — و، ادھر!،، اس نے پکارا ''ادھر آؤ ادھر!،،

بڑے میاں نے کھڑکی کی طرف دیکھا اور ٹھہر گئے —

''آداب آداب بھائی میرے،، اس نے اپنے خشخشی بالوں سے چھوٹی سی ٹوپی اٹھاتے ہوئے کہا —

''آداب عرض، میرے دوست،، اولینین نے جواب دیا — '' یہ لونڈے تم پر کیوں چیخ رہے ہیں؟،،

چچا بروشکا کھڑکی کے پاس آئے — ''ارے بس، بچارے بوڑھے کو چھیڑ رہے ہیں، خیر کوئی بات نہیں، مجھے پسند ہے یہ چھیڑ چھاڑ — اڑانے دو اپنے بوڑھے چچا کا مذاق،، اس نے اس مضبوط اور کنکناتے لہجے میں کہا جس میں سب قابل احترام بوڑھے بولتے ہیں — ''تم ہو دستے کے کمانڈر؟،، اس نے کہا —

''نہیں میں تو ایک کیڈٹ ہوں، مگر یہ تو بتاؤ یہ تیتر کہاں مار لئے تم نے؟،، اولینین نے پوچھا —

''یہ تینوں تیتر میں نے جنگل میں مارے ہیں،، بڑے میاں نے اپنی چوڑی چکلی کمر کھڑکی کے سامنے کرتے ہوئے جواب دیا — تا کہ تیتر اچھی طرح نظر آجائیں ان کی گردنیں اس کی پیٹی میں پھنسی ہوئی تھیں اور وہ اس کی کمر پر لٹکے ہوئے اس کے کوٹ کو خون آلود کر رہے تھے — ''تم نے کبھی نہیں دیکھے ایسے تیتر؟،، اس نے پوچھا — ''چاہو تو ایک جوڑا لے لو! لو یہ لو!،، اور اس نے دو تیتر کھڑکی کی طرف بڑھائے — ''کیا تم بھی شکاری ہو؟،، اس نے پوچھا —

''ہاں، مہم پر میں نے چار تیتر مارے —،،

''چار؟ بہت مار لئے!،، بڑے میاں نے طنز کیا — ''اور شراب کے دلدادہ بھی ہو کیا؟ کہو چیخبر پیتے ہو؟،،

''ہاں، کیوں نہیں؟ کبھی کبھار مجھے پینا پسند ہے —،،

''ہوں، میں سمجھا زوردار آدمی ہو تم، ہم کوناک* ہو جائیں گے، میں اور تم،، چچا یروشکا نے کہا —

''آؤ اندر آؤ —،، اولینین نے کہا — ''ذرا چیخیر کا دور چلے گا —،،

''میں بھی جاؤں گا، مگر یہ تیتر تو لے لو،، بڑے میاں نے کہا — ان کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ انہیں کیڈٹ پسند آ گیا — اس نے ایک ہی نظر میں بھانپ لیا کہ یہاں اسے مفت کی شراب ملے گی، وہ سمجھ گیا کہ تیتروں کی جوڑی بے کار نہیں جائے گی —

ذرا سی دیر میں چچا یروشکا کا جسم دروازے میں نمودار ہوا — اور تب اولینین کو پوری طرح اس شخص کے دیوہیکل قد و قامت اور طاقتور ہاتھ پاؤں کا اندازہ ہوا — اس کے سفید براق طباق سی داڑھی والے سرخی مائل بھورے چہرے پر زندگی اور زندگی کی کٹھنائیوں نے جھریاں ڈال دی تھیں، وہ بوڑھا تھا مگر اس کے باوجود

---

* جگری دوست جس کے لئے ہر قسم کی قربانی دی جا سکتی ہے —

اس کے بازو، ٹانگوں اور کندھوں کے پٹھے غیر معمولی حد تک بڑے اور نمایاں تھے — اس کے سر پر، چھوٹے چھوٹے بالوں کے نیچے گہرے گہرے نشان تھے — اس کی موٹی سی قوی گردن، بیل کی طرح، الٹی سیدھی سلوٹوں سے لدی ہوئی تھی — اس کے کھردرے ہاتھوں پر خراشیں پڑی تھیں — وہ بہت سبک‌روی اور تیزی سے دہلیز کے اندر آیا، اپنی بندوق اتاری اور کونے میں رکھ دی — اور مکان پر ایک اچٹتی ہوئی سی نظر ڈال کر وہاں رکھی ہوئی چیزوں اور اسباب کی قیمت کا اندازہ لگایا اس کے پاؤں کے پنجے باہر کو مڑے ہوئے تھے، وہ اپنے کچی کھال کے جوتے پہنے ہوئے تیزی سے کمرے کے بیچ میں پہنچ گیا — اس کے ساتھ چیتھیر، ووڈکا، بارود اور جمے ہوئے خون کی تیز بو کا بھبکا آیا مگر یہ بو بری نہیں معلوم ہو رہی تھی —

چچا بروشکا عیسی کی تصویر کے سامنے جھکے، اپنی داڑھی سلجھائی اور اولینین کے قریب پہنچ کر اپنا قوی بھورا ہاتھ بڑھا دیا — ''کوشکیلدی،، اس نے کہا — ''یہ تاتاری سلام ہے — خدا تمہیں اپنی امان میں رکھے — ان کی زبان میں اس کا یہ مطلب ہے — ،،

''کوشکیلدی! یہ تو میں جانتا ہوں — ،، اولینین نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا —

''نہیں تم نہیں جانتے، تم ٹھیک طریقہ نہیں جانتے، احمق!،، چچا بروشکا نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا — ''اگر کوئی تم سے 'کوشکیلدی' کہے تو تمہیں جواب میں: 'اللہ راضی ہو سن، کہنا چاہئے یعنی 'خدا تمہیں زندہ سلامت رکھے،— یہ طریقہ ہے میاں 'کوشکیلدی، نہیں کہتے — یہ سب تو خیر میں تمہیں سکھا دوں گا — ہمارے ہاں ایک آدمی ہے الیا موسیچ، تمہارا روسی ہے، میں اور وہ کوناک تھے — بڑا زوردار آدمی تھا! شرابی، چور اور شکاری — کیا شکاری تھا! میں نے اسے سب کچھ سکھا دیا تھا — ،،

''اور مجھے کیا سکھاؤگے تم؟،، اولینین نے پوچھا اس کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی۔

''میں تمہیں شکار پر لے جاؤں گا، مچھلی پکڑنا سکھاؤں گا، تمہیں چپچپائی دکھاؤں گا۔ اور اگر تم چاہوگے تو تمہارے لئے کوئی لڑکی تلاش کروں گا ـــ ہاں یہاں تک کروں گا! ایسا آدمی ہوں میں! مسخرہ ہوں میں تو!..،، اور بڑے میاں ہنس دئے۔ ''میں بیٹھ جاؤں، بہت تھک گیا ہوں۔ کارگا؟،، اس نے پوچھا۔

''اور یہ کارگا کیا چیز ہے؟،، اولینین نے پوچھا۔

''ارے بھئی جورجیائی لفظ ہے ''ٹھیک ہے، مگر میں تو اسے بس یوں ہی کہتا ہوں۔ بس میرا تکیہ کلام سمجھ لو، بہت پسند ہے مجھے یہ لفظ۔ کرگا، کرگا، بس ایسے ہی کہتا ہوں میں مذاقاً۔ کیوں بھئی چیخیر نہیں منگواؤگے؟ تمہارے پاس تو ایک اردلی ہے نا؟ اے ایوان!،، بوڑھا آدمی چلایا۔ ''تمہارے سب سپاہی ایوان ہیں، کیا تمہارا والا بھی ایوان ہی ہے؟،،

''واقعی اس کا نام بھی ایوان ہے ـــ وانیوشا * ۔ وانیوشا ادھر آؤ! ذرا مہربانی سے مالکہ' مکان سے تھوڑا سا چیخیر لےآؤ۔،،

''ایوان ہو یا وانیوشا، ایک ہی بات ہے، تمہارے سارے سپاہی ایوان کیوں ہیں آخر؟ ایوان، دوست!،، بڑے میاں نے کہا۔ '' ان سے کہنا کہ تمہیں اس بیے کی شراب دیں جو انہوں نے ابھی کھولا ہے۔ گاؤں بھر میں سب سے اچھی چیخیر ہے ان کے پاس۔ مگر تیس کوپک سے زیادہ نہ دینا۔ سمجھے، کیوں کہ وہ بوڑھی چڑیل تیس کوپک ہی سے اتنی خوش ہو جائیگی کہ... ہمارے لوگ بھی بڑے لعنتی اور احمق ہیں،، وانیوشا کے جانے کے بعد چچا بروشکا بڑی خود اعتمادی کے ساتھہ کہتے رہے ''وہ تمہیں آدمی تھوڑی

---

* ایوان کا مخفف۔

سمجھتے، تم تو ان کی نظروں میں تاتاریوں سے بھی بدتر ہو — 'دنیادار روسی، وہ کہتے ہیں — مگر جہاں تک میرا تعلق ہے، تو بھئی تم سپاہی ضرور ہو، مگر اس سے پہلے آدمی ہو، تمہارے جسم میں بھی روح ہے، تمہارے سینے میں بھی دل ہے، ٹھیک ہے نا؟ الیا موسیچ سپاہی تھا مگر ہیرا تھا ہیرا! کیوں ٹھیک بات ہے نا دوست؟ اسی لئے تو ہمارے ساتھی مجھے پسند نہیں کرتے — مگر مجھے پرواہ نہیں! میں تو مست آدمی ہوں — اور مجھے تو ہر آدمی اچھا لگتا ہے، میں تو بروشکا ہوں، میرے دوست!،،

اور بوڑھے شخص نے محبت سے نوجوان کے شانے تھپتھپائے —

۱۲

وانیوشا نے گھرداری کا کام ختم کر لیا تھا — اس نے تو کمپنی کے نائی سے حجامت بھی بنوالی تھی اور اپنی پتلون اپنے لمبے لمبے بوٹوں سے باہر کھینچ لی تھی، جس کا مطلب ہے کہ کمپنی نے، آرام‌دہ گھروں میں پڑاؤ ڈال دیا ہے — اور اب اس کی طبیعت زوروں پر تھی — اس نے خوش خلقی سے تو نہیں مگر ہاں غور سے بروشکا کو دیکھا، کچھ اس طرح جیسے وہ کسی ایسے درندے کو دیکھ رہا ہو، جسے اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو — زمین پر بڑے میاں کی پھیلائی ہوئی گندگی دیکھ کر سر ہلایا اور بنچ کے اندر سے دو بوتلیں لے کر مالکن کے پاس چل دیا —

"آداب عرض نیک دل حضرات،، اس نے نہایت شریفانہ برتاؤ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا — "میرے مالک نے مجھے تھوڑی سی چیخیر خریدنے کے لئے بھیجا ہے — آپ نکال دیں گے میرے لئے تھوڑی سی، مہربانی حضرات — ،،

بڑھیا نے کوئی جواب نہیں دیا — لڑکی نے، جو ایک چھوٹے سے

تاتاری آئینے کے سامنے کھڑی سر پر رومال باندھ رہی تھی، پلٹ کر خاموشی سے اس کی طرف دیکھا۔

''میں قیمت دوں گا اس کی، شریف خواتین ۔'' وانیوشا نے جیب میں کوپک چھنچھناتے ہوئے کہا ۔ ''آپ ہمارے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیجئے اور ہم بھی شریفانہ برتاؤ کریں گے ۔'' اس نے کہا ۔

''کتنی چاہئے؟'' بوڑھی عورت نے بات کاٹ کر پوچھا ۔

''ایک پائنٹ ۔''

''جا میری بچی ان کے لئے ذرا سی نکال لا'' بوڑھی اولیتکا نے اپنی بیٹی سے کہا ۔ ''اس پیپے سے نکالنا جو شروع ہو گیا ہے، میری لال ۔''

لڑکی نے کنجیاں اور صراحی اٹھائی اور وانیوشا کے ساتھ گھر سے باہر چلی گئی ۔

''یار بتاؤ یہ حسینہ کون ہے؟'' اولینن نے مریانکا کی طرف اشارہ کیا ۔ وہ کھڑکی کے قریب سے گزر رہی تھی ۔ چچا یروشکا نے آنکھ مار کر نوجوان کے کہنی ماری ۔

''ذرا دم لو'' اس نے کہا ۔ وہ کھڑکی کے باہر پہنچا، کھنکارا اور پھر کہنے لگا ۔ ''مریانکا، پیاری، ہو ۔ و ۔ و مریانکا میری بچی، تم مجھ سے محبت نہیں کروگی پیاری ؟ میں تو مسخرہ ہوں'' اس نے اولینن سے سرگوشی کی ۔

لڑکی، سر گھمائے بغیر بڑی طاقت اور آہنگ کے ساتھ بازو ہلاتی کزاک عورتوں کے مخصوص شاہانہ اور جری قدموں سے کھڑکی کے پاس سے گزر گئی ۔ اس نے آہستہ سے سیاہ پلکوں سے ڈھکی ہوئی آنکھیں بڑے میاں کی طرف گھمائیں ۔

''مجھ سے محبت کرو، تم بہت خوش رہوگی!'' یروشکا چلایا، اور آنکھ مار کر سوالیہ نظروں سے کیڈٹ کی طرف دیکھنے لگا ۔ ''میں بھی خوب آدمی ہوں! نرا مسخرہ ہوں!'' اس نے کہا ۔ ''یہ لڑکی تو شہزادی ہے شہزادی ۔ کیوں؟''

''بہت پیاری ہے،، اولینین نے کہا — ''اسے یہاں بلاؤ!،،

''نہیں، نہیں!،، بوڑھے نے کہا — ''اس کی تو لوکاشکا سے شادی ہونے والی ہے — وہ بہت اچھا کزاک ہے، بہت بہادر — کل ہی کی تو بات ہے اس نے ایک ابرک کو مارا ہے — میں تمہارے لئے اس سے بہتر لڑکی لا دوں گا — میں تمہارے لئے ایسی لڑکی لاؤں گا جو ریشم اور چاندی سونے میں لدی پھرے گی — ایک دفعہ زبان دے دی تو کروں گا ضرور — میں تو تمہارے لئے حسینہ لاؤں گا حسینہ — ،،

''تم، بوڑھے آدمی ہو — پھر بھی ایسی باتیں کرتے ہو،، اولینین نے کہا — ''یہ تو گناہ ہے!،،

''گناہ؟ کہاں ہے گناہ؟،، بوڑھے نے اپنی بات پر انتہائی زور دے کر کہا — ''کسی حسین لڑکی کو دیکھنا گناہ ہے؟ اس سے ذرا سی چھیڑ چھاڑ کرنا گناہ ہے؟ یا اس سے محبت کرنا گناہ ہے؟ تمہارے ہاں ایسا ہوتا ہے؟ نہیں میرے دوست، یہ گناہ نہیں ہے، یہ تو نجات ہے نجات! تمہیں بھی خدا نے بنایا ہے اور لڑکی کو بھی — سب کو اسی نے بنایا ہے — اس لئے کسی خوبصورت لڑکی کو دیکھنا کوئی گناہ نہیں ہو سکتا — وہ پیدا ہی اس لئے کی گئی ہے کہ اس سے محبت کی جائے اور وہ زندگی کو چار چاند لگائے — میں تو بھئی اسے اس طرح دیکھتا ہوں — ،،

مریانکا احاطے سے گزر کر ایک ٹھنڈے سے تاریک بھنڈار خانے میں داخل ہوئی — اس میں چاروں طرف بیسے ہی بیسے بھرے ہوئے تھے، مریانکا ان میں سے ایک بیسے کے پاس گئی، اور معمول کے مطابق ایک دعا پڑھ کر اس میں ڈونگا ڈالا — وانیوشا دروازے میں کھڑا ہوا مریانکا کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا — اسے یہ بات بہت ہی مضحکہ خیز معلوم ہو رہی تھی کہ وہ صرف ایک کرتا پہنے ہوئے ہے، جو پیچھے سے خوب تنگ ہے اور آگے سے اڑسا ہوا ہے — اور یہ تو اسے اور بھی عجیب معلوم ہوا کہ وہ گردن میں چاندی کے

سکون کا ہار پہنے ہوئے ہے — اسے یہ بات بہت ہی غیر روسی معلوم ہوئی، وہ سوچنے لگا کہ وطن میں تو شاگرد پیشے کے لوگ اگر ایسی لڑکی کو دیکھیں تو خوب خوب ہنسیں* . . . La fille comme c'est très bien

ویسے تو،، اس نے سوچا — ''میں کہوں گا مالک سے —،،

''روشنی کیوں روکے کھڑا ہے رے شیطان !،، اچانک لڑکی چلائی — ''صراحی کیوں نہیں دیتا مجھے!،،

ٹھنڈی ٹھنڈی سرخ شراب بھر کر مریانکا نے صراحی اس کے ہاتھ میں تھما دی —

''روپیہ ماں کو دینا ،، اس نے وانیوشا کا ہاتھ پرے دھکیلتے ہوئے کہا، جس میں وہ پیسے لئے کھڑا تھا —

وانیوشا ہنس پڑا — '' اس قدر بپھری ہوئی کیوں ہو میری جان؟،، اس نے خوش مزاجی سے کہا — وہ بے چینی سے اپنے پاؤں رگڑ رہا تھا — لڑکی پیپہ بند کر رہی تھی —

وہ ہنسنے لگی —

'' اور تم، جیسے تم بڑے مہربان ہو؟،،

''ہم، میں اور میرے مالک تو بہت مہربان ہیں،، وانیوشا نے فیصلہ کن جواب دیا — ''ہم تو اتنے اچھے ہیں، کہ ہم جہاں کہیں بھی رہے ہمارے میزبان ہمیشہ ہم سے خوش رہے — کیوں کہ وہ بہت شریف آدمی ہے —،،

لڑکی کھڑی سنتی رہی —

'' تمہارے مالک کی شادی ہو چکی؟،، اس نے پوچھا —

''نہیں — مالک نوجوان اور کنوارے ہیں، کیوں کہ شرفاً کم عمری میں ہرگز شادی نہیں کر سکتے —،، وانیوشا نے سمجھایا —

---

* لو لڑکی بھی ہے یہاں — واہ بہت خوب!

''بہت کم عمر ہیں ! اس قدر تن و مند بیل اور شادی کے لئے چھوٹا ہے! کیا وہ تم سب کا سردار ہے؟،، اس نے پوچھا —

''میرے مالک کیڈٹ ہیں — یعنی وہ ابھی افسر نہیں ہوئے ہیں — مگر وہ جنرل سے بھی زیادہ اہم ہیں — وہ بہت بڑے آدمی ہیں! ہمارے کرنل، اور خود زار انہیں جانتے ہیں،، وانیوشا نے بڑے فخر سے بتایا — ''دستے کے دوسرے بھک منگوں کی طرح کے نہیں ہیں ہم، ان کے باپ سینٹ کے رکن تھے — ان کے پاس ہزار سے زیادہ کمیرے ہیں — اور وہ ہمیں ایک ایک وقت میں ہزار ہزار روبل بھیجتے ہیں — اسی لئے تو ہر شخص ہمیں پسند کرتا ہے — ہو سکتا ہے کوئی کپتان ہو مگر اس کے پاس روپیہ پیسہ خاک نہیں ہوتا — پھر بھلا ایسی کپتانی کس کام کی؟.. ،،

''جاؤ — اب میں دروازہ بند کروں گی،، لڑکی نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا —

وانیوشا نے اولیبین کو شراب دی اور اعلان کیا «La fille c'est très jolie» * اور انتہائی حماقت سے ہنستا ہوا باہر چلا گیا —

۱۳

اور اس عرصے میں گاؤں کے چوک میں خوب گہما گہمی ہو گئی تھی — لوگ اپنے اپنے کام سے واپس آ چکے تھے — سنہری سنہری دھول میں نہائے ہوئے مویشی گاؤں کے پھاٹک کے قریب کھڑے ڈکار رہے تھے — لڑکیاں اور عورتیں، مویشیوں کو ہانکتی ہوئی تیزی سے گلیوں اور احاطوں میں گھومتی پھر رہی تھیں — سورج، دور برفیلی چوٹیوں کے پیچھے تقریباً چھپ چکا تھا — زمین اور آسمان پر

---

* کیا حسینہ ہے —

ہلکا نیلا نیلا سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا — تاریک باغوں پر مدھم مدھم ستارے ٹمٹما رہے تھے اور شور بکار کی آوازیں آہستہ آہستہ گاؤں کی طرف بڑھ رہی تھیں — عورتیں، مویشیوں کا چارہ پانی کرنے کے بعد انہیں رات بھر کے لئے تنہا چھوڑ کر باہر نکل آئیں اور گلیوں کے نکڑوں پر اکٹھی ہو گئیں، وہ سورج مکھی کے بیج کٹ کٹا رہی تھیں، سب کی سب گھروں کے کچے احاطوں پر جم گئیں — تھوڑی دیر بعد، مریانکا بھی دو گائیوں اور ایک بھینس کا دودھ دوہنے کے بعد وہیں آ بیٹھی — کئی عورتیں اور لڑکیاں اور ایک بوڑھا کزاک وہاں پہلے سے بیٹھے تھے — وہ سب اس ابرک کی بات کر رہے تھے جو مارا گیا تھا — کزاک بوڑا قصہ سنا رہا تھا، اور عورتیں سوال کرتی جاتی تھیں —

''مجھے یقین ہے اسے بڑا بھاری انعام ملے گا،، ایک عورت نے کہا —

''بالکل، کہتے ہیں اسے کراس ملے گا انعام میں — ،،

''حالانکہ موسیف نے اس کے ساتھ بڑی زیادتی کی — اس کی بندوق چھین لی — مگر کزلیار سرکار کو یہ قصہ معلوم ہو گیا ہے —،،

''بڑا گھٹیا ہے یہ موسیف!،،

''سنا ہے لوکاشکا گاؤں آیا ہے،، ایک لڑکی نے کہا —

''وہ اور نزارکا یامکا کے ہاں رنگ رلیاں منا رہے ہیں — ،، (یامکا ایک کنواری اور بدنام کزاک لڑکی تھی — وہ شراب کی دوکان کرتی تھی) — ''میں نے سنا ہے وہ دونوں آدھی بالٹی شراب چڑھا گئے —،،

''اس اوروان کی بھی کیا قسمت ہے!،، کسی نے کہا — ''بس اصل نسل اوروان ہے — مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت اچھا لڑکا ہے، ہر کام کے لئے موزوں، اور بہت ہی سمجھ بوجھ والا! اس کا باپ کریاک چچا بھی ایسا ہی تھا — بیٹا بھی باپ پر پڑا ہے — جب وہ مارا گیا تو سارے گاؤں نے سوگ منایا تھا... لو وہ دیکھو وہ چلے آ رہے ہیں — ،، مقرر نے چند کزاکوں کی طرف اشارہ

کیا جو اسی طرف آ رہے تھے — ''برگوشوف بھی آ لیا ان کے ساتھ! شرابی!،،

لوکاشکا، نزارکا اور برگوشوف ووڈکا کی آدھی بالٹی چڑھانے کے بعد لڑکیوں کے پاس آ رہے تھے — ان تینوں کے چہرے سرخ ہو رہے تھے خاص طور پر سب سے بڑے کزاک کا، برگوشوف جھوم رہا تھا، وہ برابر ہنسے جا رہا تھا اور نزارکا کی پسلیوں میں کہنیاں مار رہا تھا —

''گائیں کیوں نہیں تم؟،، وہ لڑکیوں پر چلایا — ''ہمارے جشن کی خوشی میں گاؤ، میں کہتا ہوں گاؤ!،،

سب نے ان کا سواگت کیا — ''کہو کیسا دن گزرا؟ کیسا رہا؟،،

''ہم کیوں گائیں؟ آج چھٹی کا دن تو ہے نہیں،، ایک عورت نے کہا — ''تم مست ہو رہے ہو تو گاؤ بجاؤ —،،

برگوشوف ہنستے ہنستے بےحال ہوگیا، اس نے نزارکا کو کہنی ماری — ''چلو تم گاؤ، میں بھی شروع کرتا ہوں — میں اس میں خوب استاد ہوں، سچ کہتا ہوں —،،

''کیا ہوا، کیا سو گئیں میری پریو؟،، نزارکا نے کہا — ''ہم چوکی سے جشن منانے آئے ہیں — ہم لوکاشکا کا جام صحت بھی پی چکے —،،

لوکاشکا نے ان کے قریب پہنچ کر آہستہ سے اپنی ٹوپی اٹھائی اور لڑکیوں کے سامنے ٹھہر گیا، اس کے رخساروں کی چوڑی چوڑی ہڈیاں اور گردن سرخ ہو رہی تھی — وہ آہستہ آہستہ اور متانت سے بات کر رہا تھا — مگر اس کی خاموشی اور متانت میں نزارکا کی چیخ پکار اور بکواس سے کہیں زیادہ زور کہیں زیادہ وزن تھا — وہ اس منچلے بچھڑے کی طرح تھا جو بھنکارتا ہے اور ہوا میں دم لہرا کے رہ جاتا ہے اور ایسا کھڑا ہو جاتا جیسے اس کے چاروں ہاتھ پاؤں گڑ کر رہ گئے ہوں — لوکاشکا خاموشی سے لڑکیوں کے سامنے کھڑا

تھا — اس کی آنکھیں ہنس رہی تھیں، وہ بہت خاموش سا کھڑا ہوا کبھی اپنے بد مست ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا تو کبھی لڑکیوں کو —

جب مریانکا اس گروہ میں داخل ہوئی تو اس نے خاص انداز سے اپنی ٹوپی اٹھائی — اسے راستہ دیا اور پھر اس کے سامنے جا کھڑا ہوا، اس کا ایک پاؤں دوسرے سے ذرا سا آگے تھا اور اس کے انگوٹھے پٹی میں گھسے ہوئے خنجر سے کھیل رہے تھے — مریانکا نے اس کے سلام کے جواب میں ایک ادا سے سر جھکایا اور بنچ پر بیٹھ کر اپنے کرتے کے دامن سے بیج نکالنے لگی — لوکاشکا ٹکٹکی باندھے مریانکا کو دیکھتا رہا اور آہستہ آہستہ بیج کھا کھا کر ان کے چھلکے زمین پر پھینکتا رہا — مریانکا اس گروہ میں داخل ہوئی تو ایکدم خاموشی طاری ہو گئی —

''کچھ زیادہ عرصے کے لئے آئے ہو تم؟'' ایک عورت نے سکوت توڑا —

''کل صبح تک کے لئے'' لوکاشکا نے سنجیدگی سے جواب دیا —

''خدا کرے تمہاری تقدیر بنی رہے —'' بوڑھے کزاک نے کہا ''میں ابھی یہی کہہ رہا تھا کہ میں بہت خوش ہوں —''

''میں بھی یہی کہتا ہوں'' بدمست برگوشوف نے ہنستے ہوئے کہا — ''کیا بڑھیا مہمان ہیں ہمارے!'' اس نے ایک راہ چلتے سپاہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا — ''سپاہیوں کی ووڈکا اچھی ہوتی ہے — مجھے پسند ہے!''

''انہوں نے تین ملعونوں کو ہمارے ہاں بھی بھیج دیا ہے'' ایک عورت نے کہا — ''دادا گاؤں کے مکھیا چودھریوں کے پاس بھی گئے مگر انہوں نے کہا کہ کسی کا کوئی بس نہیں ہے —''

''اہا، مصیبت میں پھنس گئیں، کیوں؟'' برگوشوف نے کہا — ''مجھے یقین ہے انہوں نے تمہا کو ہی ہی کر تمہارا ناک میں

دم کر دیا ہوگا؟،، دوسری عورت نے کہا — ''میں نے تو کہہ دیا کہ احاطے میں جتنا دل چاہے، دھواں اڑا لو، مگر گھر میں ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے — اگر خود مکھیا بھی آ کر کہیں تو ہم اجازت نہیں دیں گے — اور پھر نجانے کب تمہارا کیا لوٹ لیں — اس نے اپنے ہاں کسی کو نہیں ٹھیرایا — یہ مکھیا کا بچہ بہت برا ہے —،،

''تمہیں پسند نہیں؟،، برگوشوف نے کہا —

''میں نے یہ بھی سنا ہے کہ لڑکیوں کو سپاہیوں کے بستر بچھانے پڑیں گے اور انہیں چیخیر اور شہد پیش کرنا پڑے گا —،، نزارکا نے لوکاشکا کی طرح ایک قدم آگے بڑھایا اور اپنی ٹوپی اونچی کرتے ہوئے کہا —

برگوشوف ہنستے ہنستے پاگل ہو گیا، اس نے اپنے قریب والی لڑکی کو پکڑ کر سینے سے لگا لیا — ''میں سچ کہتا ہوں تم سے —،،

''بس رہے لیچڑ!،، لڑکی کسمسائی — ''میں تیری بڑھیا سے کہہ دوں گی!،،

''کہہ دو!،، وہ چلایا — ''نزارکا جو کچھ کہہ رہا ہے بالکل ٹھیک ہے، ایک حکم نامہ بانٹا جا چکا ہے — تم جانتے ہی ہو وہ پڑھ لکھ سکتا ہے — بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے!،، اور وہ دوسری لڑکی کو چمٹانے لگا —

''کہاں بڑھے چلے آ رہے ہو، اے درندے؟،، سرخ و سفید گول چہرے والی اوستینکا ہنس کر چلائی اور اس نے برگوشوف کو مارنے کے لئے ہوا میں ہاتھ لہرایا —

نزارک ایک قدم پیچھے ہٹ گیا، وہ گرتے گرتے بچا — ''لو دیکھ لو، اور لوگ کہتے ہیں کہ لڑکیوں میں جان نہیں ہوتی — تم نے تو میری جان ہی لے لی تھی —،،

''دور ہٹ، لیچڑ، تجھے کون شیطان لے آیا ہوگا؟،، اوستینکا نے کہا — اور اس کی طرف سے مڑ کر ہنسنے لگی — ''تم تو سوئے

پڑے تھے، تمہاری نظر سے ابرک چوک گیا ہیں نا؟ اور اگر وہ تمہیں ختم کر دیتا — تو اچھا ہی تھا —،،

''میرے خیال میں تم تو خوشی سے چیخ اٹھتیں؟،، نزاکا نے ہنس کر کہا —

''چیخ پڑتیں! ہاں، ضرور!،،

''ذرا دیکھو تو — اسے پرواہ ہی نہیں، وہ چیخ اٹھے گی — کیوں نزاکا ٹھیک ہے نا؟،، برگوشوف نے کہا — اس پورے عرصے میں لوکاشکا خاموش کھڑا مریانکا کو تکتا رہا — شاید اس کی نظریں دیکھ کر لڑکی شرما گئی — ''ہاں، مریانکا، میں نے سنا ہے کہ افسروں میں سے ایک کو تمہارے ہاں ٹھہرایا گیا ہے؟،، اس نے قریب کھسکتے ہوئے کہا —

مریانکا اپنی عادت کے مطابق جواب دینے سے پہلے تھوڑی دیر خاموش رہی — پھر آہستہ سے اس نے کزاکوں کی طرف نظریں اٹھائیں — لوکاشکا کی آنکھیں ہنس رہی تھیں، گویا اس کے اور لڑکی کے درمیان اس سے بہت زیادہ باتیں ہو رہی تھیں جتنی کہ زبان تک آئی تھیں —

''خیر ان کے لئے تو ٹھیک ہے — ان کے پاس تو دو مکان ہیں،، ایک بوڑھی عورت نے مریانکا کی طرف سے جواب دیا — ''مگر دیکھو تو، فوموشکین کے ہاں بھی انہوں نے ایک افسر کو ٹھہرا دیا ہے — کہتے ہیں ایک پورا کونہ تو اس کے سامان ہی سے بھر گیا ہے — اور گھر والوں کے لئے سر چھپانے کا ٹھکانا بھی نہیں رہا — بھلا کبھی کاہے کو سنا تھا کہ پوری فوج کو یوں گاؤں میں ہنکا دیا جائے؟،، اس نے کہا — ''اور آخر وہ یہاں کیا بھاڑ جھونکیں گے؟،،

''میں نے سنا ہے کہ وہ تیرک پر ایک پل بنائیں گے — ،، ایک لڑکی نے کہا —

'' اور میں نے سنا ہے کہ وہ لڑکیوں کے لئے ایک گڑھا کھودیں گے، کیونکہ لڑکیاں لڑکوں سے محبت نہیں کرتیں — ،، نزاکا نے اوستینکا

کے قریب آتے ہوئے کہا — اور اس نے پھر کوئی حماقت کی حرکت کی جس پر سب ہنسنے لگے — اور پرگوشوف، تیسرے نمبر پر بیٹھی ہوئی مریانکا کے قریب سے گزر کر ایک بوڑھی عورت کو چمٹانے لگا —

''مریانکا سے کیوں نہیں اپٹتے؟ اب کے اس کی باری ہے —،، نزارکا نے کہا —

''نہیں، میری یہ بڑھیا زیادہ پیاری ہے،، کزاک کسمساتی ہوئی بڑھیا کو پیار کرتے ہوئے چلایا —

''ارے مجھے بھینچے ڈال رہا ہے رے،، وہ ہنستے ہنستے چلائی —

گلی کے دوسرے نکڑ پر کسی کے قدموں کی مسلسل آہٹ نے ان کی ہنسی کو روک دیا — تین سپاہی، لبادے پہنے، کندھوں پر بندوقیں رکھے، گولے بارود کی گاڑی کے گرد کی جگہ لینے قدم سے قدم ملاتے چلے جا رہے تھے —

کاربورل نے، جو ایک پرانا سوار تھا، غصے سے کزاکوں کی طرف دیکھا اور اپنے آدمیوں کو سیدھا اس جگہ لے گیا جہاں نزارکا اور لوکاشکا بیچ سڑک پر کھڑے تھے، تاکہ انہیں راستے سے ہٹنا پڑے — نزارکا ہٹ گیا، مگر لوکاشکا نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے آنکھیں نکال کر دیکھا — اور اپنی جگہ سے کھسکے بغیر ادھر پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا — ''یہاں لوگ کھڑے ہیں، ادھر سے گھوم کے جاؤ —،، اس نے ذرا سا سر گھمایا اور سپاہیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر بڑبڑایا — سپاہی گرد آلود سڑک پر قدم سے قدم ملائے خاموشی سے گزر گئے — مریانکا ہنسنے لگی، دوسری لڑکیاں بھی اس کی ہنسی میں شریک ہوگئیں —

''کس قدر طرح دار ہیں!،، نزارکا نے کہا — ''بالکل پادریوں کی طرح ،،اور وہ سڑک پر تھوڑی دور تک سپاہیوں کی نقل کرتا ہوا گیا — ایک دفعہ پھر ہر شخص قہقہے لگانے لگا —

G—178

لوکاشکا دھیرے سے مریانکا کے قریب آیا — ''اور افسر کو کہاں ٹھیرایا ھے تم نے؟،، اس نے پوچھا —

مریانکا لمحے بھر سوچتی رھی — ''ھم نے نیا مکان اسے دے دیا ھے — ،، اس نے کہا —

''وہ بوڑھا ھے یا جوان؟،، لوکاشکا نے اس کے پاس بیٹھتے ھوئے پوچھا —

''میں کیا اس سے پوچھنے گئی تھی؟،، لڑکی نے جواب دیا — ''میں اس کے لئے چمچہ لانے گئی تو اسے چچا پروشکا کے ساتھ کھڑکی کے قریب بیٹھے ھوئے دیکھا — اس کے بال سرخ سرخ سے ھیں شاید — وہ بھر چھکڑا سامان لائے ھیں — ،، اور اس نے نظریں جھکا لیں —

''کتنا خوش ھوں میں کہ مجھے چوکی سے آنے کا موقع مل گیا !،، لوکاشکا نے لڑکی کے قریب کھسکتے ھوئے کہا — وہ مستقل اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا رھا —

''کچھ زیادہ دن کے لئے آئے ھو کیا؟،، مریانکا نے دھیرے سے مسکراتے ھوئے پوچھا —

''صبح تک کے لئے، لاؤ تھوڑے سے بیج لاؤ،، اس نے کہا اور ھاتھ پھیلا دیا —

اب مریانکا کھل کے ھنسی اور اپنے کرتے کا گریبان کھول کر کہنے لگی — ''سارے نہ لے لینا —،،

''اوہ تمہارے بغیر مجھے برابر اتنی تنہائی محسوس ھوتی ھے، خدا قسم بہت،، اس نے لڑکی کے کرتے کے دامن سے تھوڑے سے بیج لیتے ھوئے بہت ھی دبی دبی اور پر سکون آواز میں سرگوشی کی، اور اس کے اور قریب کھسک آیا — وہ سرگوشیوں میں اس سے باتیں کرتا رھا اور اس کی آنکھیں ھنستی رھیں —

''میں نے کہہ دیا میں نہیں آؤں گی،، اچانک مریانکا نے اس سے دور ہٹتے ہوئے بلند آواز میں کہا—

''نہیں سچ . . . میں تم سے کچھ کہنا چاہتا تھا،، لوکاشکا نے سرگوشی کی— ''واقعی! آجانا! ،،

مریانکا نے سر ہلایا، مگر ذرا سا مسکرا کر—

''مریانکا! مریانکا! اماں بلا رہی ہیں! کھانے کا وقت ہو گیا!،، مریانکا کے چھوٹے بھائی نے ان لوگوں کی طرف آتے ہوئے پکارا—

''ابھی آئی،، لڑکی نے جواب دیا— ''جا میرا بھیا تو جا— میں ابھی آئی منٹ بھر میں—،،

لوکاشکا ٹوپی اتار کر کھڑا ہو گیا—

''میں سوچتا ہوں میں بھی گھر چلا جاؤں— یہ سب سے اچھا رہے گا—،، وہ اپنی بےتعلقی ظاہر کرنے کی انتہائی کوشش کر رہا تھا— مگر مسکراہٹ چھپائے نہیں چھپ رہی تھی— اور وہ گھر کے کونے کے پیچھے غائب ہو گیا—

اور اس عرصے میں گاؤں میں رات کی تاریکی پھیل گئی— سیاہ آسمان پر چمکدار ستارے بکھرے ہوئے تھے— کہیں سنسان اور خاموش پڑی تھیں— نزارکا عورتوں کے ساتھ وہیں بنچ پر رک گیا، ان کی ہنسی قہقہوں کی آواز ابھی تک آ رہی تھی— مگر لوکاشکا دھیرے سے لڑکیوں کے پاس سے کھسکا، بلیوں کی طرح دبکتا ہوا آگے بڑھا اور پھر یکایک خنجر کو پکڑے ہوئے تیزی سے بھاگا— وہ اپنے گھر کی طرف نہیں گیا بلکہ جمعدار کے گھر کی طرف بھاگا— دو سڑکیں پار کرنے کے بعد وہ ایک گلی میں مڑا اور اپنا کوٹ اٹھا کر باڑ کے سائے میں زمین پر بیٹھ گیا— ''صحیح معنوں میں جمعدار کی بیٹی ہے!،، وہ مریانکا کے بارے میں سوچ رہا تھا— ''ذرا سی دل لگی کی بھی تو روادار نہیں —— شیطان کی خالہ! ٹھہر تو ذرا، پھر دیکھنا—،،

کسی عورت کے قدموں کی آہٹ سن کر وہ ہمہ تن گوش ہو بیٹھا وہ قدموں کی آہٹ سنتے سنتے ہنس پڑا۔

مریانکا سر جھکائے، ایک ٹہنی باڑھ پر مارتی نیچے تلے اور تیز قدموں سے سیدھی اس کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ لوکاشکا کھڑا ہو گیا، مریانکا چونک کر ٹھٹھک گئی۔

''اوہ، بے ایمان، تم! تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا! ہوں تو گھر نہیں گئے تم؟'' اس نے کہا، اور زور سے ہنس دی۔

لوکاشکا نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ اوپر اٹھایا۔ ''میں تم سے کیا کہنا چاہتا تھا، بخدا!'' اس کی آواز کانپی اور بات ادھوری رہ گئی۔

''رات کے وقت تم کیسی باتیں کر رہے ہو!'' مریانکا نے جواب دیا۔ ''اماں میرا انتظار کر رہی ہیں، اور جاؤ تم بھی اپنی محبوبہ کے پاس جاؤ نا!'' اور خود کو اس کے بازوؤں سے چھڑا کر وہ چند قدم دور بھاگ گئی۔ اپنے گھر کی سرکنڈے کی باڑ کے قریب پہنچ کر وہ رکی اور مڑ کر کزاک کی طرف دیکھا، جو اس کے ساتھ ساتھ بھاگ رہا تھا، اور ابھی تک اس سے ذرا سی دیر رکنے کی خوشامد کر رہا تھا۔

''ہوں، تو کیا کہنا چاہتے ہو تم، آوارہ گرد؟'' وہ پھر ہنسنے لگی۔

''میرا مذاق نہ اڑاؤ مریانکا! سچ! اور اگر میری کوئی محبوبہ ہو بھی تو کیا؟ بھاڑ میں جائے وہ! تم حکم دو، میں تم سے محبت کروں گا ـــــ میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا۔ سنو، اسے سنو!'' اور اس نے اپنی جیب میں پیسے بجائے۔ ''اب ہم بڑے مزے میں رہ سکتے ہیں۔ ہر شخص رنگ رلیاں مناتا ہے، اور میں، میں کیا کروں؟ مگر مجھے تمہارا پیار نصیب نہیں ہوتا مریانکا میری جان!''

لڑکی نے جواب نہیں دیا — وہ اس کے سامنے کھڑی تیزی سے اپنی انگلیوں کی جنبش سے شاخ کے ٹکڑے توڑ رہی تھی —

اچانک لوکاشکا نے مٹھیاں اور دانت بھینچ کر کہا — ''آخر یہ انتظار کیوں؟ کیا میں تم سے محبت نہیں کرتا! میں بالکل تمہارے ہاتھ میں ہوں!'' اچانک اس نے مریانکا کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور غصہ میں تیوری چڑھا کر کہا —

مریانکا کے پرسکون چہرے اور آواز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی —

''رنگ جمانے کی ضرورت نہیں ہے لوکاشکا، میری بات سنو —'' اس نے جواب دیا — اس نے اپنے ہاتھ نہیں چھڑائے مگر کزاک کو ہاتھ بھر کے فاصلے پر رکھا — ''ٹھیک ہے میں لڑکی ہوں، لیکن تم میری بات سنو! میں خود فیصلہ نہیں کر سکتی، لیکن اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو میں تمہیں ایک بات بتاؤں گی — میرے ہاتھ چھوڑ دو، میں اس کے بغیر ہی بتا دوں گی — میں تم سے شادی کروں گی — مگر تم میرے ساتھ بے ہودگی نہیں کر سکتے —'' مریانکا نے ہلے بغیر کہا —

''مجھ سے شادی کروگی؟ ہمارے بس میں تو نہیں ہے شادی — مجھ سے محبت کرو مریانکا پیاری محبت —'' پھرا ہوا لوکاشکا پھر نہایت مسکین ہو گیا، اس کی آواز سے پھر محبت چھلکی پڑ رہی تھی — وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا — مریانکا اس سے لپٹ گئی اور اس کے ہونٹوں پر ایک بھرپور پیار کر لیا — ''پیارے!'' اس نے سرگوشی کی، اور تڑپ کر اسے بھینچ لیا اور پھر اچانک اپنے آپ کو چھڑا کر پیچھے دیکھے بغیر دوڑ کر اپنے گھر کے پھاٹک میں گھس گئی —

کزاک نے بہت بہت منتیں کیں کہ ایک منٹ ٹھیر جائے اور سن تو لے کہ وہ کیا کہنا چاہتا تھا مگر مریانکا نہیں رکی —

''جاؤ، چلے جاؤ!'' اس نے کہا — ''کوئی ہمیں دیکھ لے گا۔ میرے خیال میں وہ کرائے دار کا بچہ ملعون احاطے میں گھوم رہا ہے —''

''جمعدار کی چھوکری!'' لوکاشکا نے سوچا — ''وہ مجھ سے شادی کرے گی، شادی تو بہت اچھی بات ہے مگر کیا وہ مجھ سے صرف محبت نہیں کر سکتی!''

نزارکا اسے یامکا کے ہاں ملا — تھوڑی دیر اس کے ساتھ پینے پلانے کے بعد وہ دونائیکا کے ہاں چلا گیا، اور دونائیکا کی بے وفائی کے باوجود رات وہیں گزاری —

۱۴

واقعی جب مریانکا پھاٹک میں داخل ہوئی تو اولینین وہاں ٹہل رہا تھا — اس نے 'کرائے دار کے بچے ملعون'' والی بات سن لی تھی — اس نے پوری شام چچا یروشکا کے ساتھ اپنے نئے مکان کی برساتی میں گزار دی تھی — اس کی کل کائنات تھی، ایک میز، سماوار، شراب اور ایک موم بتی جو وہاں لا کر جلا دی گئی تھی — وہ چائے پیتا رہا، سگرٹ کے کش لگاتا رہا اور بوڑھے آدمی کی داستان سنتا رہا، جو اس کے پاؤں کے قریب دہلیز پر بیٹھا تھا — اگرچہ ہوا خاموش تھی لیکن بتی باربار ٹمٹما اٹھتی، کبھی برساتی کا کھمبا روشن ہو جاتا، کبھی میز اور برتن جگمگا جاتے تو کبھی بڑے میاں کا منڈا ہوا سفید سر چمک اٹھتا — لو کے گرد پروانے ناچ رہے تھے — اور ان کے پروں سے گرد اڑ رہی تھی، وہ کبھی میز سے ٹکراتے تو کبھی گلاسوں سے، کبھی اڑتے اڑتے لو کی روشنی میں آ جاتے تو کبھی اندھیرے میں غائب ہو جاتے — اولینین اور یروشکا نے چیخیر کی پانچ بوتلیں خالی کر ڈالیں — ہر دفعہ یروشکا گلاس بھرتا ایک گلاس اولینین کی طرف بڑھا دیتا اور دوسرا اس کا جام صحت کہکر خود پی جاتا وہ ان تھک

بول رہا تھا — اس نے پرانے زمانے کے کزاکوں کی زندگی کا نقشہ کھینچا، اپنے باپ ''چوڑے چکلے،، کی کہانی سنائی، جو تنہا اپنی پیٹھ پر ۱۶۰ کلوگرام کے ایک سور کی لاش لاد لاتے تھے، جو ایک وقت میں چیخیر کی دو دو بالٹیاں خالی کر دیتے تھے، اس نے اپنی جوانی اور اپنے دوست گیرچیک کے قصے سنائے، جس کے ساتھ طاعون کے دنوں میں وہ لبادوں وغیرہ کو گول مال کرکے تبرک کے اس پار پہنچایا کرتا تھا — اس نے بتایا کہ کس طرح ایک دن صبح کو اس نے دو ہرن مارے، اور یہ کہ اس کی محبوبہ کس طرح چھپ چھپ کر راتوں کو اس کے پاس چوکی پر آیا کرتی تھی — یہ سب اس نے اسقدر زور وشور سے اور اس قدر دلچسپ پیرائے میں سنایا کہ سماں بندھ گیا اور اولیشین کو پتہ بھی نہیں چلا کہ کس طرح وقت گزرتا چلا گیا — ''اہ، دوست ، تم نے جوانی میں تو مجھے دیکھا ہی نہیں، جب تو میں تمہیں نجانے کیا کیا دکھاتا — آج لوگ کہتے ہیں کہ بروشکا تو جگ جانتا ہے، مگر کل یہی بروشکا رجمنٹ بھر میں مشہور تھا — بہترین گھوڑا کس کے پاس تھا؟ گوردا* تلوار کس کی تھی؟ لوگ شراب پینے اور رنگ‌رلیاں منانے کس کے پاس آتے تھے؟ احمد خان کو مارنے کے لئے پہاڑوں میں کون بھیجا جاتا تھا؟ بروشکا، ہر جگہ بروشکا! لڑکیاں کس پر مرتی ہیں؟ بروشکا کو ہمیشہ اس کا بھی جوابدہ ہونا پڑتا تھا — ارے میں تو اصل نسل ژی گیت تھا، شرابی، چور (میں تو پہاڑوں سے گھوڑوں کے گلے کے گلے چرا لیتا تھا) اور گویا — ارے میں ہر فن میں استاد تھا — اب اس قسم کے کزاک کہاں! انہیں دیکھ کر میرا دل ڈوبنے لگتا ہے — وہ ابھی اتنے اتنے سے ہی ہوتے ہیں (بروشکا نے زمین سے گز بھر اونچا ہاتھ کیا) کہ عجیب عجیب طرح کے

---

* قفقاز کی بہترین تلواریں، اور بہترین خنجر، جن کا نام ان کے بنانے والے کے نام پر ، گوردا، تھا —

جوتے پہننے لگتے ہیں، اور ہر وقت انہیں دیکھتے رہتے ہیں — بس بھی آتا ہے انہیں، یا پھر ڈھیروں شراب چڑھا لیں گے، اور جوان مردوں کی طرح پینا انہیں آتا نہیں — نجانے کیوں ان کی ہر بات میں گڑبڑ ہے اور میں کون تھا؟ میں بروشکا چور تھا! گاؤں گاؤں اور پہاڑ پہاڑ لوگ مجھے جانتے تھے — شہزادے مجھ سے ملنے آتے تھے! وہ میرے کوناک تھے، میں تو ہر شخص کا کوناک تھا — اگر کوئی تاتاری ہے تو تاتاری کا ساتھی، آرمینیائی ہے تو آرمینیائی کا رفیق اور اگر کوئی سپاہی ہے تو سپاہی کا یار — افسر ہے تو افسر کا دوست! مجھے تو بس ایک چیز چاہئے تھی، کہ وہ شرابی ہو، تمہیں دنیاوی چیزوں سے بلند ہونا چاہئے، لوگ کہتے 'تمہیں سپاہیوں کے ساتھ شراب نہیں پینی چاہئے، تاتاریوں کے ساتھ کھانا نہیں چاہئے —''

''یہ کون کہتے ہے؟،، اولینین نے پوچھا —

''ارے بھی، ہمارے پادری! اور کسی تاتاری ملا یا قاضی کو سنو وہ کہتا ہے — 'اے کتو، اے کافرو — تم سور کیوں کھاتے ہو؟'، اس سے پتہ چلتا ہے کہ سب کے اپنے اپنے اصول ہیں، مگر میں تو سمجھتا ہوں، سب ایک ہی ہے — خدا نے انسان کی خاطر یہ سب بنایا ہے — کوئی بات گناہ نہیں ہے — جانوروں ہی کو دیکھ لو — جس طرح وہ تاتاری علاقے میں رہتا ہے اسی طرح ہمارے ہاں رہتا ہے — وہ جہاں بھی پہنچ جائے وہی اس کا گھر ہے! جو کچھ خدا اسے دیتا ہے وہی کھا بی لیتا ہے! مگر ہمارے ہاں لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو جہنم میں ہمیں کڑھائیاں چاٹنی پڑیں گی — میں تو سمجھتا ہوں یہ سب بکواس ہے —،، اس نے لمحے بھر کی خاموشی کے بعد کہا —

''کیا ہے بکواس؟،، اولینین نے پوچھا —

''ارے، بھی جو ملا پادری وغیرہ کہتے ہیں — چرولینایا میں

ایک فوجی میجر تھا — میرا کوناک تھا، وہ بہت اچھا آدمی تھا، بالکل میری طرح تھا، چیچنیا میں مارا گیا بچارا — ہاں تو وہ کہا کرتا تھا کہ یہ سب باتیں پادریوں اور ملاؤں کے اپنے ذہنوں کی پیداوار ہیں — 'آدمی مر جائیگا تو قبر پر گھاس کے چند تنکے ہوں گے اور بس، وہ کہا کرتا —،، بڑے میاں ہنسنے لگے — ''بہت بدحال تھا بچارا —،،

''کیا عمر ہے تمہاری؟،، اولینین نے پوچھا —

''خدا جانے! ستر ایک سال کا ہوں گا — جب روس کے تخت پر زارینہ کی حکومت تھی اس وقت میں ایسا بچہ بھی نہیں تھا — تو بھئی لگا لو حساب، ستر سال ہی ہوں گے، ہیں نا؟،،

''ہاں اتنے تو تم ضرور ہوگے، مگر ہو تم اب بھی زور دار —،،

''ہاں خدا کا شکر ہے میں اب بھی تندرست و توانا ہوں، بالکل چاق و چوبند، بس ایک عورت نے ذرا میری زندگی برباد کردی، بھتنی نے . . . ،،

''ہاں کیا ہوا تھا؟،،

''ہاں بس میری زندگی برباد ہوگئی —،،

''اور جب تم مر جاؤگے تو تمہاری قبر پر گھاس اگ آئیگی؟،، اولینین نے دوہرایا —

شاید بروشکا اپنے خیالات کا صاف صاف اظہار کرنا نہیں چاہتا تھا — تھوڑی دیر وہ خاموش رہا — ''اور کیا سوچا ہے تم نے؟ پیو، پیو!،، اچانک وہ مسکرا کر چلایا اور اولینین کے ہاتھ میں ایک جام تھما دیا —

"ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا!" اس نے یاد پر زور ڈالتے ہوئے کہا — "ہاں تو بھئی میں تو ایسا ہی آدمی ہوں — میں تو شکاری ہوں — شکاری، رجمنٹ میں ایک بھی شکاری میرے بلے کا نہیں ہے — میں تو کہیں نہ کہیں سے ہر ہر چرند و پرند ڈھونڈ نکالوں اور تمہارے سامنے لا ڈالوں — وہ کیا کرتے ہیں، کہاں کہاں جاتے ہیں — مجھے سب معلوم ہے! میرے پاس کتے ہیں، دو بندوقیں ہیں، جال ہیں، ایک پردہ ہے اور ایک شکرہ ہے، خدا کا شکر ہے میرے پاس سب کچھ ہے! اگر تم شیخیاں نہیں بگھار رہے، اور واقعی صحیح معنوں میں شکاری ہو تو میں تمہیں سب کچھ دکھا دوں گا — جانتے ہو کیسا آدمی ہوں میں؟ جیسے ہی میں کوئی پگڈنڈی دیکھتا ہوں — مجھے جانور کا پتہ چل جاتا ہے — میں جانتا ہوں کہ وہ لیٹے گا کہاں، پانی کہاں پیے گا یا پانی میں لوٹ کہاں لگائے گا — میں اپنے لئے جگہ بنا لیتا ہوں اور رات رات بھر وہیں بیٹھا انتظار کرتا رہتا ہوں — گھر میں بیٹھے رہنے سے فائدہ بھی کیا! آدمی برائیوں میں پڑ جاتا ہے، شراب پی پی کر مست ہو جاتا ہے — اور پھر عورتیں آکے باتیں بنانے لگتی ہیں اور بچے میرا مذاق اڑانے لگتے ہیں — آدمی پاگل ہو جائے ایسے میں —

"صبح تڑکے جانے کی بات دوسری ہے — اس وقت اپنے لئے جگہ بنا لو، اور جھاڑیوں کو نیچے جھکا کر اچھے بچوں کی طرح بیٹھے انتظار کرتے رہو، جنگل میں کیا ہو رہا ہے تمہیں سب باتوں کی خبر رہے گی — تم اوپر آسمان کو دیکھ سکتے ہو، ستاروں کی حرکت کو دیکھ سکتے ہو، اور وہ تمہیں بتا دیں گے کہ کیا وقت ہے — تم چاروں طرف دیکھتے ہو — جنگل سرسرا رہا ہے، اور تم انتظار اور انتظار کئے جا رہے ہو، یہاں تک کہ جھاڑیوں میں سرسراہٹ

سی ہوتی ہے اور تم سوچنے ہو — اوہ اب کوئی سور کیچڑ میں لوٹ لگانے آ رہا ہے — ننھے ننھے عقاب چیخ اٹھتے ہیں اور پھر کوؤں میں مرغے بانگ دینے لگتے ہیں یا ہنس کڑکڑا اٹھتے ہیں — اگر ہنس کی آواز آئے تو اس کا مطلب ہے کہ ابھی آدھی رات نہیں ہوئی — ارے میں تو ان چیزوں کے متعلق سب جانتا ہوں! یا کبھی کہیں دور سے بندوق کی آواز آتی ہے — اور آدمی سوچ میں پڑ جاتا ہے — کیسی تھی یہ آواز؟ کیا کوئی اور کزاک بھی ہماری ہی طرح جانوروں کی تاک میں بیٹھا ہے؟ کیا اس نے مار لیا شکار؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ جانور کو صرف زخمی کر سکا ہو، اور اب غریب بے زبان جھاڑیوں کے بیچ میں لنگڑاتا چلا آ رہا ہو، اور اس کے پیچھے دم کی لکیر بنتی چلی جا رہی ہو، اور پھر سب بے وجہ؟ مجھے یہ پسند نہیں! اوہ مجھے یہ کتنا برا معلوم ہوتا ہے! کسی جانور کو زخمی کیوں کریں؟ احمق، احمق! یا تم سوچنے لگتے ہو کہ شاید کسی ابرک نے کسی جوان سال احمق کزاک کو مار دیا، — تمہارے دماغ میں ایسے خیالات چکر لگاتے رہتے ہیں — ایک دفعہ میں دریا کے کنارے تاک لگائے بیٹھا تھا کہ مجھے ایک پالتا دریا میں تیرتا نظر آیا — اس میں کہیں کوئی خرابی نہیں تھی، البتہ ایک کونا ذرا سا ٹوٹ گیا تھا — اور میرے دماغ میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے، کس کا پالتا ہے؟ میں نے سوچا کہ تمہارا کوئی سپاہی بدمعاش کسی گھر میں گھس گیا ہوگا، اس نے کسی چیچنائی عورت کو دبوچ لیا ہوگا، اور پھر کسی شیطان نے بچے کو مار دیا ہوگا — اس کو ٹانگوں سے پکڑ کر اس کا سر دیوار سے پھوڑ دیا ہوگا — کیوں ایسی باتیں نہیں ہوتیں کیا؟ آہ! مرد کے سینے میں دل نہیں ہوتا! اور میرے ذہن میں ایسے ایسے خیالات آئے کہ میرا دل رحم کے جذبے سے بھر گیا — ہاں میں نے سوچا کہ انہوں نے پالتا پھینک دیا، بیوی کو گھر سے باہر نکال دیا اور گھر

کو آگ لگا دی — مگر اس کا آدمی بندوق سنبھال کر ہمیں لوٹنے اس طرف آگیا ہے — ارے وہاں بیٹھے بیٹھے آدمی کے دماغ میں طرح طرح کے خیال آتے ہیں — اور جب دور جنگل سے جانوروں کی ٹولی کے گزرنے کی آواز آتی ہے تو تمہارے سینے میں کوئی چیز دھڑکنے لگتی ہے — آؤ میری جان ادھر آؤ، اس طرف آؤ! اور پھر تم سوچتے ہو 'وہ میری ہو جائیں گے —'، مگر تم بیٹھے رہتے ہو، رتی بھر بھی نہیں ہلتے اور تمہارا دل اس بری طرح دھک دھک، دھک دھک ہونا رہتا ہے کہ تم ہوا میں اچھل جاؤ — اس دفعہ موسم بہار میں ایک بڑی اچھی ٹولی میرے قریب آ گئی — مجھے کالی کالی سی کوئی چیز نظر آئی — 'خدا اور اس کے بیٹے کے نام پر، میں نے کہا — اور میں بندوق چلانے ہی والا تھا کہ سورنی اپنے بچوں پر غرائی 'خطرہ ہے، بچو، خطرہ!، اس نے کہا — 'ادھر آدمی بیٹھا ہے، اور وہ سب جھاڑیوں کو روندتے ہوئے بھاگ گئے — میرا دل چاہا کہ سورنی کو کچا چبا لوں —،،

''بھلا سورنی اپنے بچوں سے یہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ ادھر آدمی ہے؟،، اولینن نے پوچھا —

''کیوں، کہہ کیوں نہیں سکتی؟ تم جانوروں کو بالکل ہی احمق سمجھتے ہو؟ نہیں چاہے تم اسے سور کہو یا کچھ وہ آدمی سے زیادہ چالاک ہوتی ہے! وہ سب جانتی ہے، اب یہی دیکھ لو، کوئی آدمی تمہارے قدموں کے نشانوں پر سے گزر جائیگا، اور اسے پتہ بھی نہیں چلے گا — مگر سور جیسے ہی تمہارے قدموں کے نشانوں تک پہنچے گا ویسے ہی ٹھٹھا کر بھاگ جائیگا — اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے سر میں عقل ہے، کیوں ہیں نا؟ خود تم اپنی بو نہیں پہچانتے مگر وہ جانتا ہے، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تم اس سورنی کو مارنا چاہتے ہو، مگر وہ زندہ سلامت جنگلوں میں پھرنا چاہتی ہے — تمہارا اپنا ایک اصول ہے اور اس

کا دوسرا — وہ سور بھلے ہی ہو مگر کسی حالت میں تم سے بدتر نہیں ہے — ہم سب خدا کی بنائی ہوئی مخلوق ہیں — نہیں، پیارے! آدمی بدھو ہے، بدھو، بدھو!،، بڑے میاں نے کئی مرتبہ یہ جملہ دوہرایا — اور پھر سر جھکا کر کسی سوچ میں پڑ گئے —

اولینین بھی کسی سوچ میں غرق ہو گیا — وہ برساتی سے نکلا اور کمر کے پیچھے ہاتھ باندھ کر احاطے میں ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا —

بروشکا چونکا، اس نے سر اٹھایا اور بڑے غور سے ان پروانوں کو دیکھنے لگا جو شمع کی ٹمٹماتی ہوئی لو کے گرد ناچ رہے تھے اور موت کے منہ میں جانے کو بے قرار تھے —

''بدھو، بدھو!،، اس نے کہا ''تم کہاں اڑے جا رہے ہو؟ گدھو، گدھو!،، وہ اٹھا اور اپنی موٹی موٹی انگلیوں سے پروانوں کو دور ہٹانے لگا —

''تم جل جاؤ گے، ننھے ننھے گدھو! اس طرف اڑ جاؤ، ادھر بہت جگہ ہے،، وہ بہت محبت سے بات کر رہا تھا اور اپنی بھدی انگلیوں میں بڑی نزاکت سے ان کے پر پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا وہ پھر دوبارہ انہیں اڑا دیتا — ''تم اپنی جانیں ضائع کر رہے ہو، مجھے تمہاری حالت پر رحم آ رہا ہے!،،

وہ بڑی دیر تک بیٹھا بولتا رہا اور بوتل چاٹتا رہا — اولینین احاطے میں ٹہلتا رہا — اچانک پھاٹک کے باہر کھسر پھسر کی آواز سن کر اس کے کان کھڑے ہو گئے — بے اختیار اس نے سانس روک لی، اور اسے عورت کے ہنسنے کی آواز آئی، ایک مرد کی آواز آئی اور پھر بوسے کی آواز آئی — وہ اپنے پاؤں کے نیچے جان بوجھ کر گھاس سرسراتا ہوا احاطے کے دوسری طرف چلا گیا — مگر تھوڑی دیر بعد سرکنڈے کی باڑ چڑچڑائی — ایک کزاک سیاہ چرکیشیائی کوٹ اور سفید سمور کی ٹوپی پہنے ہوئے باڑ کے اس طرف سے گزر گیا —

(یہ لوکاشکا تھا) اور ایک درازقد عورت سر پر سفید رومال باندھے اولینین کے پاس سے گزری — ''مجھے اور تمہیں ایک دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں،، مریانکا کے استوار قدم کہہ رہے تھے — اس نے گھر کی برساتی تک نظروں ہی نظروں میں مریانکا کا تعاقب کیا — اور یہی نہیں بلکہ کھڑکی سے اسے رومال اتار کر بیٹھتے ہوئے بھی دیکھ لیا، اور اچانک نوجوان کی روح پر تنہائی اور اداسی، نا معلوم سی خواہش اور امید، اور کسی سے رشک و حسد کی کیفیت چھا گئی —

گھروں میں روشنیاں بجھ چکی تھیں — آخری آواز تک ختم ہو چکی تھی — ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سرکنڈے کی باڑ ، احاطے میں سفید سفید چمکتے ہوئے مویشی، گھروں کی چھتیں اور شاندار سفیدے، ہر چیز تھکی ہاری سی نیند کی آغوش میں بے خبر ہو گئی ہے — نوجوان کو صرف دور دلدل سے مینڈکوں کے ٹرانے کی مسلسل صدا آ رہی تھی — مشرق میں ستارے کم، اور کم ہوتے جا رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بڑھتی ہوئی روشنی کی تاب نہ لا کر پگھلتے چلے جا رہے ہیں، مگر سر کے اوپر وہ پہلے سے زیادہ گچھے گچھے اور زیادہ تیز معلوم ہو رہے تھے — بڑے میاں ہاتھوں پر سر ڈھلکائے ہوئے اونگھ رہے تھے — سامنے والے احاطے میں ایک مرغے نے بانگ دی، مگر اولینین ابھی تک نجانے کیا سوچتا ہوا احاطے میں ٹہل رہا تھا — اس کے کانوں میں ایک گیت کی آواز پہنچی جس میں کئی آوازیں سر ملا رہی تھیں — وہ باڑ کے قریب جا کر سننے لگا — کئی نوجوان کزاک خوش دلی سے گا رہے تھے — ان میں سے ایک آواز اور سب سے زیادہ بلند تھی —

''جانتے ہو یہ کون گا رہا ہے؟،، بڑے میاں نے اٹھتے ہوئے کہا — ''یہی ہے بہادر لوکاشکا اس نے ایک چیچنائی کو مارا ہے،

اور اب وہ خوشیاں منا رہا ہے — بھلا اس میں خوشیاں منانے کی کیا بات ہے، ہیں؟ احمق ، احمق!،،

،،کیا تم نے کبھی آدمیوں کو مارا ہے؟،، اولینین نے پوچھا —

اچانک بڑے میاں کہنیوں کے بل ذرا سا اوپر کو اٹھے اور اولینین کے منہ کے پاس منہ لا کر بولے —

،،بدمعاش!،، بڑے میاں چلائے — ،،کیا کہہ رہے ہو تم؟ ایسی باتیں نہ کرو — انسان کو تباہ کرنا بہت بری بات ہے — ہاں بہت بری! اچھا، شب بخیر دوست — میں نے پیٹ بھر کر تمہارے ہاں کھا پی لیا،، اس نے اٹھتے ہوئے کہا — ،،کل آؤں میں، شکار پر چلیں گے؟،،

،،ہاں، ہاں ضرور آؤ — ،،

،،دیکھو جلدی اٹھنا، اگر تم دیر تک سوئے رہے تو جرمانہ ہو جائیگا!،،

،،گھبراؤ مت، میں تم سے پہلے اٹھ جاؤں گا،، اولینین نے جواب دیا —

بڑے میاں چلے گئے — نغمہ خاموش ہو گیا، لیکن قدموں اور خوش گپیوں کی آواز ابھی تک آ رہی تھی — تھوڑی دیر بعد گانے کی آواز پھر آنے لگی — مگر ابکے ذرا دور سے، بروشکا کی بلند آواز بھی آ رہی تھی —

،،کیا لوگ ہیں، کیا زندگی ہے!،، اولینین نے اپنے گھر کی طرف جاتے ہوئے سوچا، اور اس کے منہ سے سرد آہ نکل گئی —

بروشکا چچا اب محاذ پر نہیں تھا — وہ تنہا رہتا تھا — بیس سال پہلے اس کی بیوی آرتھوڈوکس چرچ کی ہیرو ہو گئی، اور اسے چھوڑ کر ایک روسی سارجنٹ میجر سے شادی رچا بیٹھی، اس کے کوئی اولاد بھی نہیں تھی — وہ شیخی نہیں بگھار رہا تھا کہ اپنی جوانی کے زمانے میں وہ سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ نڈر تھا — حقیقت یہی تھی، رجمنٹ میں ہر شخص پچھلے زمانے میں اس کی بہادریوں کا قائل تھا — اس کی گردن پر کئی روسیوں اور چیچنیائیوں کا خون تھا — وہ پہاڑوں میں لوٹ مار کرنے نکل جاتا — اور روسیوں کو بھی لوٹ لیتا — دو دفعہ وہ جیل ہو آیا تھا — اس کی زندگی کا بڑا حصہ جنگلوں میں شکار کھیلتے گزرا تھا — وہ وہاں کئی کئی دن صرف روٹی پانی پر زندہ رہتا — دوسری طرف جب وہ گاؤں میں ہوتا تو صبح سے رات تک خوب خوب رنگ رلیاں مناتا — اولینین سے جدا ہونے کے بعد کھنٹے دو کھنٹے وہ سویا اور روشنی ہونے سے پہلے ہی جاگ اٹھا — وہ اپنے پلنگ پر پڑا پڑا اس شخص کے متعلق سوچتا رہا، جس سے کل شام اس کی جان پہچان ہو گئی تھی — اسے اولینین کی سادگی (سادگی اس معنی میں کہ اولینین کو اس کا شراب پینا برا نہیں معلوم ہوا) بہت بھائی — اور خود اولینین بھی اسے پسند آیا — وہ حیران تھا کہ آخر سب روسی اتنے سیدھے اور اتنے امیر کیوں ہوتے ہیں — وہ کچھ بھی نہیں جانتے پھر بھی وہ پڑھے لکھے کیوں کر ہوتے ہیں — وہ ان سوالوں پر غور کرتا رہا اور سوچتا رہا کہ وہ اولینین سے کیا وصول کر سکتا ہے —

بروشکا چچا کا مکان خاصہ بڑا تھا اور کچھ ایسا پرانا بھی نہیں تھا — مگر اس میں عورت کی کمی بہت بری طرح محسوس ہوتی تھی — کڑاکوں کی صفائی پسندی کے برخلاف پورا مکان بہت گندہ

اور انتہائی بے قاعدہ پڑا تھا — میز پر خون میں لتھڑا ہوا کوٹ پڑا تھا — ایک نچے کھسٹے کوے کے پاس آدھی بوری پڑی تھی — جو وہ شکرے کو کھلایا کرتا تھا — کچی کھال کے جوتے، بندوق، خنجر، ایک چھوٹا سا تھیلا، گیلے کپڑے اور مختلف کپڑے چیتھڑے بے ترتیبی سے بنچوں پر پڑے تھے — کونے میں بدبودار پانی کا نلکا رکھا تھا، جس میں ایک جوڑ جوتے پڑے ہوئے تھے، اور برابر میں ایک بندوق اور شکاری بردہ پڑا تھا — زمین پر ایک جال اور کئی مردہ تیتر پڑے تھے — میز کے قریب ایک مرغی جس کی ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں گندگی میں چونچ مارتی پھر رہی تھی — ٹھنڈے چولہے پر ایک ٹوٹا پھوٹا برتن رکھا ہوا تھا جس میں دودھ کی قسم کی کوئی پتلی پتلی چیز پڑی تھی — چولہے کے اوپر ایک شکرہ چنکھاڑ رہا تھا اور اس ڈور کو توڑنے کی کوشش کر رہا تھا جس سے وہ بندھا ہوا تھا — ایک بر کٹا شکرہ چولہے کے کونے میں خاموش بیٹھا حیرت سے مرغی کو دیکھ رہا تھا — کبھی کبھی وہ دائیں بائیں سر جھکا لیتا —

بروشکا چچا قمیص پہنے اپنے چھوٹے سے بستر پر اوندھا پڑا تھا اس کا پلنگ دیوار اور چولہے کے بیچ میں بچھا ہوا تھا — اس کی مضبوط ٹانگیں اٹھی ہوئی تھیں اور پاؤں چولہے پر ٹکے ہوئے تھے — وہ اپنی بھدی انگلیوں سے ان کھروچوں کو نوچ رہا تھا جو شکرے نے اس کے ہاتھ پر بنا دی تھیں کیونکہ وہ ہمیشہ دستانے پہنے بغیر ہی اسے لے جاتا تھا — بورے کمرے اور خاص کر بڑے میاں کے قریب کی فضا میں قسم قسم کی تیز بوئیں بسی ہوئی تھیں، یہ بوئیں ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی تھیں —

''اودے ما چاچا؟،، (کیا چاچا گھر پر ہیں؟) کھڑکی سے تیز آواز آئی — اس نے فوراً پہچان لیا کہ یہ لوکاشکا کی آواز ہے —

''اودے، اودے، اودے! میں گھر پر ہی ہوں!،، بڑے میاں چلائے — ''اندر آ جاؤ، ہمسائے مارکا، لوکا مارکا آؤ، کہو تمہارا چاچا تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہے؟ کہو کیا چوکی پر جا رہے ہو؟،،

شکرا مالک کی آواز سن کر چیخ اٹھا، اس نے پر پھڑپھڑائے اور اپنی ڈوری کھینچنے لگا —

بڑے میاں کو لوکاشکا بہت پسند تھا — کزاکوں کی نئی پود میں بس وہی ایک ایسا تھا جسے بڑے میاں حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے — اس کے علاوہ لوکاشکا اور اس کی ماں قریبی پڑوسی ہونے کے ناتے، اکثر بڑے میاں کو شراب، جمی ہوئی بالائی اور گھر کی بنی ہوئی دوسری چیزیں دے دیا کرتے، جو بروشکا کو نصیب نہیں ہوتی تھیں — بروشکا چاہا جو زندگی بھر جنون میں گرفتار رہے، اپنی حماقتوں کو نہایت عملی قدم سمجھتے اور ظاہر کرتے تھے — ''ہاں، ہاں کیوں نہیں، جب وہ دے سکتے ہیں تو کیوں نہیں؟،، وہ آپ ہی آپ کہا کرتے — ''میں انہیں تازہ گوشت یا کوئی پرندہ دے دوں گا پھر وہ اپنے چاچا کو نہیں بھولیں گے — وہ کبھی کبھار کیک کا ٹکڑا یا سموسہ وغیرہ لا دیا کریں گے — ،،

''صبح بخیر مارکا! تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی!،، بڑے میاں خوش دلی سے بولے اور تیزی سے ننگے پاؤں زمین پر رکھ کر اپنے بستر سے کود پڑے، اور چرچراتے ہوئے فرش پر دو تین قدم آگے بڑھے — انہوں نے جھک کر اپنے باہر نکلے ہوئے پنجوں کو دیکھا، اپنے پاؤں کا حلیہ دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے، مسکرائے، اپنی ننگی ایڑی سے زمین پر دھپ دھپ کی، پھر دھپ دھپ کی اور کمر پر ہاتھ رکھ کر ناچ میں کود پڑے —

''یہ بات رہی زوردار ہیں نا؟،، اس نے پوچھا — اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں چمک اٹھیں — لوکاشکا آہستہ سے مسکرایا —

''چوکی واپس جا رہے ہو؟،، بڑے میاں نے پوچھا —

''میں تمہارے لئے چیخیر لایا ہوں، چوکی پر میں نے وعدہ کیا تھا نا—،،

''خدا اور یسوع مسیح تمہیں جیتا رکھیں!،، بڑے میاں نے کہا— اس نے زمین سے اپنی انتہائی چوڑی چکلی پتلون اٹھائی، لبادہ اٹھایا، انہیں پہنا، اور اپنی کمر کے گرد فیتہ باندھنے کے بعد مٹی کے ایک برتن سے ہاتھوں پر پانی ڈالا، اور پھر پرانی پتلون سے ہاتھ پونچھ ڈالے— ایک ٹوٹے مارے کنگھے سے داڑھی سنواری اور لوکاشکا کے سامنے جا کھڑا ہوا— ''تیار!،، اس نے کہا—

لوکاشکا نے ایک پیالہ اٹھایا، اسے صاف کیا اور اس میں شراب بھر کر بڑے میاں کی طرف بڑھا دیا—

''تمہارا جام صحت، باپ اور بیٹے کے نام پر!،، بڑے میاں نے نہایت سنجیدگی سے شراب کا پیالہ تھامتے ہوئے کہا ''خدا کرے تمہاری ساری خواہشیں پوری ہوں، تم ہمیشہ سورما بنے رہو، اور تمہیں ہمیشہ کراس ملتا رہے—،،

لوکاشکا نے بھی دعا پڑھنے کے بعد تھوڑی سی پی اور پھر شراب میز پر رکھ دی—

بڑے میاں اٹھے اور اندر سے تھوڑی سی سوکھی ہوئی مچھلی نکال لائے، جسے انہوں نے چوکھٹ پر رکھ دیا اور اسے نرم کرنے کے لئے لکڑی سے کوٹنے لگے— اور پھر اپنے سخت ہاتھوں سے اسے ایک نیلی رکابی (اپنی اکلوتی رکابی) میں ڈال کر میز پر رکھ دیا—

''خدا کا شکر ہے میرے پاس ضرورت کی ہر چیز ہے— کھانے پینے کی سب چیزیں موجود ہیں!،، اس نے فخر یہ کہا— ''ہاں اور موسیف کا کیا حال ہے؟،، اس نے کہا—

شاید لوکاشکا بڑے میاں کی رائے سننا چاہتا تھا، اس لئے اس نے اسے بتایا کہ کاربورل نے کس طرح اس کی بندوق ہتیا لی—

''ارے بندوق کا کیا غم،، بڑے میاں نے کہا ''اگر تم بندوق نہ دیتے تو تمہیں کوئی انعام نہ ملتا —،،

''مگر چچا سنتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی سوار بھی نہ ہو تو اسے بہت معمولی سا انعام ملتا ہے، اور بندوق تو بہت اچھی قسم کی ہے، کچھ نہیں تو اسی روبل کی تو ہوگی ہی —،،

''ارے جانے دو اسے! میری بھی ایک مرتبہ اپنے افسر سے ایسی ہی جھڑپ ہوگئی تھی — وہ میرا گھوڑا لینا چاہتا تھا — 'یہ مجھے دے دو، اور تم جمعدار بنا دئے جاؤگے، اس نے کہا، میں نہیں مانا، اور مجھے کچھ بھی ہاتھ نہ لگا!،،

''ٹھیک ہے چچا، مگر دیکھو نا، مجھے گھوڑا خریدنا ہے، کہتے ہیں کہ دریا پار تو پچاس روبل میں بھی نہیں ملےگا — اور ماں نے ابھی تک شراب بھی نہیں بیچی —،،

''اہ ہم نے کبھی پروا نہیں کی،، بڑے میاں نے کہا — ''جب پروشکا چچا تمہاری عمر کا تھا تو وہ نوگائی قبیلوں کے گھوڑوں کے گلے کے گلے چرا لیتا تھا اور انہیں دریا پار لے آیا کرتا تھا — کبھی کبھی تو ہم ووڈکا کی ایک بوتل، یا کسی لبادے کے بدلے میں بڑھیا سے بڑھیا گھوڑا دے دیا کرتے تھے —،،

''کیوں اتنا سستا کیوں؟،، لوکاشکا نے پوچھا —

''تم تو نرے گدھے ہو، گدھے، مارکا!،، بڑے میاں نے حقارت سے کہا — ''آدمی چوری کرتا ہی اس لئے ہے کہ اس میں کنجوسی نہ آنے پائے! جہاں تک تمہارا سوال ہے، تو میرے خیال میں تو تم نے کبھی دیکھا بھی نہ ہوگا کہ چوری ہوتی کیسے ہے؟ بولو، بولتے کیوں نہیں؟،،

''کیا کہوں میں چچا؟،، لوکاشکا نے جواب دیا — ''معلوم ہوتا ہے ہم اس خمیر سے نہیں بنے جس سے تم بنے تھے —،،

''تم تو گدھے ہو مارکا، گدھے! اس خمیر کے نہیں ہیں!،،

بڑے میاں نے کزاک لڑکے کی نقل اتارتے ہوئے کہا — ''میں تمہاری عمر میں اس قسم کا کزاک نہیں تھا —،،

''یہ کیوں کر؟،، لوکاشکا نے پوچھا —

بڑے میاں نے حقارت آمیز انداز سے سر ہلایا — ''یروشکا چچا سیدھا سادا تھا — وہ کسی بات پر منہ نہیں بناتا تھا! اسی لئے تو میں چیچنیا بھر کا کزاک تھا — کوئی کزاک مجھ سے ملنے آتا تو میں اسے ووڈکا پلاتا اور اسے خوش کر دیتا — میں اس کے سونے کے لئے اپنا بستر پیش کر دیتا، اور جب میں اس سے ملنے جاتا تو اس کے لئے کوئی تحفہ لے جاتا! اس طرح ہوتا ہے — اس طرح نہیں جیسے تم آجکل کے چھوکرے کرتے ہو — تم لونڈوں کو تو بس ایک ہی بات آتی ہے، کہ بیٹھے بیٹھے بیج چبائے جاؤ اور چھلکے تھوکے جاؤ!،، بڑے میاں نے بڑی حقارت سے آجکل کے کزاکوں کی طرح سورج مکھی کے بیج توڑنے اور چھلکے تھوکنے کی نقل کرتے ہوئے بات ختم کر دی —

''ہاں میں جانتا ہوں،، لوکاشکا نے کہا — ''تم ٹھیک ہی کہتے ہو چچا —،،

''اگر تم اصلی معنوں میں مرد بننا چاہتے ہو تو کسان نہ بنو ژی گیت بنو ژی گیت! خریدنے کو تو کسان بھی خرید سکتا ہے گھوڑا — روپیہ دیتا ہے اور گھوڑا لے جاتا ہے —،،

تھوڑی دیر خاموشی رہی —

''ہاں، چچا، کاؤں اور چوکی دونوں ہی بہت بےجان ہیں، مگر کوئی بھی تو جگہ نہیں جہاں جا کر آدمی کھیل کود سکے — ہمارے ہاں کے لڑکے تو سب کے سب اتنے ڈرپوک ہیں، نزارکا ہی کو دیکھ لو، کل ہی کی بات ہے جب ہم آؤل گئے تو غوری خان نے ہمیں کچھ گھوڑے وغیرہ لینے کے لئے

نوکائی بلایا — مگر کوئی بھی نہ گیا، اور اکیلا میں کیسے جاتا؟،،

''اور تمہارا چچا جو موجود ہے؟ تم سمجھتے ہو کہ مجھ میں دم خم ہی نہیں رہا... نہیں ایسا نہیں ہے — مجھے ذرا ایک گھوڑا تو دو، دیکھو میں فوراً نوکائی روانہ ہو جاؤں گا — ،،

''بےکار باتیں بنانے سے کیا فائدہ!،، لوکاشکا نے کہا — ''بس تم مجھے یہ بتا دو کہ غوری خان کا کیا کروں — وہ کہتا ہے کہ 'بس تم تیرک تک گھوڑے لے آؤ، اور پھر، اگر تم پورا گلہ کا گلہ بھی لےآئے تو جگہ ڈھونڈ نکالنے کی ذمہ‌داری میری ہے — ، تم جانتے ہو وہ بھی ہے تو آخر چیچپائی ہی، اس کا کیا ٹھکانا — ؟،،

''غوری خان پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے — اس کے سب عزیز رشتےدار بھلے لوگ تھے — اس کا باپ میرا بڑا وفادار کوناک تھا — مگر اپنے چچا کی بات پر دھیان دو، وہ تمہیں کوئی غلط بات نہیں بتائے گا، غوری خان سے قسم لے لو، پھر سب ٹھیک رہے گا — اور جب اس کے ساتھ جاؤ تو بہرحال اپنا پستول تیار رکھو، خاص طور پر جب گھوڑوں کو بانٹنے کی بات اٹھے — ایک دفعہ ایسے ہی ایک موقع پر میں ایک چیچپائی کے ہاتھوں مرتے مرتے بچا تھا — بس اتنی سی بات تھی کہ میں اس سے ایک گھوڑے کے دس روبل لینا چاہتا تھا — بھروسہ کرنا تو ٹھیک ہے، مگر بس بندوق کے بغیر آنکھ نہ جھپکنے پائے — ،،

لوکاشکا بڑی توجہ سے بوڑھے کی باتیں سنتا رہا —

''چچا، کیا تمہارے پاس پتھرتوڑ گھاس ہوگی؟،، اس نے لمحے بھر کی خاموشی کے بعد پوچھا —

''میرے پاس تو نہیں ہے، مگر میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ

کہاں سے حاصل کر سکتے ہو، تم اچھے لڑکے ہو اور اس بوڑھے کو کبھی نہیں بھولنے — کہو بتاؤں؟،،

''بتاؤ چچا —،،

''کچھوے کو جانتے ہو تم؟ ارے یہ کچھوے بڑے شیطان ہوتے ہیں!،،

''ہاں ہاں خوب جانتا ہوں!،،

اس کے بل کا پتہ لگاؤ، اور اس کے چاروں طرف روک لگا دو تاکہ وہ اندر نہ جا سکے — وہ آئیگا اور اس کے چاروں طرف گھومے گا، اور پھر پتھرتوڑ گھاس ڈھونڈنے نکل جائیگا — ذرا سی دیر میں وہ تھوڑی سی گھاس لے آئیگا اور روک کو توڑتا ہوا اندر چلا جائیگا — یاد رکھو اگلے دن صبح ہی صبح تم وہاں جاؤ اور جہاں سے روک ٹوٹی ہوئی ہوگی وہاں تمہیں تھوڑی سی پتھرتوڑ گھاس پڑی ملے گی — اسے جہاں چاہو لے جاؤ، پھر کوئی قفل کوئی سلاخ تمہیں نہ روک سکے گی —،،

''چچا تم نے خود کبھی آزمایا ہے اسے؟،،

''جہاں تک آزمانے کا سوال ہے تو بھائی میں نے آزمایا تو نہیں، مگر میں نے بڑے بھلے لوگوں سے اس کے بارے میں سنا ہے — میں تو بس ایک منتر استعمال کیا کرتا تھا — یعنی گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے ہمیشہ یہی کہتا 'خوش آمدید!، اور کبھی کسی نے میرا بال بھی بیکا نہ کیا!،،

'' یہ 'خوش آمدید، کیا ہے چچا؟،،

'' ہیں، تم نہیں جانتے؟ کیا آدمی ہو تم لوگ بھی! تم نے ٹھیک ہی کیا اپنے چچا سے پوچھ لیا — سنو اور میرے ساتھ ساتھ دوہراتے جاؤ:

''خوش آمدید! اے ھستی جو
سیونی میں رھتی ھے۔
اپنے بادشاہ کی حفاظت کر،
ھم اپنے گھوڑوں پر سوار ھونے،
صوفونیا روئی،
زاخاریئے بولتی،
فادر میندریج
بامحبت انسانیت۔

''بامحبت انسانیت،، بڑے میاں نے دوھرایا۔ ''اب سمجھے تم؟ چلو کوشش کرو!،،

لوکاشکا ھنس پڑا۔

''ھاں، کہو کہو، چچا، بس اسی لئے وہ کبھی تمہیں مار نہ سکے؟ ھو سکتا ھے بس اتفاق سے ایسا ھوگیا ھو!،،

''بہت چالاک بنتے جا رھے ھو! اسے زبانی یاد کر لو، اور ھمیشہ دوھرایا کرو۔ اس سے تمہیں کوئی نقصان تو ھوگا نہیں۔ بس اتنا ھی گالو 'خوش آمدید!'، اور تم محفوظ رھوگے۔،، اور بڑے میاں خود بھی ھنسنے لگے۔ ''میرے خیال میں تم نوکانی نہ جاؤ لوکا!،،

''کیوں؟،،

''زمانہ بدل چکا ھے، تم پچھلے لوگوں کی طرح کے نہیں ھو، تم آجکل کے کزاک تو پورے پورے آوارہ گرد ھو! اور دیکھو ذرا کتنے بہت سے روسی ھم پر نازل ھو گئے ھیں! وہ تم سے عدالت کچہری کروائیں گے، آؤ چلو چھوڑو اسے! تم لوگ ایسے کاموں کے قابل نہیں ھو! بس اور گیرچیک تو۔۔۔،، بڑے میاں اپنی کبھی

نہ ختم ہونےوالی کہانی شروع کرنے والے تھے کہ لوکاشکا نے کھڑکی پر نظر ڈالی اور انہیں ٹوک دیا—

"ارے بالکل دن نکل آیا، چچا، مجھے جانا چاہئے— آؤ کسی دن ہماری طرف آؤ—"

"یسوع مسیح تمہاری حفاظت کریں! میں ذرا اس فوجی کے پاس جا رہا ہوں— میں نے اس کو شکار پر لے جانے کا وعدہ کیا ہے— اچھا آدمی معلوم ہوتا ہے—"

۱۷

بروشکا کی جھونپڑی سے اٹھ کر لوکاشکا گھر چلا گیا— زمین سے اوس میں بھیگی بھیگی دھند اٹھ کر پورے گاؤں پر پھیل رہی تھی— حالانکہ مویشی نظروں سے دور تھے لیکن ہر طرف سے ان کے ہلنے اور پہلو بدلنے کی آواز آ رہی تھی— مرغ لمحہ بہ لمحہ زیادہ دل جمعی سے اور زیادہ جلدی جلدی ایک دوسرے کو پکار رہے تھے— روشنی پھیلتی جا رہی تھی اور گاؤں کے لوگوں نے اٹھنا شروع کر دیا تھا لیکن بالکل قریب پہنچنے تک لوکاشکا اپنے گھر کے احاطے کی باڑ کو اور اوس میں نہائے ہوئے کھلے ہوئے سائبان اور برساتی کو نہ دیکھ سکا— دھندلے دھندلے احاطے سے اسے کلہاڑی سے لکڑی چیرنے کی آواز آئی— لوکاشکا مکان میں داخل ہوا— اس کی ماں جاگ چکی تھی— اور آتش دان کے پاس کھڑی اس میں لکڑیاں ڈال رہی تھی— اس کی چھوٹی بہن ابھی تک پلنگ پر پڑی سو رہی تھی—

"کہو لوکاشکا، چھٹی کیسی گزری؟" اس کی ماں نے آہستہ سے پوچھا— "رات کہاں رہے؟"

''میں گاؤں میں تھا،، اس کے بیٹے نے بندوق کی طرف جاتے ہوئے کچھ جھجک کر کہا — اور بندوق کا غلاف اتار کر بڑے غور سے اس کا معائنہ کرنے لگا —

اس کی ماں نے سر ہلایا —

لوکاشکا نے برتن میں تھوڑا سا بارود ڈالا اور ایک تھیلی نکال کر اس میں سے کچھ خالی کارتوس لئے، اور انہیں بھرنے لگا — اس نے بڑی احتیاط سے ہر ایک میں چیتھڑے میں لپٹے ہوئے کارتوس رکھ رکھ کر انہیں بند کر دیا — اس نے بھرے ہوئے کارتوسوں کو اپنے دانتوں سے آزما کر دیکھا اور اچھی طرح ان کا معائنہ کر کے تھیلی رکھ دی —

''ماں، میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے تھیلوں کی مرمت کر دینا، ہوگئی مرمت؟،، اس نے پوچھا —

''ارے ہاں، ہماری گونگی، رات کسی چیز کی مرمت کر تو رہی تھی — کیوں، کیا چوکی پر واپس جانے کا وقت ہو گیا؟ میں نے تو تمہاری جھلک بھی نہیں دیکھی —،،

''ہاں مجھے تیار ہوتے ہی چل دینا چاہئے —،، لوکاشکا نے بارود باندھتے ہوئے جواب دیا — ''اور ہماری گونگی ہے کہاں؟ باہر؟،،

''لکڑی چیر رہی ہے میرے خیال میں، وہ تو تمہارے لئے لکڑیاں رہتی ہے — 'میں اسے بالکل نہیں دیکھ سکوں گی!، اس نے مجھ سے کہا — وہ اس طرح اپنے چہرے پر اپنے ہاتھ رکھ لیتی ہے اور زبان چٹخاتی ہے اور دل پر ہاتھ رکھ لیتی ہے — گویا کہہ رہی ہو 'خدا کرے میں اسے دیکھ سکوں —، بلاؤں اسے اندر؟ وہ ابرک کے بارے میں سب کچھ سمجھ گئی —،،

''بلا لو،، لوکاشکا نے کہا — ''اور ہاں ادھر میری چربی رکھی ہے، وہ لیتی آنا، میں اپنی تلوار چمکا لوں ذرا —،،

بڑھیا باہر چلی گئی اور چند لمحے بعد لوکاشکا کی گونگی

بہری بہن، چرچراتی ہوئی سڑھیوں پر چڑھتی ہوئی جھونپڑی میں داخل ہوئی — وہ اپنے بھائی سے چھہ سال بڑی تھی — اس کے چہرے میں انتہائی اتار چڑھاؤ تھا اگرچہ ایک حد تک بھدی طرح (جو تمام گونگوں بہروں کی خصوصیت ہے) مگر اس کے باوجود چہرے پر بےرنگی اور بے وقوفی سی تھی ورنہ ویسے وہ اپنے بھائی سے بہت ملتی ہوئی ہوتی —

وہ پیوند ہی پیوند لگا ہوا بھدا سا کرتا پہنے ہوئے تھی — اس کے پاؤں ننگے اور گرد آلود تھے — سر پر ایک پرانا سا نیلا رومال بندھا ہوا تھا — اس کی گردن، چہرہ اور بازو مردوں کی طرح نہایت طاقتور تھے — اس کے کپڑوں، اور اس کے پورے حلیے سے ظاہر تھا کہ وہ مردوں کے کرنے کے بھاری کاموں اور محنت کی عادی ہے —

وہ اپنے ساتھہ لکڑیوں کا ایک بڑا سا گٹھا بھی لائی تھی، جسے اس نے آتش دان کے پاس پھینک دیا — پھر وہ اپنے بھائی کے پاس گئی، اور بڑی خوش دلی بھری مسکراہٹ کے ساتھہ اس کے شانے کو چھوا ہنستے ہوئے اس کے چہرے پر سلوٹیں پڑ گئیں، وہ بڑی تیزی سے اپنے ہاتھوں، چہرے اور پورے جسم سے کچھہ اشارے کرنے لگی —

''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، میری اچھی بہن استیکا!،، بھائی نے سر ہلا کر جواب دیا — ''تم سب چیزیں لے آئیں، اور تم نے سب کی مرمت کر دی — بڑی اچھی لڑکی ہو تم! تو یہ رہا تمہارا انعام!،، اس نے جیب سے ادرک کی روٹی کے دو ٹکڑے نکالے اور لڑکی کو دے دئے —

گونگی عورت کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا — اور خوشی میں عجیب عجیب سے اشارے کرنے لگی — ادرک کی روٹی لینے کے بعد تو وہ اور بھی تیزی سے اشارے کرنے لگی — وہ باربار ایک

خاص سمت کی طرف اشارہ کرتی اور اپنی بھوؤں اور چہرے پر اپنی بھدی سی انگلی پھیرنے لگتی — لوکاشکا اس کی بات سمجھ گیا، اور مزے مزے سی مسکراہٹ کے ساتھ ہاں ہاں کرتا رہا — وہ اس سے کہہ رہی تھی کہ لڑکیوں کو تحفے تحائف دیا کرو، وہ بتا رہی تھی کہ لڑکیاں تمہیں پسند کرتی ہیں، اور ایک لڑکی، مریانکا — جو سب سے اچھی ہے — اس سے محبت کرتی ہے — اس نے مریانکا کا ذکر کرتے ہوئے تیزی سے اس کے گھر کی طرف اشارہ کیا اور اپنی بھوؤں اور چہرے کی طرف اشارہ کرکے ہونٹ چاٹے اور سر ہلاتے ہوئے کہا — ''وہ تم سے محبت کرتی ہے،، یہ جملہ اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر، اسے پیار کرکے اور گویا کسی کو لپٹا کر ظاہر کیا — ان کی ماں گھر میں داخل ہوئی، اور یہ دیکھ کر کہ اس کی گونگی بیٹی کیا کہہ رہی ہے مسکرائی اور سر ہلایا — اس کی بیٹی نے اسے ادرک کی روٹی دکھائی اور پھر خوشی کا اظہار کرنے کے لئے آواز نکالی —

''کل ہی کی بات ہے! میں نے اولینکا سے کہہ دیا ہے کہ میں ان کے ہاں کسی مشاطہ کو بھیجوں گی —،، ماں نے کہا — ''اس نے بہت خوش خلقی سے میری بات سنی —،،

لوکاشکا نے خاموشی سے اپنی ماں کی طرف دیکھا ''مگر شراب بیچنے کا کیا ہوا، ماں؟ مجھے گھوڑا خریدنا ہے —،،

''وقت آنے پر میں اسے گاڑی پر لاد کر لے جاؤں گی، مجھے پیسے تیار رکھنے چاہئیں —،، اس کی ماں نے کہا — وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کا بیٹا خانہ داری کی باتوں میں ٹانگ اڑائے — ''باہر جاتے ہوئے غلام گردش میں تمہیں ایک تھیلا نظر آئے گا — میں نے بڑوس سے مانگا ہے، اور چوکی پر تمہارے ساتھ لیجانے کو کچھ سامان اس میں رکھ دیا ہے — یا تمہاری زین کے تھیلے میں رکھ دوں؟،،

''اچھا ٹھیک ہے،، لوکاشکا نے جواب دیا— ''اور اگر غوری خان دریا پار آئے تو اسے میرے پاس چوکی پر بھیج دینا— اب میں بہت دن تک چھٹی نہیں لے سکتا— مجھے اس سے کچھ کام ہے—،،

اس نے چلنے کی تیاری شروع کردی—

''میں بھیج دوں گی اسے،، بوڑھی عورت نے کہا— ''تم پورے وقت یامکا کے گھر کے چکر لگاتے رہے، ہیں نا؟ رات کو میں مویشیوں کی دیکھ بھال کرنے باہر گئی تو گانے کی آواز آئی، میرے خیال میں تمہاری ہی آواز تھی—،،

لوکاشکا نے کوئی جواب نہیں دیا— بلکہ باہر نکل گیا، اپنے تھیلے کندھے پر لادے اور اپنے کوٹ کا دامن ٹھونس کر اپنی بندوق اٹھائی— اور پھر لمحے بھر کو چوکھٹ پر ٹھیر گیا—

''خدا حافظ اماں!،، اس نے باہر نکل کر پھاٹک بند کرتے ہوئے کہا— ''نزاوکا کے ساتھ مجھے ایک چھوٹا پیا بھیج دینا— میں نے لڑکوں سے وعدہ کر لیا ہے، وہ لینے آئیگا—،،

''یسوع مسیح تمہاری حفاظت کرے لوکاشکا— خدا تمہیں اپنی اماں میں رکھے! میں تمہیں ضرور بھیج دوں گی، نئے بیے میں سے تھوڑی سی بھیج دوں گی—،، بوڑھی عورت نے باڑ کے پاس جاتے ہوئے کہا— ''مگر سنو تو—،، وہ باڑ پر جھکتے ہوئے بولی—

کزاک ٹھہر گیا—

''تم یہاں رنگ رلیاں مناتے رہے، خیر یہ تو ٹھیک ہے، آخر جوان آدمی زندگی سے لطف کیوں نہ اٹھائے؟ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں یہ دن دکھایا، مگر دیکھو میرے بچے اب ذرا سنبھل کے، بیکار مصیبت کے منہ میں نہ کودتے پھرنا— سب سے پہلے اپنے حاکموں کی عزت کرو— یہ تمہیں ضرور کرنا چاہئے—

اور میں شراب بیچ کر گھوڑے کے لئے روپیہ اکٹھا کر لوں گی۔
اور اس لڑکی سے تمہاری شادی کی بات چیت پکی کر لوں گی۔،،

،،اچھا، اچھا!،، بیٹے نے تیوری چڑھا کر جواب دیا۔

اس کی گونگی بہن نے اسے مخاطب کرنے کے لئے آواز نکالی۔ اس نے چیچپائی کے گنجے سر کا اشارہ کرنے کے لئے اپنے سر اور اپنی ہتیلی کی طرف اشارہ کیا۔ پھر تیوری پر بل ڈال کر ہوائی بندوق سے نشانہ باندھنے لگی۔ وہ چیخی اور تیزی سے سر جھٹکنے اور کچھ بدبدانے لگی۔ یعنی لوکاشکا کو چاہئے کہ ایک چیچپائی اور مارے۔

لوکاشکا سمجھ گیا۔ وہ مسکرایا، اور لبادے کے اندر کمر پر لٹکی ہوئی بندوق کو تھام کر تیزی سے ہلکے پھلکے قدموں سے گہری دھند میں غائب ہو گیا۔

بوڑھی عورت چند لمحے خاموشی سے بھاٹک پر کھڑے رہنے کے بعد جھونپڑی میں واپس گئی اور فوراً کام میں لگ گئی۔

۱۸

جس وقت لوکاشکا چوکی کے لئے روانہ ہوا، ٹھیک اسی وقت بروشکا چچا نے سیٹی بجا کر اپنے کتے کو بلایا، اور باڑ کے اوپر سے پھلانگ کر پچھلی گلیوں سے اولینین کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے (شکار یا نشانہ بازی پر جانے سے پہلے عورتوں سے مڈبھیڑ ہونا انہیں ذرا پسند نہ تھا)۔

بروشکا چچا کندھے پر بندوق رکھے، شکار کا لباس پہنے دروازے میں داخل ہوئے تو اولینین سو رہا تھا اور وانیوشا اگرچہ جاگ گیا تھا لیکن وہ بھی ابھی پلنگ پر پڑا پڑا کمرے کا جائزہ لے رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ ابھی اٹھنے کا وقت ہوا ہے یا نہیں۔

''بھاگو!،، وہ اپنی بھاری آواز میں چلایا– ''خبردار! چیچنیوں نے حملہ کر دیا ہے! ایوان اپنے مالک کے لئے سماوار تیار کرو، اور خود بھی اٹھہ بیٹھو! جلدی کرو!،، بڑے میاں چلائے– ''ہمارے ہاں یہی طریقہ ہے دوست! دیکھو تو لڑکیاں تک اٹھہ بیٹھی ہیں– ذرا کھڑکی سے باہر تو دیکھو، دیکھو وہ پانی لینے جا رہی ہے، اور تم ابھی تک بستر پر اینڈ رہے ہو!،،

اولینین کی آنکھہ کھل گئی، اور وہ فوراً پلنگ سے کود پڑا– بڑے میاں کو دیکھتے ہی اور ان کی آواز سنتے ہی اس میں بڑی تازگی اور زندگی آگئی– ''جلدی کرو وانیوشا جلدی!،، وہ چلایا–

''ہوں تو یوں جاتے ہو تم شکار پر؟،، بڑے میاں نے کہا– ''لوگ باگ ناشتہ کر رہے ہیں اور تم ابھی تک پڑے سو رہے ہو– لیام! ادھر، ادھر!،، اس نے اپنے کتے کو پکارا– ''تمہاری بندوق تیار ہے؟،، وہ اتنے زور سے چیخا جیسے کمرے میں مجمع لگا ہو–

''ہاں، ہاں، میں مانتا ہوں، مجھہ سے غلطی ہوئی، مگر کیا کروں بس چوک ہو گئی– وانیوشا بارود اور ڈاٹ دینا!،، اولینین نے کہا–

''جرمانہ! جرمانہ!،، بڑے میاں چلائے–

«Du thé voulez–vous?» * وانیوشا نے دانت نکال کر پوچھا–

''تم ہمارے سے نہیں ہو، شیطان تمہاری بکواس ہماری تقریر جیسی نہیں ہوتی!،، بڑے میاں وانیوشا پر چیخے اور ان کی دانتوں کی جڑیں تک نظر آنے لگیں–

''پہلی غلطی معاف کر دینی چاہئے،، اولینن نے اپنے شکاری جوتے پہنتے ہوئے زندہدلی سے کہا–

---

* چائے چاہئے؟

''پہلی غلطی معاف کر دی جائے گی،، بروشکا نے جواب دیا۔ ''لیکن اب کی بار اگر تم سوئے رہ گئے تو تم پر ایک بالٹی چیخیر کا جرمانہ ہو جائے گا۔ گرمی بڑھنے کے بعد ہرن نظر آنے مشکل ہیں۔،،

''اور اگر کہیں مل بھی جائیں تو وہ ہم سے زیادہ چوکنا ہوتے ہیں،، اولینن نے بڑے میاں کی کل شام کی بات دوہراتے ہوئے کہا۔ ''اور انہیں دھوکا نہیں دیا جا سکتا!،،

''ہاں، ہاں، ہنس لو! پہلے ایک ہرن مارلو، پھر بتانا باتیں، اچھا چلو، جلدی کرو! وہ دیکھو، مالک مکان خود تم سے ملنے آ رہا ہے،، بروشکا نے کھڑکی پر ایک نظر ڈال کر کہا۔ ''ذرا دیکھو تو کیسا بن ٹھن کے آ رہا ہے۔ اوہو تم پر یہ ظاہر کرنے کو کہ وہ افسر ہے اس نے نیا کوٹ پہنا ہے۔ اوہ یہ لوگ، یہ لوگ!،، اور واقعی وانیوشا نے اندر آ کر اطلاع دی کہ مالک مکان اولینن سے ملنا چاہتا ہے۔

* ''L'argent!،، اس نے نہایت نمایاں کر کے کہا، تاکہ اس کا مالک اس ملاقات کا مطلب سمجھ جائے۔ اس کے پیچھے پیچھے مالک مکان شانوں پر افسرانہ جبے لگا ہوا نیا چرکیشیائی کوٹ اور پالش کئے ہوئے جوتے پہنے، (جو کزاکوں میں بہت کم کبھی نظر آتے ہیں) جھومتا ہوا اور اپنے کرائے دار کو خوش آمدید کہتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

جمعدار، الیا واسیلیےوچ 'پڑھا لکھا، کزاک تھا۔ وہ روس ہو آیا تھا، استاد تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ امرا' کے طبقے کا تھا۔ وہ امرا' جیسا نظر آنے کی بہت کوشش کرتا تھا۔ مگر دیکھنے والا دیکھ ہی لیتا کہ اس کی اوپری ٹیپ ٹاپ، اس کی

---

* رقم دلاؤ!

۴۷۰۵۰

بناوٹ اور تصنع، اس کی خود اعتمادی، اور بات کرنے کے احمقانہ انداز کے پردے کے پیچھے ایک اور بروشکا چچا چھپے ہوئے تھے — اس کا دھوپ میں تپا ہوا چہرہ، اس کے ہاتھ اور اس کی سرخ ناک بھی اس بات کی شہادت دیتی تھی — اولینین نے اس سے بیٹھنے کو کہا —

''آداب عرض جناب الیا واسیلےوچ!،، بروشکا کچھ اس انداز سے جھکا کہ اولینین نے تاڑ لیا کہ وہ طنزاً ایسا کر رہا ہے —

''آداب عرض، چچا! تو تم پہلے ہی یہاں پہنچ گئے؟،، جمعدار نے بےپرواہی سے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا —

جمعدار تقریباً چالیس سالہ آدمی تھا — اس کی داڑھی کھچڑی اور نوکیلی تھی، وہ دبلا پتلا اور خشک طبیعت آدمی تھا مگر اپنی عمر کے اعتبار سے کافی خوبصورت اور تر و تازہ معلوم ہوتا تھا — وہ اولینین سے ملنے آیا تو اسے ڈر تھا کہ اسے کوئی معمولی کزاک نہ سمجھ لیا جائے — وہ شروع ہی سے اولینین پر اپنی اہمیت کا رعب ڈال دینا چاہتا تھا —

''یہ ہمارا 'مصری شکاری، ہے،، اس نے بڑے میاں کی طرف اشارہ کر کے اولینین سے کہا — اور اس کے چہرے پر اطمینان بخش مسکراہٹ پھیل گئی — ''خدا کے سامنے ایک بہادر شکاری! یہ ہر چیز میں ہمارا سب سے نمایاں آدمی ہے — معلوم ہوتا ہے آپ کی پہلے ہی اس سے صاحب سلامت ہو چکی ہے —،،

بروشکا چچا کچے چمڑے کے جوتوں میں چھپے ہوئے پاؤں کو تک رہے تھے وہ جمعدار کی چالاکی اور دنیاداری دیکھ کر حیران رہ گئے — انہوں نے کچھ سوچ کر سر ہلایا اور بڑبڑائے —

''مصری شکاری! کیا کیا باتیں سوچتا ہے یہ بھی!،،

''ہاں، ہم شکار پر جا رہے ہیں،، اولینین نے جواب دیا —

''میں سمجھا، بجا فرمایا جناب،، جمعدار نے کہا۔ ''مگر مجھے آپ سے چند منٹ کچھہ کاروباری بات‌چیت کرنی ہے۔،،

''کہئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟،،

''میں دیکھتا ہوں کہ آپ شریف آدمی ہیں،، جمعدار نے کہا۔ ''اور چونکہ میں خود بھی افسر کے رتبے پر فائز ہوں، اس لئے ہم ہمیشہ شریفوں کی طرح بات‌چیت کر کے معاملہ طے کر سکتے ہیں۔،، (وہ رکا اور مسکرا کر اولینین اور بڑے میاں کی طرف دیکھا)۔ ''لیکن اگر آپ میری مرضی کے مطابق راضی ہیں تو، جیسا کہ آپ جانتے ہی ہیں میری بیوی ہمارے طبقے کی ایک احمق عورت ہے، آپ نے کل کے دن جو کچھہ کہا تھا وہ پوری طرح اس کا مطلب سمجھہ نہ سکی۔ میرا مکان، اصطبل کو چھوڑ کر، صرف مکان، رجمنٹ کا ایڈجوٹنٹ چھہ روبل کرائے پر لے سکتا ہے۔ لیکن میں ہمیشہ اسے بے کرائے کے بھی دے سکتا ہوں۔ مگر جیسا کہ آپ چاہتے ہیں، میں، جو ایک افسر کے رتبے پر فائز ہوں، بذات خود اس ضلع کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے ہر مسئلہ پر آپ سے معاہدہ کر سکتا ہوں۔ اپنے رواج کے مطابق نہیں، مگر ہر صورت میں شرائط پر قائم رہ سکتا ہوں۔،،

''کھری بات کہتا ہے!،، بڑے میاں بدبدائے۔

جمعدار بڑی دیر تک اسی پیرائے میں بات کرتا رہا۔ آخرکار، خاصی مشکل سے اولینین اس نتیجے پر پہنچا کہ جمعدار اپنا مکان اولینین کو چھہ روبل ماہوار کرائے پر دینا چاہتا ہے۔ وہ بخوشی اس پر تیار ہوگیا۔ اور اپنے مہمان کو چائے کی پیالی پیش کی۔ جمعدار نے انکار کر دیا۔

''اپنی احمقانہ روایات کے مطابق ہم 'دنیاوی'، گلاس سے پینے کو گناہ سمجھتے ہیں،، اس نے کہا۔ ''حالانکہ میں تو اپنی

تعلیم کی وجہ سے سمجھ سکتا ہوں، لیکن میری بیوی انسانی کمزوریوں کی وجہ سے...''

''ہوں، تو آپ چائے پئیں گے؟''

''اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا 'مخصوص' گلاس لے آؤں'' جمعدار نے جواب دیا اور برساتی میں نکل گیا — ''میرا گلاس لادینا ذرا!'' وہ چلایا —

چند لمحے بعد دروازہ کھلا، اور گلابی آستین میں چھپے ہوئے اور دھوپ میں سنولائے ہوئے ایک نوجوان بازو نے گلاس اندار بڑھا دیا — جمعدار دروازے تک گیا، گلاس لیا اور آہستہ سے اپنی بیٹی سے کچھ کہا — اولینین نے جمعدار کے لئے اس کے اپنے 'مخصوص' گلاس میں چائے نکالی اور بروشکا کے لئے 'دنیاوی' گلاس میں —

''بہرحال، میں آپ کو زیادہ روکنا نہیں چاہتا —'' جمعدار نے گلاس خالی کر کے ہونٹ چاٹتے ہوئے کہا — ''مجھے بھی مچھلی کے شکار کا بہت شوق ہے، اور میں، کیا کہتے ہیں، آرام کرنے کے لئے اپنے کام سے چھٹی پر یہاں آیا ہوا ہوں — میں بھی قسمت آزمائی کرنا چاہتا ہوں اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے حصے میں بھی تیرک کا کوئی تحفہ آتا ہے یا نہیں — مجھے امید ہے کہ آپ، بھی ہمارے ہاں آئیں گے اور ہمارے گاؤں کے رواج کے مطابق ہماری شراب پئیں گے'' جمعدار جھکا، اور اولینین سے مصافحہ کر کے باہر چلا گیا، اولینین نے جانے کی تیاری کے دوران میں جمعدار کی آواز سنی، وہ نہایت حاکمانہ اور سنجیدہ انداز میں اپنے خاندان والوں کو کچھ حکم دے رہا تھا — اور تھوڑی دیر بعد اولینین نے اسے بھٹا پرانا کوٹ پہنے کھڑکی کے پاس سے گزرتے دیکھا — اس کی پتلون گھٹنوں تک چڑھی ہوئی تھی اور کندھے پر مچھلی پکڑنے کا جال پڑا تھا —

''بدمعاش!،، بروشکا نے اپنا 'دنیاوی، گلاس خالی کرتے ہوئے کہا— ''کیا تم واقعی اسے چھہ روبل کرایہ دوگے؟ بھلا کبھی کاہے کو ایسی بات سنی ہوگی؟ دو روبل کرائے پر تو تمہیں گاؤں کا بہترین مکان مل جاتا— اہ بدمعاش! کیوں، تین روبل پر تو میں تمہیں اپنا مکان دے دوں گا!،،

''نہیں میں یہیں رہوں گا،، اولینن نے کہا—

''چھہ روبل! یہ تو روپیہ پھینکنا ہے—،، بڑے میاں نے آہ بھری— ''آؤ تھوڑی سی چیخیر پیئیں، ایوان!،،

اولینن اور بڑے میاں تھوڑا سا ناشتہ کرنے اور ووڈکا کا ایک جام پینے کے بعد سفر کے لئے تیار ہوکر آٹھہ بجے باہر نکل گئے— پھاٹک پر انہیں ایک بیل گاڑی نظر پڑی— مریانکا بیلوں کے سینگوں میں بندھی ہوئی رسی تھامے انہیں ہنکا رہی تھی—اس کے سر پر سفید رومال بندھا تھا جس نے اس کے چہرے کو آنکھوں تک تقریباً ڈھانپ رکھا تھا— وہ کرتے پر کوٹ اور پاؤں میں جوتے پہنے ہوئے تھی، اور اس کے ہاتھہ میں اونچا اونچا سوٹا تھا—

''کیا حسینہ ہے!،، بڑے میاں نے کہا، اور کچھہ ایسا ظاہر کیا جیسے ابھی اسے دبوچ لیں گے—

مریانکا نے اپنا سوٹا ان کی طرف گھمایا اور اپنی حسین آنکھوں سے ان دونوں پر ایک شرارت امیز نظر ڈالی—

اولینن کے بدن میں اور بھی زیادہ چستی آ گئی—

''اچھا، چلو اب آؤ بھی!،، اس نے کندھے پر بندوق رکھتے ہوئے کہا— اسے اچھی طرح احساس تھا کہ لڑکی کی نظریں اس کا تعاقب کر رہی ہیں—

ان کے پیچھے سے مریانکا کی آواز آئی وہ بیلوں سے بات کر رہی تھی— اور پھر گاڑی کے چرچرانے کی آواز گونج اٹھی—

ان کا راستہ گاؤں کے عقب میں چراگاہوں سے گزرتا تھا۔ بروشکا برابر باتیں کئے جا رہا تھا وہ کسی طرح جمعدار کو نہیں بھلا سکتا تھا، اور برابر اسے برا بھلا کہہ رہا تھا۔

''آخر تم اس سے اتنے خفا کیوں ہو؟،، اولینین نے پوچھا۔

''وہ بہت گھٹیا ہے، مجھے یہ بات پسند نہیں۔،، بڑے میاں نے جواب دیا۔ ''مرنے پر یہ سب یہاں چھوڑ جائے گا! تو پھر کس کے لئے جمع کر رہا ہے؟ اس نے دو مکان بنا لئے ہیں، مقدمہ چلا کے اپنے بھائی سے ایک اور باغیچہ بھی حاصل کرلیا ہے۔ اور پھر یہ کاغذوں کا کاروبار۔ گنا ہے بالکل! دوسرے گاؤں سے لوگ اپنی عرضی لکھوانے اس کے پاس آتے ہیں، اور وہ جیسے لکھ دیتا ہے بالکل ویسے ہی ہو جاتا ہے۔ بس وہ یوں ہی کرتا ہے یہ سب۔ مگر آخر وہ کس کے لئے بچا رہا ہے یہ سب؟ اس کے آگے صرف ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے، اس کی شادی ہو گئی تو کون رہ جائے گا؟،،

''ہاں تو ہو سکتا ہے وہ لڑکی کے جہیز کے لئے جمع جوڑ رہا ہو،، اولینین نے کہا۔

''کیسا جہیز؟ لڑکی کی چاروں طرف سے مانگ ہے۔ اچھی لڑکی ہے۔ مگر وہ ایسا بدمعاش ہے کہ وہ کسی رئیس سے اس کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس کی بڑی قیمت لگانا چاہتا ہے۔ اپنا لوکا موجود ہے کزاک ہے، ہمسایہ ہے اور پھر میرا اپنا بھتیجا ہے، بہت اچھا لڑکا ہے۔ وہی جس نے چچیائی کو مارا ہے۔ وہ ایک زمانے سے اس کی بیٹی مانگ رہا ہے۔ مگر وہ کسی طرح اسے بیٹی نہیں دیتا، کبھی ایک بہانہ بنا دیا جاتا ہے، کبھی دوسرا اور کبھی تیسرا۔ 'ابھی لڑکی بہت چھوٹی ہے، وہ کہتا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں وہ کیا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہ لوگ اس کے آگے جھکے رہیں اور اس کی خوشامد کرتے رہیں۔ مگر

لوکاشکا والے لڑکی کو جیت کے ہی رہیں گے — کیونکہ گاؤں کا بہترین کزاک ہے وہ، ژی گیت ہے ژی گیت — اسی نے ابرک کو مارا ہے — اور اسے انعام میں کراس ملنے والا ہے —،،

،،اور اس بارے میں کیا خیال ہے؟ کل رات جب میں احاطے میں ٹہل رہا تھا تو میں نے اپنے مالک مکان کی بیٹی اور ایک کزاک کو پیار کرتے دیکھا —،، اولینین نے کہا —

،،مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں ہے!،، بڑے میاں چلائے — اور رک گئے —

،،بخدا!،، اولینین نے کہا —

،،شیطان کی خالہ ہے یہ عورت!،، بروشکا نے کہا، اور سوچ میں پڑ گیا — ،،مگر یہ کزاک کون تھا؟،،

،،مجھے صاف نظر نہیں آیا —،،

،،ہوں، اس کی ٹوپی کیسی تھی سفید تو نہیں تھی؟،،

،،ہاں سفید تھی —،،

،،اور کوٹ لال تھا؟ تمہارا سا قد تھا کیا؟،،

،،نہیں، ذرا سا نکلتا ہوا ہوگا — ،،

،،ارے، تو پھر وہی تھا!،، اور بروشکا ہنستے ہنستے لوٹ گیا — ،،یہ تو خود مارکا تھا — وہ لوکا ہے، مگر میں اسے مذاقاً مارکا کہتا ہوں — خود لوکا تھا! مجھے اس لڑکے سے بڑی محبت ہے — میں خود بالکل ایسا ہی تھا — بھلا انہیں دیکھنے سے کیا فائدہ؟ میری محبوبہ اپنی ماں اور بھاوج کے ساتھ سویا کرتی تھی، مگر میں اندر پہنچ ہی لیتا — وہ اوپر سویا کرتی تھی، اس کی ماں چڑیل تو پوری شیطان تھی — کیسی نفرت کرتی تھی مجھ سے! میں اپنے دوست کے ساتھ آیا کرتا تھا، گیرچیک تھا اس کا نام — ہم اس کی کھڑکی کے پاس آتے اور میں اس کے کندھوں پر چڑھ جاتا کھڑکی کا کواڑ دھکیلتا اور ادھر ادھر ٹٹولنے لگتا — وہ

وہیں برابر ہی ایک بنچ پر سویا کرتی تھی — ایک دن میں نے اسے جگایا تو وہ تقریباً چیخ اٹھی — اس نے مجھے پہچانا نہیں — 'کون ہے تو؟'، اس نے کہا اور میں جواب نہیں دے سکا — اس کی ماں خاصی کسمسانے لگی تھی، مگر میں نے اپنی ٹوپی اتار کر اس کے منہ کے سامنے کر دی — اور وہ فوراً پہچان گئی، کیونکہ ٹوپی پھٹی ہوئی تھی — اور فوراً میرے ساتھ بھاگ آئی — ان دنوں میں ہر وہ چیز حاصل کر لیا کرتا جو چاہتا وہ جمی ہوئی ملائی، انگور، غرض ہر چیز لایا کرتی —'' بروشکا نے اپنے خاص کاروباری انداز میں کہا — ''اور وہ اکیلی نہیں تھی — بس کیا زندگی تھی وہ بھی!''

''اور اب؟''

''اب ہم کتے کے پیچھے پیچھے چلیں گے، درخت پر لٹکانے کے لئے ایک تیتر حاصل کریں گے اور پھر تم شکار کر سکتے ہو —''

''مریانکا کو حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے تم؟''

''کتوں پر نظر رکھو، میں رات کو تمہیں بتاؤں گا — '' بڑے میاں نے اپنے محبوب کتے لیام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا —

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد تقریباً سو قدم تک وہ پھر بات کرتے رہے — اور پھر بوڑھا رک گیا، اور اس نے ایک ٹہنی کی طرف اشارہ کیا جو پگڈنڈی کے آرپار پڑی تھی —

''اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟''، اس نے کہا — ''تم سمجھتے ہو یہ کچھ نہیں ہے؟ اس ٹہنی کو اس طرح نہیں ہونا چاہئے، یہ بری بات ہے —''

''کیوں اس میں کیا برائی ہے؟''

بڑے میاں مسکرائے، ان کی تیوری پر بل پڑے ہوئے تھے —

''اف تم کچھ نہیں جانتے — بس میری بات سنتے جاؤ — جب کوئی ٹہنی اس طرح پڑی ہو تو اس کے اوپر سے نہ لانگو — اس کے گرد چکر کاٹ

کے جانا چاہئے — یا اسے اس طرح راستے سے دور پھینک دو اور کہو 'باپ، بیٹے اور روح القدس —، اور پھر خدا کے سائے میں آگے بڑھ جاؤ — پھر تمہارا بال بھی بیکا نہیں ہوگا — بڑے بوڑھوں نے مجھے یوں ہی سکھایا ہے —،،

''چلو بھی کیا بکواس ہے!،، اولینین نے کہا — ''اس سے تو بہتر ہے مریانکا کی باتیں بتاؤ، اسکا لوکاشکا سے معاشقہ چل رہا ہے کیا؟،،

''ہشت، خاموش!،، بڑے میاں نے پھر کھسر پھسر کرکے بات کاٹ دی — ''سنو ہم چکر کاٹ کر جنگل میں جائیں گے —،،

اور بڑے میاں، خاموشی سے اپنے نرم نرم جوتوں سمیت قدم بڑھائے راستہ دکھاتے جنگل میں اگی ہوئی نیچی نیچی گھنی جھاڑیوں سے گزرتی ہوئی تنگ سی پگڈنڈی پر چل پڑے — کبھی کبھی تیوری پر بل ڈالے ہوئے مڑ کر وہ اولینین کو دیکھ لیتے جو اپنے بھاری بھاری جوتوں سے سر سر اور چر چر کرتا چل رہا تھا — اور اس بےپروائی سے بندوق کو پکڑے ہوئے تھا کہ کئی دفعہ راستے پر جھکی ہوئی ٹہنیاں اس میں پھنس گئیں —

''اس قدر شور نہ مچاؤ، ذرا دھیرے چلو میرے سپاہی!،، بڑے میاں نے غصے میں کھسر پھسر کی —

ہوا سے اندازہ ہو رہا تھا کہ سورج نکل آیا ہے — دھند پگھلتی جا رہی تھی — لیکن درختوں کی شاخیں ابھی تک دھند سے ڈھکی ہوئی تھیں — جنگل غیر معمولی حد تک اونچا معلوم ہو رہا تھا — ہر ہر قدم پر منظر بدل رہا تھا — جو ابھی ایک درخت سا نظر آتا وہ دراصل کوئی جھاڑی نکلتی، اور کوئی جھاڑی درخت معلوم ہوتی —

۱۹

دھند آھستہ آھستہ اوپر اٹھہ رھی تھی، سرکنڈوں کی بھیگی بھیگی چھتیں نظر آنے لگیں اور پھر دیکھتے دیکھتے اوس نے دھند کی جگہ لے لی، اور احاطے کے قریب والا راستہ اور گھاس پانی میں ڈوب گئی — ھر طرف چمنیوں سے دھواں اٹھنے لگا — لوگ باگ گاؤں سے نکل رھے تھے، کوئی کام پر جارھا تھا، کوئی دریا پر، اور کوئی چوکی پر — شکاری بھیگی بھیگی گھاس سے ڈھکے ھوئے رستے پر بڑھنے لگے — کتے اپنے مالکوں کے اشارے پر نظر رکھے، دم ھلا ھلا کر راستے کے دونوں طرف دوڑ رھے تھے — مچھروں کے دل کے دل ھوا میں شکاریوں کا پیچھا کر رھے تھے — مچھروں کے دلوں نے شکاریوں کی پیٹھوں، آنکھوں اور بازوؤں کو ڈھک دیا — ھوا میں جنگل کی دھند اور گھاس کی بو بسی ھوئی تھی — اولینین برابر اس گاڑی کو گھور رھا تھا جس پر مریانکا بیٹھی ھوئی بیلوں کو ھنکا رھی تھی —

مکمل خاموشی تھی — تھوڑی دیر پہلے تک گاؤں کا شور سنائی دیا، لیکن اب وہ شکاریوں تک نہیں پہنچ رھا تھا — مگر کتے جھاڑیوں کے اندر بھاگتے تو وہ چرچرا اٹھتیں، اور کبھی کبھار پرندے ایک دوسرے کو پکارنے لگتے — اولینین جانتا تھا کہ جنگلوں میں خطرہ رھتا ھے — اور ایسی جگہوں میں ھمیشہ ابرک چھپے رھتے ھیں — لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ بندوق جنگل میں پیدل شخص کی بڑی حفاظت کرتی ھے — وہ خوفزدہ نہیں تھا — مگر اس نے سوچا کہ اس کی جگہ اور کوئی ھوتا تو ممکن ھے خوفزدہ ھو جاتا، اندھیرے اور دھندلے دھندلے جنگل کو دیکھہ کر اور بڑی توجہ سے ان مدھم مدھم آوازوں کو سن کر جو بہت کم کبھی ابھرتی ھیں، اس نے اپنی بندوق کی گرفت بدلی اور اسے ایک ایسا نیا اور خوش گوار احساس ھوا جو اس کے لئے بالکل نیا تھا — بروشکا چپا

آگے آگے جا رہے تھے — وہ ہر اس جوہڑ کے قریب ٹھہر جاتے جہاں جانوروں کے کھروں کے دو ہرے نشان نظر آ رہے تھے اور غور سے اس کا معائنہ کرنے لگتے — اور اولینین کو دکھاتے جاتے — وہ بمشکل ایک آدھ دفعہ ہی منہ سے بولا ہوگا، بس کبھی کبھی کھسر پھسر کر کے کچھ کہہ دیتا — وہ جس پگڈنڈی پر جا رہے تھے وہ کبھی گاڑیوں کے گزرنے سے وجود میں آئی تھی، لیکن ایک عرصہ ہوا گھاس نے اس راستے کو ڈھک لیا تھا — اس کے دونوں طرف چنار وغیرہ کا جنگل اس قدر گھنا تھا اور درختوں پر اتنی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں کہ ان کے پار کچھ دیکھنا ناممکن تھا — تقریباً ہر ہر درخت میں سر سے پاؤں تک جنگلی انگور کی بیلیں لپٹی ہوئی تھیں اور اس کے چاروں طرف زمین پر دوسری جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں — ہر چھوٹے سے چھوٹے چپہ زمین پر سیاہ گوندینوں کی جھاڑیاں اور روئیں‌دار پتوں کی دوسری مٹیالی سی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں — کہیں کہیں تیتروں کے پنجوں کے نشان اور ان کے چلنے کے قیف‌نما نشان راستے سے جنگل کی طرف چلے گئے تھے — ہر ہر موڑ پر اولینین اس جنگل کے اسقدر زیادہ گھنے ہونے پر حیران رہ جاتا، یہاں کبھی کسی مویشی کا گزر نہ ہوا ہوگا — اس نے پہلے کبھی اس قسم کا جنگل نہ دیکھا تھا — یہ جنگل اور یہ خطرہ، بڑے میاں اور ان کی پراسرار کھسرپھسر، مریانکا اور اس کا قوی اور سیدھا تنا ہوا بدن اور یہ پہاڑ، یہ سب اولینین کو خواب سا معلوم ہو رہا تھا —

''ایک تیتر پھنس گیا،، بڑے میاں نے چاروں طرف دیکھ کر، اپنی ٹوپی منہ پر کھینچتے ہوئے سرگوشی کی — ''اپنا ڈونگا ڈھکو! تیتر ہے!،، اس نے خفگی سے اولینین کو اشارہ کیا اور تقریباً چاروں ہاتھ پاؤں پر رینگنے لگا — ''اے آدمی کے ڈونگے اچھے نہیں لگتے!،،

اولینین ابھی پیچھے ہی تھا کہ بڑے میاں رک کر ایک درخت کا معائنہ کرنے لگے — درخت پر بیٹھا ہوا ایک بڑا تیتر کتے کو

بھونکتے دیکھ کر کڑکڑایا اور اولینین نے پرندے پر نظر ڈالی — لیکن اسی لمحے بروشکا کی بھاری بھر کم بندوق کی توپ جیسی دھائیں کی آواز ہوئی — پرندے نے پر پھڑپھڑائے اس کے چند پر جھڑے اور وہ نیچے آ رہا — بوڑھے کی طرف جاتے ہوئے اولینین نے دوسرے تیتر کو چونکا دیا — اس نے اپنی بندوق اٹھا کر نشانہ باندھا اور گولی چلا دی — لمحہ بھر تک پرندہ اڑتا رہا اور پھر گرتے گرتے شاخوں میں اٹکتا ہوا زمین پر آ گرا —

''واہ میاں صاحبزادے !،، بڑے میاں ہنس کر چلائے، وہ کبھی کسی اڑتے ہوئے پرندے کو نشانہ نہیں بناتے تھے —

انہوں نے تیتر اٹھا لئے اور آگے بڑھ گئے — اولینین جو اس ورزش اور تعریف کی وجہ سے بہت جذباتی ہو رہا تھا برابر بڑے میاں سے گپ کرتا جا رہا تھا —

'' ٹھہرو، اس طرف آؤ،، بروشکا نے بات کاٹ دی — ''کل میں نے اس طرف ہرن کے کھروں کے نشان دیکھے تھے —،،

جنگل کی طرف مڑ کر کوئی تین سو قدم چلنے کے بعد وہ گھستے ہوئے جنگل کے بیچوں بیچ ایک چھوٹے سے میدان میں پہنچ گئے جو زیادہ تر جھاڑیوں اور کہیں کہیں تھوڑا بہت پانی سے ڈھکا ہوا تھا — اولینین اس کہنہ مشق شکاری کا ساتھ نہ دے سکا — اور دفعتاً بروشکا چچا اولینین سے کوئی بیس قدم آگے بڑھ گئے — وہ اپنے ہاتھ سے کچھ اشارہ کر رہے تھے اور اسے بلا رہے تھے — ان کے قریب پہنچ کر اولینین نے دیکھا کہ بروشکا کسی آدمی کے قدموں کے نشان کی طرف اشارہ کر رہے ہیں —

''دیکھا تم نے؟،،

''ہاں؟،، اولینین نے حتی المکان انتہائی سکون سے بولتے ہوئے کہا — ''آدمی کے قدموں کے نشان —،،

اولینین کے دماغ میں بے اختیار کوپر کے ''راستہ ڈھونڈنے والے،،

اور ابرکوں کا خیال آگیا — لیکن جب اس نے بڑے میاں کے اگے بڑھنے کے پر اسرار انداز کو دیکھا تو اسے کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں پڑی — اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ پر اسرار انداز خوف کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا یا من چلے پن کی وجہ سے —

"نہیں یہ میرے اپنے قدموں کے نشان ہیں،، بڑے میاں نے سادگی سے جواب دیا — اور گھاس کی طرف اشارہ کیا جہاں کسی جانور کے کھروں کے نشان ابھی تک نظر آرہے تھے —

بڑے میاں بڑھتے رہے اور اولینین ان کے ساتھ ساتھ رہا — مزید بیس قدم نیچے اترنے کے بعد وہ ناخ کے ایک بڑے سے درخت کے پاس پہنچے، جس کے نیچے سیاہ زمین پر کسی جانور کی تازہ تازہ لید پڑی تھی — جنگلی انگور سے لدا ہوا یہ مقام ایک آرام دہ کنج کی طرح تاریک اور سرد تھا —

"وہ آج صبح یہاں آیا تھا،، بڑے میاں نے سرد آہ بھری — "نائد ابھی تک سیلی سیلی اور خاصی تازہ ہے —،،

اچانک انہوں نے کوئی دس قدم کے فاصلے پر جنگل میں خوفناک ٹکر کی آواز سنی — وہ دونوں چونک گئے اور انہوں نے اپنی اپنی بندوقیں سنبھال لیں، مگر انہیں کچھ بھی نظر نہ آیا، البتہ جھاڑیوں کے ٹوٹنے کی آواز آرہی تھی — لمحے بھر تک کسی کے قلانچیں بھرنے کی تیز اور مدھر دھپ دھپ سنائی دی اور پھر وہ کھوکھلی سی کھڑکھڑاہٹ میں بدل گئی اور اس کی گونج دور، اور دور ہوتی چلی گئی، جنگل میں اس کی گونج کا دائرہ بڑھتا چلا گیا — اولینین کو ایسا لگا جیسے کسی نے اسکے دل پر مکا سا مار دیا ہو — اسنے سرسبز جنگل میں جھانکا مگر بےسود، اور پھر وہ بڑے میاں کی طرف پلٹ گیا — بروشکا چچا ابھی تک کندھے پر بندوق رکھے بےحس وحرکت کھڑے تھے — ان کی ٹوپی پیچھے کو کھسک گئی تھی، آنکھوں میں عجیب غیر معمولی چمک تھی اور ان کا ٹوٹے پھوٹے زرد دانتوں والا منہ غصے

میں کھلا ہوا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ہمیشہ کیلئے اسی حالت میں رہ گیا ہو۔

''سینگوں والا بارہ سنگھا تھا!،، وہ بڑبڑائے اور ناامیدی سے اپنی بندوق پھینک کر اپنی سفید داڑھی نوچنے لگے۔ ''ٹھیک یہیں کھڑا تھا۔ ہمیں گھوم کر پگڈنڈی پگڈنڈی آنا چاہئے تھا! احمق! احمق!،، اور انہوں نے غصے سے اپنی داڑھی کو کھینچا۔ '' احمق! سور!،، انہوں نے اپنی داڑھی کو جھنجھوڑتے ہوئے دوہرایا۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی چیز جنگل کے اوپر چھائی ہوئی دھند سے اڑتی چلی جا رہی ہے۔ اور بارہ سنگھے کے چوکڑیاں بھرنے کی آواز کی گونج دور اور دور ہوتی چلی جا رہی تھی۔

بھوکا پیاسا، تھکاماندہ اولینین بڑے میاں کے ساتھ واپس لوٹا تو اندھیرا پھیل چکا تھا اس کی نس نس سے زندگی پھوٹ رہی تھی۔ کھانا تیار تھا۔ اس نے بڑے میاں کے ساتھ کھایا پیا، یہاں تک کہ وہ خوب گرم ہو گیا اور اسکی شوخی عود کر آئی۔ وہ باہر برساتی میں چلا گیا، اور پھر غروب آفتاب کے وقت اسکی آنکھوں کے آگے پہاڑ ابھرنے لگے۔ بڑے میاں پھر اپنے شکار کی، ابرکوں کی، محبوباؤں کی، اور اپنی وحشی، بہادرانہ، رنگا رنگ اور بے پروا زندگی کی لامحدود داستان سنانے لگے۔ مریانکا پھر اندر، باہر اور احاطے کے اس پار آ جا رہی تھی اور اسکے کرتے سے اسکے جسم کا طاقتور اور کنوارا شباب جھانک رہا تھا۔

۲۰

اگلے دن اولینین اکیلا اس مقام پر پہنچا جہاں اس نے اور بڑے میاں نے ہرن کو چونکا دیا تھا۔ بھانک کا چکر کاٹ کے جانے کے بجائے، وہ اوروں کی طرح خاردار باڑ سے کود گیا، وہ اپنے کوٹ

میں پھنسے ہوئے کانٹے بھی نہ نکالنے پایا تھا کہ اسکے کتے نے، جو اس کے آگے آگے بھاگ رہا تھا، دو تیتروں کو چونکا دیا — وہ جھاڑیوں تک پہنچا ہی تھا کہ ہر ہر قدم پر تیتروں نے پھدک پھدک کر اوپر ہونا شروع کر دیا (گزشتہ دن بڑے میاں نے اسے یہ جگہ نہیں دکھائی تھی، شاید ان کا ارادہ تھا کہ اس جگہ اپنے جال کے پیچھے سے بندوق چلائیں گے) — اولینین نے بارہ دفعہ بندوق چلائی اور پانچ تیتر مارے، مگر جھاڑیوں کے درمیان ان کے پیچھے چڑھتے چڑھتے وہ اس قدر تھک گیا تھا کہ جلد ہی پسینے میں شرابور ہو گیا — اس نے اپنے کتے کو آواز دی، اپنی بندوق کا گھوڑا گرایا اس میں کچھ کارتوس رکھے اور اپنے چرکیشیائی کوٹ کی لمبی چوڑی آستین سے مچھروں کو ہٹاتا ہوا آہستہ آہستہ اس جگہ کی طرف بڑھنے لگا جہاں کل وہ لوگ پہنچے تھے — کتے کو اپنے پیچھے رکھنا ناممکن ہوا جا رہا تھا — اسے خود پگڈنڈی پر بھی قدم کے نشان نظر رہے تھے — اور اولینین نے دو تیتر اور مار لئے — انہیں ڈھونڈنے کے بعد جب وہ منزل مقصود تک پہنچا تو دن چڑھ چکا تھا —

دن بہت صاف تھا، پرسکون اور گرم — جنگل تک میں صبح کی نمی خشک ہو چکی تھی — مچھروں کی فوج نے اولینین کا چہرہ، پیٹھ اور اسکے بازو ڈھک رکھے تھے — اسکا کتا سیاہ سے بھونسلا ہو چکا تھا — کیونکہ اسکی پیٹھ پر مچھروں کی چادر پڑی ہوئی تھی — اولینین کے کوٹ کا بھی یہی حال تھا جس کے اندر مچھر اپنے ڈنک چبھو رہے تھے — اولینین ان سے بھاگ نکلنے کو تیار تھا اور اسے محسوس ہونے لگا کہ گرمیوں میں تو اس گاؤں میں رہنا ناممکن ہوگا — وہ گھر کی طرف لوٹنے والا ہی تھا کہ اسے یاد آیا کہ آخر اور لوگ بھی تو اس مصیبت کو برداشت کر لیتے ہیں، چنانچہ اسنے بھی برداشت کرنے کی ٹھانی اور خود کو تختہ مشق بننے کیلئے پیش کر دیا — اور عجیب بات ہے کہ دوپہر ہوتے ہوتے یہ احساس

خاصا خوشگوار ہو گیا — اسے تو یہاں تک محسوس ہونے لگا کہ مچھروں سے پر اس فضا کے بغیر، پسینے میں ملے ہوئے مچھروں کی اس لئی کے بغیر، جو اسکے ہاتھہ نے اسکے چہرے پر مل دی تھی، اور پورے جسم میں ایک مسلسل جلن کے اس احساس کے بغیر جنگلوں کے مخصوص کردار اور ان کی دلکشی میں کچھہ کمی آجائے گی — اس بیکراں اور باافراط سبزے میں، چرندوپرند کے ان جھنڈوں میں جن سے جنگل پر تھے، ان تاریک جھاڑیوں میں، نمی کی بو سے لدی ہوئی اس ہوا میں گدلے پانی سے بھری ہوئی ان ندیوں میں، جنکا پانی تیرک سے رس رس کر آتا تھا، اور ندی کے اوپر جھکی ہوئی ٹہنیوں کے سائے میں کل کل کرتا رہتا تھا، غرض اس پورے منظر اور مچھروں کے ان دلوں میں کچھہ ایسی ہم‌آہنگی تھی کہ وہی چیز جو شروع میں اولینین کو خوفناک اور ناقابل برداشت معلوم ہوئی اب خوشگوار معلوم ہو رہی تھی — اس جگہ کے چکر کاٹنے کے بعد بھی، جہاں بارہ سنگھے سے ان کی مدبھیڑ ہوئی تھی، جب اسے کچھہ نہ ملا، تو اسے آرام کرنے کی خواہش ہوئی — سورج ٹھیک جنگل کے اوپر چمک رہا تھا، جیسے ہی وہ کسی کھلی جگہ یا سڑک پر پہنچتا، سورج کی عمودی کرنیں اسکے سر اور کمر پر پڑنے لگتیں — سات بھاری بھاری تیتروں کا بوجھہ اسکی کمر پر لدا ہوا تھا — بارہ سنگھے کا راستہ ڈھونڈھ کر وہ جنگل کی جھاڑیوں میں رینگتا ہوا وہاں پہنچ گیا جہاں بارہ سنگھا لیٹا تھا، اور اس کی ماند میں لیٹ گیا — اس نے اپنے ارد گرد تاریک جھاڑیوں کا جائزہ لیا، اور اس مقام پر نظر ڈالی جو بارہ سنگھے کے پسینے اور خشک لید کی بو میں بسا ہوا تھا، اور جہاں بارہ سنگھے کے گھٹنوں کے نشان، اس کی کھرچی ہوئی سیاہ مٹی اور خود اولینین کے پاؤں کے نشان موجود تھے — اسے بہت خنکی اور آرام محسوس ہوا، نہ اس کے ذہن میں کوئی خیال تھا، نہ دل میں کوئی خواہش — اور یکبارگی اسکا رواں رواں بے سبب

خوشی کے انوکھے جذبات سے بھر گیا اسکے دل میں ہر ہر چیز کیلئے محبت کی لہر دوڑ گئی — اور اپنے بچپن کی پرانی عادت کے مطابق وہ اپنے اوپر صلیب کا نشان بنانے اور نجانے کس کا شکریہ ادا کرنے لگا — اور پھر اس کے ذھن میں نہایت واضح خیال آیا — ''میں، دمتری اولینین، ایک ایسی ھستی جو اور تمام ھستیوں سے اتنی زیادہ مختلف اور نمایاں ھے، میں یہاں بالکل تنہا لیٹا ھوں، خدا جانے کہاں — جہاں کبھی کوئی بوڑھا بارہ سنگھا رہا کرتا تھا — ایک خوبصورت ھستی، جس نے شاید کبھی کسی آدمی کی صورت بھی نہ دیکھی ھوگی — میں ایک ایسی جگہ بیٹھا ھوں، جہاں کبھی کوئی انسان نہ بیٹھا ھوگا، جہاں کبھی کسی انسانی ذھن نے یہ باتیں نہ سوچی ھوں گی — میں یہاں بیٹھا ھوں، اور میرے چاروں طرف نئے اور پرانے درخت اگے ھوئے ھیں — ان میں سے ایک درخت پر جنگلی انگور کی بیل لپٹی ھوئی ھے اور اس پر تیتر پھڑ پھڑا رھے ھیں، وہ ایک دوسرے کو دھکیل رھے ھیں اور شاید انھوں نے اپنے مقتول بھائیوں کی بو پالی ھے —'' اس نے اپنے تیتروں کو ٹٹولا، انھیں الٹ پلٹ کے دیکھا اور اپنے ھاتھ کا گرم گرم خون اپنے کوٹ سے پونچھ دیا — ''شاید کیڑے بھی ان کی بو پالیں گے — اور بے اطمینانی سے کسی اور سمت میں پلٹ جائیں گے — میرے سر کے اوپر ان پتیوں کے درمیان، جو مچھروں کی نظر میں اچھے خاصے جزیرے ھیں، وہ ھوا میں بھنبھنا رھے ھیں، ایک، دو، تین، چار، سو، ھزاروں اور کروڑوں مچھر، وہ سب کچھ نہ کچھ بھنبھنا رھے ھیں، اور ان میں سے ھر ایک دمتری اولینین ھے، ایک دوسرے سے اتنا ھی مختلف اور نمایاں جتنا خود میں ھوں —'' اس کے ذھن میں دھندلا دھندلا سا خیال آیا کہ مچھر کہہ رھے ھیں ''ادھر، بھائیو ادھر! یہاں کوئی ھمارا لقمہ بننے کیلئے موجود ھے!'' وہ بھنبھناتے اور اس سے ٹکرا جاتے — اور اس کے ذھن میں نہایت واضح خیال ابھرا کہ وہ روسی امرأ کے طبقے کا اور

ماسکو کی اونچی سوسائٹی کا فرد نہیں ہے، وہ فلاں فلاں حضرات کا دوست اور رشتےدار نہیں ہے بلکہ ان مچھروں، تیتروں یا ہرنوں میں سے ایک ہے جو اس وقت اسکے ارد گرد سانس لے رہے تھے — ''میں بھی بالکل ان ہی کی طرح اور بروشکا چچا کی طرح جیوں گا اور مرجاؤں گا، اور پھر جیسا کہ وہ کہتے ہیں میری قبر پر گھاس کے چند تنکے اگ جائیں گے اور بس —،،

''مگر گھاس اگ بھی آئے تو کیا؟،، وہ سوچتا چلا گیا — ''پھر بھی مجھے زندہ رہنا چاہئے اور خوش رہنا چاہئے، کیونکہ مجھے خوشی اور صرف خوشی کی تلاش ہے — اس سے کیا کہ میں کون ہوں — اوروں کی طرح کوئی جانور ہوں، جس کی قبر پر گھاس اگ آئے گی اور بس، یا کوئی چوکھٹا ہوں جس میں کسی خدا کا جلوہ چھپا ہوا ہے — جو بھی ہوں مجھے زندگی کا بہترین استعمال کرنا چاہئے — ہاں تو پھر خوش رہنے کا طریقہ کیا ہے، اور میں اب تک خوش کیوں نہیں رہ سکا؟،، اور وہ اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں سوچنے لگا، اور اسے اپنے آپ سے کراہیت آنے لگی — وہ اپنی نظروں میں ایک ایسا خودغرض انسان نظر آنے لگا جو ہر وقت کچھہ نہ کچھہ مطالبہ کرتا رہا ہو، حالانکہ اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس پورے عرصے میں اسے اپنے لئے صحیح معنوں میں کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی — وہ برابر جھاڑیوں کو ان سے چھن چھن کر آتی ہوئی روشنی کو، ڈوبتے ہوئے سورج کو، اور صاف شفاف آسمان کو دیکھتا رہا، اور پھر پہلے جتنا خوش خوش اور ہلکا ہلکا محسوس کرنے لگا —

''اب میں خوش کیوں ہوں، پہلے میں آخر کس مقصد سے زندہ تھا؟،، اس نے سوچا — ''میں نے اپنے لئے کیا کیا مطالبے کئے — میں نے کس کس طرح منصوبے بنائے، لیکن سوائے شرم و افسوس کے کبھی کچھہ ہاتھہ نہ لگا! اور اب مجھے خوش ہونے کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں،، اور اچانک اسکی آنکھوں کے سامنے ایک

نئی روشنی جگمگا اٹھی — ''خوشی و مسرت یہ ہے!،، اس نے اپنے آپ سے کہا ''دوسروں کیلئے زندہ رہنا ہی خوشی و مسرت کا راز ہے — یہ بات بالکل صاف ہے — خوشی و مسرت کی خواہش ہر شخص کی فطری خواہش ہے اور اسی لئے یہ خواہش بجا ہے — اور جب آدمی اس خواہش کو خودغرضی کے ساتھہ پورا کرنا چاہتا ہے — یعنی صرف اپنے لئے امارت، شہرت، راحت و محبت تلاش کرنے لگتا ہے — تو ہو سکتا ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ یہ فطری خواہش پوری نہ ہو سکے — اس کا مطلب ہے کہ خوشی و مسرت کی ضرورت تو بجا ہے لیکن یہ خواہش بجا نہیں — لیکن وہ خواہشات کون سی ہیں، جو خارجی حالات کے باوجود پوری ہو سکیں؟ وہ کیا ہیں؟ محبت، نفس کشی!،، اور یہ حقیقت معلوم کر لینے کے بعد وہ انتہائی خوش، انتہائی جذباتی ہو گیا، کیونکہ اسے یہ ایک نئی حقیقت، نئی سچائی معلوم ہو رہی تھی، اور اچانک وہ اچھل پڑا اور بے تابی سے کسی کی تلاش کرنے لگا جس کیلئے وہ اپنی زندگی قربان کر دے، جس پر لطف و مہربانی کی بارش کر سکے، جس سے محبت کر سکے — ''آدمی کو اپنے لئے کسی چیز کی خواہش نہیں،، وہ سوچ رہا تھا ''تو پھر دوسروں کی خاطر کیوں نہ جیا جائے؟،،

اس نے جلد از جلد گھر واپس پلٹنے کا ارادہ کرکے اپنی بندوق سنبھالی، تاکہ وہ اس منصوبے پر سوچ بچار کر سکے اور کسی کے ساتھہ نیکی کرنے کا موقع ڈھونڈ سکے — وہ جنگل سے باہر نکلنے کے لئے چل پڑا —

کھلے حصے میں پہنچنے کے بعد اس نے چاروں طرف نظر ڈالی — سورج چھپ رہا تھا — درختوں کی اونچی چوٹیوں نے خنکی کو اور بڑھا دیا اور وہ جگہ اسے بہت عجیب سی لگی — وہ گاؤں کے ارد گرد کے علاقے جیسی نہیں تھی — معلوم ہو رہا تھا کہ ہر چیز بدلی ہوئی ہے — موسم اور جنگلوں کا رنگ ڈھنگ ہی کچھہ اور تھا، آسمان بادلوں سے

ڈھکا ہوا تھا، درختوں کی چوٹیوں میں ہوا سائیں سائیں کر رہی تھی اور چاروں طرف جھاڑیوں اور ٹوٹے ہوئے سڑے گلے درختوں کے سوا کچھ نہ تھا — اس نے اپنے کتے کو آواز دی جو کسی جانور کے تعاقب میں بھاگ لیا تھا، اور اسکی آواز اس طرح گونج اٹھی جیسے وہ کسی صحرا میں ہو — اور اچانک خوف و دہشت کے احساس نے اسے گھیر لیا — وہ خوفزدہ ہو گیا — اسے ابرکوں کا خیال آ گیا اور قتل کی وارداتیں یاد آگئیں جن کے بارے میں اسے بتایا گیا تھا — اور اسے مستقل یہ دھڑکا لگا رہا کہ کسی بھی لمحے کوئی ابرک کسی جھاڑی کے پیچھے سے اس پر کود پڑیگا — اور اسے یا تو اپنی زندگی کے لئے جدوجہد کرنا اور مر جانا پڑیگا یا پھر بزدلی کا شکار ہونا پڑے گا — اور وہ اس ڈھنگ سے خدا اور دوسری دنیا کی زندگی کے بارے میں سوچنے لگا جس ڈھنگ سے اس نے ایک عرصے سے نہیں سوچا تھا — اس کے چاروں طرف قدرتی مناظر تھے، اداس، سخت اور جنگلی مناظر — ''اور صرف اپنی خاطر زندہ رہنا بھی کوئی زندگی ہے،، اس نے سوچا — ''جبکہ کسی بھی لمحے آدمی کی زندگی کا تار ٹوٹ سکتا ہے، جبکہ آدمی کوئی اچھا کام کئے بغیر ہی ختم ہو سکتا ہے، اور اس طرح ختم ہو سکتا ہے کہ کسی کو اسکی خبر بھی نہ ہونے پائے؟،، وہ اس سمت میں چل پڑا جدھر اسکے خیال میں گاؤں آباد تھا — اس کے ذہن میں شکار کا دور دور کوئی خیال نہ تھا — وہ تھکن سے چور چور تھا، اور انتہائی غور سے بلکہ ہلکے سے خوف کے ساتھ ہر ہر جھاڑی اور درخت کو دیکھ رہا تھا — ہر لمحے اسے یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ ابھی اسے اپنی جان بچانے کی خاطر کسی حادثے سے دو چار ہونا پڑے گا — خاصی دیر ادھر ادھر بھٹکنے کے بعد وہ ایک تلیا کے پاس پہنچا جس میں تیرک کا ٹھنڈا اور ریتیلا پانی بہہ رہا تھا — وہ اب زیادہ بھٹکنا نہیں چاہتا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہی چلنا چاہئے — وہ یہ جانے بغیر چلتا رہا کہ تلیا اسے

کہاں پہنچا دے گی — اچانک اسکے عقب میں جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی — وہ کانپ اٹھا، اور اس نے بندوق سنبھال لی — اگلے ہی لمحے وہ شرم سے پانی پانی ہو گیا — اسکا کتا، جو انتہائی جذباتی ہو رہا تھا اور بری طرح ہانپ رہا تھا تلیا کے ٹھنڈے پانی میں کود گیا تھا—وہ اب پانی پی رہا تھا —

اس نے بھی پانی پیا اور پھر کتے کے پیچھے پیچھے جس سمت میں وہ جا رہا تھا اسی سمت میں خود بھی چل پڑا — اسے خیال تھا کہ کتا اسے گاؤں کی طرف لے جائےگا — مگر کتے کی موجودگی کے باوجود اس کے گرد و پیش کی فضا زیادہ سے زیادہ اداس ہوتی چلی گئی — جنگل اور زیادہ تاریک ہو گیا اور ٹوٹے پھوٹے بوڑھے درختوں کی چوٹیوں میں ہوا تند سے تندتر ہو گئی — بڑے بڑے پرندے چوں چوں کرتے ہوئے ان درختوں میں بنے ہوئے گھونسلوں کے گرد گھوم رہے تھے — درختوں وغیرہ کی تعداد کم ہوتی چلی گئی اور اب تو ہر تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ سرسراتی ہوئی جھاڑیوں اور تنگی ریتیلی زمین سے گزرنے لگتا جس پر جانوروں کے کھروں کے نشان بنے ہوئے تھے — ہوا کی سائیں سائیں میں ایک اور ناخوشگوار اور بےرنگ شور مل گیا تھا — وہ بہت ہی تھکا تھکا محسوس کر رہا تھا — کمر پر ہاتھہ رکھہ کر اس نے اپنے تیتروں کو ٹٹولا، تو ایک تیتر کم نکلا، وہ کسی طرح الگ ہوکر غائب ہو گیا تھا — صرف اسکا خون آلود سر اور گردن پٹی میں پھنسے رہ گئے تھے — وہ پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ ہو گیا — اور خدا سے دعا مانگنے لگا — اسے سب سے زیادہ یہ خطرہ تھا کہ وہ کوئی نیکی یا کوئی اچھا کام کئے بغیر ہی مر جائےگا — اور اسے زندہ رہنے کی کتنی خواہش تھی، زندہ رہنے کی اور نفس کشی کے سلسلے میں کوئی بڑا کارنامہ انجام دینے کی —

۲۱

اچانک اسے ایسا محسوس ہوا جیسے سورج نے اسکی روح کو روشن کر دیا ہو، اسکے کان میں روسی بولنے کی آواز پہنچی، اور تیز رو مگر ہموار تیرک کے بہنے کی کل کل سنائی دی، اور چند قدم آگے اسے دریا کی بھوری بھوری متحرک سطح، کناروں اور گڑھوں کی گیلی گیلی اور بےرنگ ریت، دور فاصلے پر پھیلا ہوا اسٹیپ، اور پانی کے کنارے ابھرا ہوا چوکی کا پہرے والا مینار نظر پڑا — جھاڑیوں کے درمیان ایک لنگڑا گھوڑا نظر آیا جس پر زین کسی ہوئی تھی، اور پھر اسکی نظروں کے سامنے پہاڑ ابھر آئے — لمحے بھر کے لئے بادل کے پیچھے سے سرخ سرخ سورج ابھرا اور دریا، جھاڑیوں، پہرے والے مینار اور کئی کزاکوں پر اسکی آخری کرنیں شوخی سے چمک اٹھیں، اور اولینین کی نظر لوکاشکا کے طاقتور جسم پر پڑی —

اولینین کو محسوس ہوا کہ وہ پھر بلا کسی خاص وجہ کے خوش تھا، بہت خوش — وہ تیرک کے کنارے نژنی پروتوتسکی چوکی پر پہنچ گیا تھا — اس کے سامنے، دریا کے اس پار ایک پرامن آؤل پھیلا ہوا تھا — اس نے کزاکوں سے صاحب سلامت کی اسے ابھی تک کسی کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنے کا موقع نہیں ملا تھا، وہ جھونپڑی کے اندر چلا گیا — جھونپڑی میں بھی اسے اسکا موقع نہ مل سکا — کزاکوں نے سرد مہری سے اسکا استقبال کیا — کچی جھونپڑی میں داخل ہوکر اس نے سگرٹ سلگائی — کزاکوں نے اس کی طرف کوئی خاص دھیان نہیں دیا، کیونکہ پہلی بات تو یہ کہ وہ سگرٹ پی رہا تھا اور دوسری بات یہ کہ اس شام کچھ اور ہی بات ان کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی — کچھ چیچنائی دشمن، جو مقتول ابرک کے عزیز تھے، مقتول کی لاش لینے ایک اسکاؤٹ کے ساتھ پہاڑ سے آئے تھے — اور کزاک گاؤں سے اپنے افسر کے آنے کی راہ دیکھ

رہے تھے — مقتول کا بھائی، جس کا قد لمبا، اور جسم متناسب تھا، اور جس کی چھوٹی سی داڑھی لال رنگی ہوئی تھی، اپنے پھٹے پرانے کوٹ اور ٹوپی کے باوجود کسی بادشاہ کی طرح پرسکون اور شاندار معلوم ہو رہا تھا — اس کی صورت مقتول ابرک سے بہت ملتی تھی — اس نے کسی پر اچٹتی ہوئی سی نظر بھی نہیں ڈالی، اور ایک دفعہ بھی لاش کی طرف نہ دیکھا — وہ چھاؤں میں اکڑوں بیٹھا چھوٹا سا حقہ پیتا رہا اور تھوکتا رہا — کبھی کبھی وہ بڑے حاکمانہ انداز میں حلق سے کچھ آواز نکالتا اور اس کے ساتھی فوراً نہایت احترام کے ساتھ اسکا حکم بجا لاتے — وہ غالباً کوئی ژی گیت تھا وہ پہلے بھی کئی دفعہ مختلف حالات میں روسیوں کا سامنا کر چکا تھا — اور اس لئے اسے ان کی کسی بات پر کوئی حیرت ہو رہی تھی نہ اس میں دلچسپی آ رہی تھی — اولینین لاش کے قریب گیا، وہ اسکی طرف دیکھ رہا تھا کہ مقتول کا بھائی خاموش نفرت کے ساتھ اسے دیکھتا ہوا قریب سے گزر گیا، اور اس نے نہایت تیزی اور خفگی سے کچھ کہا — اور اسکاؤٹ نے تیزی سے آگے بڑھ کر مقتول کے کوٹ سے اسکا چہرہ ڈھک دیا — اولینین نے ژی گیت کے چہرے پر ایسا وقار اور ایسی ترشی دیکھی کہ وہ حیران رہ گیا — وہ اس سے باتیں کرنے لگا — اس نے پوچھا کہ تم کس گاؤں سے آئے ہو، مگر چیچپائی نے اس پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی، اور نفرت و حقارت سے تھوک کر منہ پھیر لیا — اولینین کو اس پر بےحد حیرت ہوئی کہ چیچپائی نے اس میں بالکل دلچسپی نہیں لی، اور اس نے سوچا کہ یہ بے توجہی اسکی حماقت اور روسی زبان سے اسکی ناواقفیت کا نتیجہ ہے — چنانچہ وہ اسکاؤٹ کی طرف پلٹا جو مترجم کا کام بھی کر رہا تھا — اسکاؤٹ بھی پہلے شخص کی طرح پھٹے حال تھا، مگر اسکے بال سرخ کے بجائے سیاہ تھے، وہ بہت ہی چلبلی طبیعت کا تھا — اسکے دانت انتہائی چمکدار سفید تھے اور آنکھیں بےحد چمکدار

سیاہ — اسکاؤٹ بخوشی باتیں کرنے لگا، پھر اس نے ایک سگرٹ مانگی —

''پانچ بھائی تھے،، اسکاؤٹ نے اپنی ٹوٹی پھوٹی روسی میں کہنا شروع کیا — ''روسیوں نے یہ تیسرے بھائی کو مارا ہے — اب صرف دو رہ گئے ہیں — یہ ژی گیت ہے، بہت بھاری ژی گیت!،، اس نے چیچنائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا — ''جب انہوں نے احمت خان یعنی اس مقتول کو مارا، تو یہ دوسرے کنارے پر جھاڑیوں میں چھپا بیٹھا تھا — اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا — اسے کشتی میں ڈال کر کنارے پر لاتے ہوئے بھی دیکھا — یہ رات تک وہیں بیٹھا رہا، وہ تو بڈھے کو مارنا چاہتا تھا مگر دوسروں نے مارنے نہیں دیا —،،

لوکاشکا مقرر کے پاس آبیٹھا —

''تم کس آؤل کے ہو؟،، اس نے پوچھا —

''ادھر پہاڑوں کی طرف کا ہوں،، اسکاؤٹ نے تبرک کے اس پار دھندلی دھندلی گھاٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا — ''سوبوکسو کا نام سنا ہے تم نے؟ وہاں سے تقریباً آٹھ میل آگے ہے —،،

''تم سوبوکسو کے غوری خان کو جانتے ہو؟،، لوکاشکا نے پوچھا، غالباً اسے اپنی ملاقات پر فخر تھا — ''وہ میرا کوناک ہے —،،

''میرا پڑوسی ہے وہ،، اسکاؤٹ نے جواب دیا —

''اچھا آدمی ہے!،، اور لوکاشکا کی دلچسپی جو بڑھی تو وہ اسکاؤٹ سے تاتاری میں باتیں کرنے لگا —

اسی وقت ایک کزاک لیفٹیننٹ اور گاؤں کا مکھیا گھوڑوں پر نمودار ہوئے — ان کے ساتھ دو کزاک اور تھے — لیفٹیننٹ نے، جو حال ہی میں کزاک افسر مقرر ہوا تھا، کزاکوں کو سلام کیا، مگر روسی فوجیوں کی طرح ان میں سے کوئی نہیں چلایا ''آداب عرض جناب عالی،، صرف چند ایک نے اشارے سے جواب دیا —

بعض بعض، جن میں لوکاشکا بھی شامل تھا اٹھ کر فوجی انداز میں کھڑے ہو گئے — کاربورل نے کہا کہ چوکی پر حالات ٹھیک ٹھیک ہیں — اولینین کو یہ سب باتیں بہت مضحکہ‌خیز معلوم ہوئیں، اسے ایسا لگا گویا یہ کزاک سپاہیوں کی نقل کر رہے ہیں۔ مگر جلد ہی یہ کاروباری انداز ختم ہو گیا اور معمولی انداز میں بات ہونے لگی، اور لیفٹیننٹ جو اوروں کی طرح ایک زوردار کزاک تھا مترجم سے فرانسیسی تاتاری میں بات کرنے لگا — انہوں نے ایک دستاویز تیار کر کے اسکاؤٹ کو دی اور اس سے کچھ روپیہ وصول کیا، پھر وہ لاش کی طرف بڑھے —

''لوکا گاوری‌لوف کون ہے؟،، لیفٹیننٹ نے پوچھا —

لوکاشکا ٹوپی اتار کر آگے بڑھا —

''میں نے کمانڈر سے تمہارے کارنامے کا ذکر کر دیا ہے — معلوم نہیں اسکا کیا نتیجہ نکلے، میں نے سفارش کی ہے کہ تمہیں کراس عطا کیا جائے — تم ابھی بہت کم عمر ہو اس لئے کاربورل تو بنائے نہیں جا سکتے — تم پڑھ سکتے ہو؟،،

''نہیں، میں نہیں پڑھ سکتا —،،

''مگر دیکھنے میں کیا زوردار نوجوان ہے!،، لیفٹیننٹ نے پھر کمانڈر کا روپ دھارتے ہوئے کہا — ''اپنی ٹوپی پہن لو، یہ کس گاوری‌لوف کا بیٹا ہے؟ چوڑے چکلے کا — ہیں؟،،

''اسکا بھتیجا ہے،، کاربورل نے جواب دیا —

''جانتا ہوں، جانتا ہوں، لاؤ، ہاتھ لاؤ،، اس نے کزاکوں کی طرف پلٹتے ہوئے کہا —

لوکاشکا کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آنے لگا — وہ کاربورل کے پاس سے ہٹ گیا، اور ٹوپی اوڑھ کر اولینین کے برابر جا بیٹھا —

لاش کشتی کے پاس پہنچ گئی تو بھائی کنارے پر اترا،

کزاک اسے راستہ دینے کیلئے بے اختیار ایک طرف کو ہٹ گئے، وہ کشتی میں کود پڑا اور اپنی ٹانگ کے زور دار دھکے سے اسے کنارے سے دور ہٹا لیا — اور اولینین نے دیکھا کہ اب پہلی دفعہ اس نے تیزی سے کزاکوں پر ایک نظر ڈالی، اور پھر عجیب بے تکے پن سے اپنے ساتھی سے کچھ پوچھا — اس نے کچھ کہہ کر لوکاشکا کی طرف اشارہ کیا — چیچپائی نے لوکاشکا کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے مڑکر دوسرے کنارے کو تکنے لگا — اسکی نظروں میں نفرت نہیں تھی حقارت تھی — اس نے پھر کچھ کہا —

''کیا کہہ رہا ہے یہ؟،، اولینین نے چلبلے اسکاؤٹ سے پوچھا —

''تمہارے لوگ ہمارے آدمیوں کو مارتے ہیں اور ہمارے تمہاروں کو، ہمیشہ یونہی ہوتا ہے —،، اسکاؤٹ نے جواب دیا، وہ غالباً دل سے گڑھ کے کہہ رہا تھا — اور کشتی میں کودتے ہوئے وہ مسکرایا اور اسکے سفید دانت چمکنے لگے —

مقتول کا بھائی بے حس و حرکت بیٹھا دوسرے کنارے کو تک رہا تھا — اس کے دل میں ایسی نفرت و حقارت بھری ہوئی تھی کہ اسے دریا کے اس پار کی کسی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں آسکتی تھی — اسکاؤٹ کشتی کے ایک کنارے کھڑا ہوا کبھی اس طرف چپو چلا رہا تھا اور کبھی اس طرف وہ انتہائی مہارت سے کشتی بھی کھیتا جا رہا تھا اور ان تھک بولتا بھی جا رہا تھا — دریا کو کاٹتی ہوئی کشتی چھوٹی ہوتی چلی گئی — اور آوازیں مدھم ہوتی چلی گئیں، یہاں تک کہ آخرکار وہ دوسرے کنارے پر اتر گئے، کشتی ابھی تک نظر آ رہی تھی — کنارے پر ان کے گھوڑے تیار کھڑے تھے — انہوں نے لاش اٹھائی اور (حالانکہ گھوڑا بدکا) اسے ایک زین پر لٹا دیا، گھوڑے پر سوار ہوئے اور پیدل کی رفتار سے سڑک پر روانہ ہو گئے — وہ ایک آول کے قریب سے گزرے جہاں سے بہت سے لوگوں کا ہجوم انہیں دیکھنے نکل پڑا —

دریا کے روسی کنارےوالے کزاک بہت مطمئن اور خوش تھے۔ ہر طرف سے ہنسی دل لگی کی آوازیں آ رہی تھیں — لیفٹیننٹ اور گاؤں کا مکھیا ترمال اڑانے کیلئے کچے جھونپڑے میں چلے گئے — لوکاشکا گھٹنوں پر کہنیاں ٹکا کر اولینین کے برابر بیٹھ گیا، وہ اپنے خوشی سے کھلے ہوئے چہرے پر سنجیدگی پیدا کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا — وہ ایک چھڑی چھیلنے لگا —

''تم سگرٹ کیوں پیتے ہو؟،، اس نے بناوٹی تجسس سے پوچھا — ''اچھی ہوتی ہے کیا؟،،

غالباً وہ صرف اس لئے بات کر رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اولینین کزاکوں کے درمیان کچھ پریشان ہے اور تنہائی محسوس کر رہا ہے —

''بس عادت کی بات ہے،، اولینین نے جواب دیا — ''کیوں؟،،

''ہوں، اگر ہم میں سے کوئی سگرٹ پینے لگے تو آفت آجائے! وہ دیکھو پہاڑ زیادہ دور نہیں ہیں،، لوکاشکا نے کہا — ''پھر بھی آدمی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا! تم اکیلے واپس کیسے جاؤگے؟ اندھیرا پھیلتا جا رہا ہے — اگر تم چاہو تو میں تمہیں پہنچا دوں — بس تم کاریورل سے مجھے چھٹی دلوا دو —،،

''کیا اچھا جوان ہے!،، اولینین نے کزاک کے پر مسرت چہرے کی طرف دیکھ کر سوچا، اسے مریانکا یاد آ گئی اور اس پیار کا خیال آ گیا جسکی آواز اس نے پھاٹک کے پاس سنی تھی — اولینین کو لوکاشکا پر رحم آ گیا کیونکہ اسے تہذیب سے دور دور کوئی واسطہ نہ تھا — ''کیا بکواس ہے،، اس نے سوچا — ''آدمی آدمی کو مارتا ہے، اور پھر اپنے آپ سے اسقدر خوش اور مطمئن ہوتا ہے جیسے اس نے کوئی بے نظیر کام کیا ہو، کیا اسے کسی طرح یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے جس پر خوش ہوا جا سکے، کیا وہ نہیں سمجھتا کہ دوسروں کو مارنے سے

خوشی و مسرت حاصل نہیں ہوتی بلکہ خود کو قربان کر دینے سے ہوتی ہے؟،،

''ہوں، اب کبھی اس کے ہتھے نہ چڑھنا، یارا،، ایک کزاک نے لوکاشکا سے کہا، وہ کشتی کے جانے کا منظر دیکھ چکا تھا۔ ''تم نے سنا وہ تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا؟،،

لوکاشکا نے سر اٹھایا۔ ''کون، میرا دینی بیٹا؟،، لوکاشکا نے کہا، اس کا اشارہ مقتول چیچپائی کی طرف تھا۔

''تمہارا دینی بیٹا، تو اب زندہ نہیں ہوگا، مگر لال بالوں والا دینی بیٹے کا بھائی تھا!،،

''ارے اسے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ وہ خود زندہ سلامت نکل گیا۔،، لوکاشکا نے جواب دیا۔

''تمہیں اتنی خوشی کس بات کی ہے؟،، اولینین نے پوچھا۔ ''فرض کرو تمہارا بھائی مارا جائے تو تمہیں خوشی ہوگی؟،،

کزاک نے ہنستی ہوئی آنکھوں سے اولینین کی طرف دیکھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اولینین جو کچھ کہنا چاہتا تھا وہ سب سمجھ گیا، لیکن شاید وہ ان باتوں سے بہت اونچا تھا۔

''ہاں، ایسا بھی ہوتا ہے، کبھی کبھی ہمارے ساتھی نہیں مارے جاتے کیا؟،،

۲۲

لیفٹیننٹ اور گاؤں کا مکھیا گھوڑوں پر سوار ہوکر چلے گئے۔ اور اولینین نے لوکاشکا کو خوش کرنے کی خاطر، اور اس خیال سے کہ اسے تاریک جنگل سے تنہا نہ جانا پڑے، کاربورل سے کہا کہ وہ لوکاشکا کو چھٹی دے دے، کاربورل راضی ہو گیا۔ اولینین نے سوچا کہ لوکاشکا مریانکا سے ملنا چاہتا ہے، اور وہ بھی اتنے خوبصورت

اور ملنسار کزاک کا ساتھہ ہونے کے خیال سے خوش تھا — اس کی نظر میں لوکاشکا اور مریانکا ایک تھے، اور اسے ان کے متعلق سوچنے میں لطف آ رہا تھا — ''اسے مریانکا سے محبت ہے —،، اولینین نے سوچا ''اور میں بھی اس سے محبت کر سکتا تھا —،، اور لوکاشکا کے ساتھہ تاریک جنگل سے گزرتے ہوئے اس کے دل میں محبت کا ایک عجیب، انوکھا اور طاقتور جذبہ موجیں مارنے لگا — لوکاشکا بھی خوش تھا — ان دو، بالکل مختلف نوجوانوں کے دلوں میں ایک عجیب سا جذبہ، کچھہ محبت سے ملتا جلتا سا جذبہ انگڑائیاں لے رہا تھا — جب بھی وہ ایک دوسرے کو دیکھتے، ہنسنے کو بے تاب ہو جاتے —

''تم کس پھاٹک سے داخل ہوتے ہو؟،، اولینین نے پوچھا —

''درمیانی پھاٹکوں سے، مگر میں تمہیں دلدل تک پہنچا دوں گا — اس کے بعد ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے —،،

اولینین ہنسنے لگا —

''تم سمجھتے ہو مجھے ڈر لگ رہا ہے، جاؤ تم واپس چلے جاؤ، شکریہ بہت بہت، میں تنہا جا سکتا ہوں —،،

''نہیں نہیں ٹھیک ہے، مجھے کرنا ہی کیا ہے؟ اور ظاہر ہے تمہارا ڈرنا بالکل فطری بات، خود ہمیں خوف محسوس ہوتا ہے،، لوکاشکا نے اولینین کی خودی کو مطمئن کرنے کے لئے کہا، اور خود بھی ہنس پڑا —

''تو پھر آؤ میرے ساتھہ چلو، ذرا باتیں رہیں گی، پینا پلانا ہوگا، اور صبح کو تم واپس چلے جانا —،،

''تم سمجھتے ہو مجھے رات بھر کیلئے کوئی ٹھکانا ہی نہیں مل سکتا!،، لوکاشکا ہنسا ''مگر کاربوزل نے مجھہ سے واپس آنے کو کہا ہے —،،

''کل رات میں نے تمہیں گاتے سنا، اور تمہیں دیکھا بھی...،،

''پھر...،، لوکاشکا نے سر کو جھٹکا دیا —

''کیا یہ ٹھیک ہے کہ تمہاری شادی ہو رہی ہے؟،، اولینین نے پوچھا۔

''ماں میری شادی کرنا چاہتی ہے، مگر میرے پاس تو اب تک گھوڑا بھی نہیں ہے۔،،

''کیا تم باقاعدہ فوج میں نہیں ہو؟،،

''میعاد کے اعتبار سے تو نہیں ہوں! میں حال ہی میں بھرتی ہوا ہوں، مجھے ابھی تک گھوڑا نہیں ملا، اور ابھی مل بھی نہیں سکتا۔ اسی لئے شادی بھی کھٹائی میں پڑی ہوئی ہے۔،،

''اور گھوڑے کی قیمت اندازاً کیا ہوگی؟،،

''ابھی کل ہی کی تو بات ہے ہم دریا کے اس پار ایک گھوڑے کے دام ٹھیک کر رہے تھے، گھوڑے والے چاندی کے ساٹھ روبل میں دینے کو بھی تیار نہیں تھے، حالانکہ یہی معمولی نوگائی گھوڑا تھا۔،،

''میرے دربان بنوگے؟،، (دربان ایک قسم کا اردلی ہوتا تھا جو مہم کے زمانے میں کسی افسر کا اردلی مقرر کر دیا جاتا تھا۔) ''میں اسکا انتظام کر لوں گا اور تمھیں گھوڑا بھی دے دوں گا،، اچانک اولینین نے کہا۔ ''واقعی، دیکھو نا میرے پاس دو گھوڑے ہیں اور مجھے دو کی ضرورت نہیں ہے۔،،

''دونوں کی ضرورت نہیں ہے؟،، لوکاشکا نے ہنس کر دوہرایا۔ ''مگر تم ہمیں تحفہ کیوں دو؟ خدا نے چاہا تو ہماری زندگی بھی گزر ہی جائیگی۔،،

''نہیں۔ واقعی! کیوں کیا تم دربان نہیں بننا چاہتے؟،، اولینین نے کہا۔ وہ خوش تھا کہ اسے لوکاشکا کو ایک گھوڑا دینے کا خیال آ گیا۔ لیکن نجانے کیوں وہ کچھ بے چینی اور الجھن سی محسوس کر رہا تھا۔ اور جب وہ بولنا چاہتا تو اس کی سمجھ میں ہی نہ آتا کہ کہے تو کیا کہے۔

آخر لوکاشکا نے خاموشی توڑی —

''کیا روس میں تمہارا اپنا مکان ہے؟،، اس نے پوچھا —

اولینین سے رہا نہ گیا اور اس نے کہہ ہی دیا کہ اس کے پاس ایک ہی نہیں کئی کئی مکان ہیں —

''اچھا مکان ہے؟ ہمارے مکانوں سے بڑا؟،، لوکاشکا نے خوش دلی سے پوچھا —

''بہت بڑا، دس گنا بڑا — اور تین منزلہ،، اولینین نے جواب دیا —

''اور تمہارے پاس ہمارے لگے کے گھوڑے بھی ہیں؟،،

''میرے پاس سو گھوڑے ہیں، تین تین چار چار سو روبل کی قیمت کے، مگر تمہارے گھوڑوں جیسے نہیں ہیں، تین سو چاندی کے روبل! دلکی چلنے والے... مگر پھر بھی، گھوڑے مجھے سب سے زیادہ یہاں کے پسند آئے —،،

''ہاں، اور یہ بتاؤ تم اپنی مرضی سے یہاں آئے ہو، یا بھیجے گئے ہو؟،، لوکاشکا نے کہا — وہ ابھی تک ہنس رہا تھا — ''دیکھو، یہاں بھٹکے تھے تم،، اس نے اس پگڈنڈی کی طرف اشارہ کرکے کہا، جس پر وہ چل رہے تھے ''تمہیں سیدھے ہاتھ کو مڑ جانا چاہئے تھا —،،

''میں خود اپنی مرضی سے آیا ہوں،، اولینین نے جواب دیا ''میں تمہارا علاقہ دیکھنا چاہتا تھا، اور ذرا مہم میں حصہ لینا چاہتا تھا —،،

''میں کسی دن بھی مہم پر جانے کو تیار ہوں،، لوکاشکا نے جواب دیا — ''گیدڑوں کے چلانے کی آواز سن رہے ہو؟،، اس نے کچھ سننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا —

''میں کہتا ہوں تمہیں کسی کی جان لینے سے کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا؟،، اولینین نے پوچھا —

''اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے؟ مگر میں بخوشی مہم پر جاؤں گا!،، لوکاشکا نے پھر کہا — ''بہت خوشی سے!،،

''ہو سکتا ہے ہم ساتھ جائیں، ہمارا دستہ چھٹیوں سے پہلے جارہا ہے اور تمہارے سو آدمی بھی —،،

''تم یہاں کیوں آنا چاہتے تھے؟ تمہارے پاس گھر ہے، کمبرے ہیں، اور گھوڑے ہیں — میں تمہاری جگہ ہوتا تو گلچھرے اڑاتا، مزے کرتا اور بس! تمہارا عہدہ کیا ہے؟،،

''میں کیڈٹ ہوں مگر میری ترقی کی سفارش کی گئی ہے —،،

''ہوں تو اگر تم اپنے گھر کے بارے میں شیخی نہیں مار رہے تو تمہاری جگہ میں ہوتا تو کبھی وہاں سے نہ آتا! واقعی میں تو کبھی کہیں نہ جاتا — تمہیں ہمارے درمیان رہنا پسند ہے؟،،

''ہاں، مجھے پسند ہے!،، اولینین نے جواب دیا —

اسی قسم کی باتیں کرتے ہوئے وہ گاؤں پہنچے تو اندھیرا پھیل چکا تھا — وہ ابھی تک جنگل کی اداس تاریکی میں گھرے ہوئے تھے — درختوں کی چوٹیوں میں ہوا کراہ رہی تھی اچانک ایسا معلوم ہونے لگا کہ کہیں قریب ہی گیدڑ رو رہے ہیں، چیخ چلا رہے ہیں اور سسکیاں لے رہے ہیں، لیکن تھوڑے ہی فاصلے پر گاؤں سے عورتوں کی آوازیں آ رہی تھیں اور کتوں کے بھونکنے کا شور سنائی دے رہا تھا — جھونپڑیوں کے نقوش نظر آنے لگے — روشنیاں جھلملا رہی تھیں — اور ہوا میں اپلے کے دھوئیں کی بو بسی ہوئی تھی — اولینین کو ایسا محسوس ہوا کہ رات، اور خاص طور پر اس گاؤں کی رات ہی اسکا گھر، اسکا خاندان، اسکی زندگی کی تمام خوشی و مسرت، غرض اسکا سب کچھ ہے — اسے ایسا محسوس ہوا جیسے نہ وہ کبھی کہیں اتنا خوش رہا ہے نہ رہ سکتا ہے جتنا وہ اس کزاک گاؤں میں ہے — اس رات اسے ایک ہر شخص، خاص کر لوکاشکا بے انتہا اچھا لگ رہا تھا — اور گھر پہونچ کر اولینین نے خود اپنے آپ اصطبل سے ایک گھوڑا نکالا، جسے اس نے گروزنایا میں خریدا تھا — یہ گھوڑا وہ نہیں تھا جس پر وہ عام طور سے

خود چڑھتا تھا بلکہ دوسرا تھا — گھوڑا برا نہیں تھا، اگرچہ ذرا بوڑھا ہو چلا تھا — اور جب اس نے لوکاشکا کو دیا، تو لوکاشکا کی حیرت کی انتہا نہ رہی —

''آخر تم مجھے تحفہ کیوں دے رہے ہو؟'' لوکاشکا نے پوچھا — ''میں نے تو ابھی تک تمہارے ساتھ کوئی بھلائی بھی نہیں کی —''

''سچ، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے'' اولینین نے جواب دیا ''لے جاؤ، تم بھی مجھے کبھی کوئی تحفہ دے دینا... ہم دشمن کے خلاف مہم پر ساتھ جائیں گے —''

لوکاشکا الجھن میں پڑ گیا —

''مگر آخر اس سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ گھوڑا تو بہت مہنگی چیز ہے'' اس نے گھوڑے کی طرف دیکھے بغیر کہا —

''لے جاؤ، لے جاؤ، اگر تم نے نہ لیا تو مجھے بہت افسوس ہوگا — وانیوشا! بھورا گھوڑا ان کے گھر پہنچا دو —''

لوکاشکا نے اسکی رسی تھام لی —

''اچھا، تو پھر شکریہ! سچ تو یہ ہے کہ مجھے تو اسکا گمان بھی نہ تھا...''

اولینین بارہ سالہ لڑکے کی طرح خوش تھا —

''اسے یہاں سے باندھنا، اچھا گھوڑا ہے، میں نے اسے گروزنایا میں خریدا تھا — دوڑتا خوب ہے! وانیوشا ہمارے لئے تھوڑی سی چیخیر لانا، آؤ جھونپڑی میں آ جاؤ —''

شراب آ گئی — لوکاشکا نے بیٹھ کر شراب کا پیالہ اٹھا لیا —

''خدا نے چاہا تو میں کسی نہ کسی طرح تمہارا بدلہ اتار دوں گا'' اس نے شراب ختم کرتے ہوئے کہا — ''کیا نام ہے تمہارا؟''

''دمتری اندریئےوچ —''

''خدا تمہارا بھلا کرے دمتری اندریئےوچ — آج سے ہم کوناک ہیں — اب تم بھی ہمارے ہاں آنا — ہم امیر نہیں ہیں، لیکن

ہم جانتے ہیں کہ ایک کوناک کی خاطر داری کیسے کی جاتی ہے اور میں اماں سے کہہ دوں گا کہ وہ خیال رکھیں تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں —— جمی ہوئی ملائی یا انگوروں کی— اور اگر تم چوکی پر آئے تو میں تمہاری ہر خدمت کیلئے تیار ہوں، تمہارے ساتھ شکار پر جانے کو، دریا پار جانے کو غرض جہاں تم چاہو وہاں جانے کو تیار ہوں! ارے ابھی دو ایک دن پہلے ہی کی تو بات ہے، کیا سور مارا تھا میں نے، میں نے اسے سب کزاکوں میں بانٹ دیا، اگر میں تمہیں جانتا تو سب تمہیں دے دیتا—،،

''خیر کوئی بات نہیں، شکریہ بہت بہت! مگر گھوڑے کو گاڑی میں نہ جوتنا، میں نے اسے کبھی نہیں جوتا—،،

''جوتوں گا کیوں؟ اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک بات اور بتاؤں گا،، اوکاشکا نے آواز نیچی کرکے کہا ''میرا ایک کوناک ہے غوری خان— اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس کے ساتھ اس سڑک کے کنارے جھاڑیوں میں چھپوں، جہاں پہاڑوں سے لوگ آتے ہیں، کہو ساتھ چلیں ہم لوگ؟ میں تمہیں دھوکا نہیں دوں گا، میں تمہارا 'مورد، * بن جاؤں گا—،،

''ہاں ہاں چلیں گے، کسی دن چلیں گے—،،

اوکاشکا اپنے متعلق اولینین کے رویے کو سمجھ گیا اور اس نے اپنے اوپر پوری طرح قابو پا لیا— اس کے سکون اور اطمینان کو دیکھ کر، اور جس مزے سے وہ بات چیت کر رہا تھا اسے دیکھ کر اولینین حیران رہ گیا، بلکہ اسے یہ انداز ذرا ناگوار معلوم ہوا— وہ بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے، اور جب اوکاشکا، بدمست تو نہیں (وہ کبھی بدمست نہیں ہوتا تھا) مگر خوب شراب چڑھانے کے بعد، وہاں سے اٹھا اور اولینین سے مصافحہ کرکے رخصت ہوا تو خاصی

---

* یہاں: صلاح کار—

رات ہو گئی تھی — یہ دیکھنے کے لئے کہ اب لوکاشکا کیا کرتا ہے، اولینین کھڑکی سے جھانکنے لگا — لوکاشکا آہستہ سے باہر گیا، اس کا سر جھکا ہوا تھا — اور پھر گھوڑے کو پھاٹک سے باہر نکالنے کے بعد، اس نے اچانک سر کو ایک جھٹکا دیا اور بلی کی طرح کود کر گھوڑے کی پشت پر سوار ہو گیا، اسکی لگام سنبھالی ایک بار چیخا اور سڑک پر سرپٹ دوڑتا چلا گیا —

اولینین کو خیال تھا کہ لوکاشکا یہ خوشخبری سنانے مریانکا کے پاس جائے گا — اور اگرچہ اس نے ایسا نہیں کیا، پھر بھی اولینین کی روح آج اتنی مطمئن تھی جتنی پہلے کبھی نہ ہوئی تھی — وہ بچوں کی طرح خوش ہو رہا تھا، اور آخر اس سے نہ رہا گیا اور اس نے وانیوشا کو نہ صرف یہ بتا دیا کہ اس نے گھوڑا لوکاشکا کو دے دیا ہے بلکہ یہ بھی بتایا کہ اس نے ایسا کیوں کیا، یہی نہیں، اس نے تو خوشی و مسرت کے سلسلے میں اپنا نیا نظریہ بھی اسے بتایا — وانیوشا کو اسکا نظریہ بالکل پسند نہیں آیا — اس نے اعلان کر دیا l'argent il n'y a pas! * چنانچہ یہ سب بالکل بکواس ہے —

لوکاشکا گھر پہنچا، گھوڑے سے کودا اور گھوڑے کی لگام ماں کے ہاتھ میں تھما دی — اور اس سے کہا کہ اسے کزاکوں کے مشترکہ کیمپ کے ساتھ بھیج دے — خود اسے اسی رات چوکی پر واپس جانا تھا — اسکی کونکی بہن نے گھوڑے کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لی — اس نے اشاروں اشاروں میں بتایا کہ وہ جب کبھی اس شخص کو دیکھے گی جس نے گھوڑا دیا ہے تو اس کے قدموں پر گر پڑے گی — بڑی بی نے اپنے بیٹے کی کہانی سن کر سر ہلایا، اور اسے دل ہی دل میں یقین ہو گیا کہ گھوڑا بیٹے نے

---

* پیسے نہیں —

جرایا ہے — اور تب اس نے گونگی سے کہا کہ دن نکلنے سے پہلے ہی اسے گلے میں پہنچا دے —

لوکاشکا اولینین کی اس حرکت کے بارے میں سوچتا ہوا چوکی کی طرف تنہا روانہ ہو گیا — اسے گھوڑا زیادہ پسند نہیں آیا مگر پھر بھی چالیس روبل کا تو ہوگا ہی — وہ یہ تحفہ پاکر بہت خوش تھا — مگر اس کی سمجھ میں کسی طرح نہیں آ رہا تھا کہ اسے یہ تحفہ ملا کیوں اور چنانچہ اس نے ذرا بھی تو اظہار تشکر نہیں کیا — اس کے برخلاف اس کے ذہن میں بار بار یہ شبہ سر اٹھا رہا تھا کہ کیڈٹ ضرور اس کے ساتھ کوئی چال چلنے والا ہے — یہ چال کیا ہوگی یہ وہ خود نہیں جانتا تھا، مگر یہ بھی وہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ کوئی راہ چلتا چالیس روبل کا گھوڑا بے وجہ اسے دے دیگا — محض خلوص میں، یہ تو ناممکن معلوم ہوتا تھا — اگر وہ شراب کے نشے میں ہوتا جب بھی بات سمجھ میں آسکتی تھی! شاید وہ شیخی بگھارنا چاہتا ہوگا — مگر کیڈٹ تو بالکل اپنے ہوش میں تھا، وہ اس سے کوئی برا کام کرانے کیلئے اسے رشوت دینا چاہتا ہوگا — ضرور یہی بات ہوگی، ''ہوں، فریب!،، لوکاشکا نے سوچا — ''بہرحال گھوڑا تو مجھے مل ہی گیا، آگے دیکھا جائیگا، میں بھی کوئی گدھا نہیں ہوں، دیکھیں کون کسے بے وقوف بناتا ہے، کون فائدہ اٹھاتا ہے!،، اس نے سوچا — وہ سوچ رہا تھا کہ اسے ذرا ہوشیار رہنا چاہئے، چنانچہ وہ اپنے دل میں اولینین کی طرف غیر دوستانہ جذبات کو ہوا دیتا رہا — اس نے کسی کو نہیں بتایا کہ اسے گھوڑا کہاں سے ہاتھ لگا، بعض بعض سے اس نے کہہ دیا کہ خریدا ہے اور بعض بعض کو گول مول جواب دے دیا — بہر حال بہت جلد گاؤں میں اصلی بات پھیل گئی — اور جب لوکاشکا کی ماں اور مریانکا نے، اور الیا واسیلیےوچ اور دوسرے کزاکوں نے اولینین کے اس بے موقع تحفہ کا تذکرہ سنا تو وہ سب

کچھہ حیران سے رہ گئے اور کیڈٹ کی طرف سے ہوشیار رہنے لگے — مگر خوف کے باوجود اس بات کی وجہ سے لوگوں کے دل میں اسکی سادگی اور دولت کی عزت بیٹھہ گئی —

''سنا تم نے،، کسی نے کہا ''اس کیڈٹ نے جو الیا واسیلیےوچ کے ہاں ٹھیرا ہوا ہے، پچاس روبل کا گھوڑا اٹھا کر لوکاشکا کو دے دیا؟ بہت امیر ہوگا!...،،

''ہاں میں نے سنا،، دوسرے نے نہایت معنی خیز انداز میں جواب دیا — ''اس نے ضرور کیڈٹ کی خدمت کی ہوگی، دیکھیں کیا انجام ہوتا ہے اسکا — اس اروان نے بھی کیا قسمت پائی ہے!،،

''ارے یہ کیڈٹ لوگ بہت چالاک ہوتے ہیں،، تیسرے نے کہا — ''دیکھنا وہ کسی گھر میں آگ نہ لگا دے، یا اور کوئی اسی قسم کی حرکت نہ کر دے تو بات نہیں!،،

۲۳

اولینین کی زندگی ایک مخصوص بے کیف ڈھرے پر چل رہی تھی — وہ کمانڈر یا اپنے دوسرے ساتھیوں سے کم ہی ملتا جلتا تھا — اس سلسلے میں قفقاز کے علاقے میں امیر کیڈٹ بہت فائدے میں رہتا ہے — اسے نہ کام کرنے کے لئے باہر بھیجا جاتا ہے، نہ ٹریننگ کے لئے — ایک مہم میں شرکت کرنے کے انعام میں اسے افسری کا رتبہ دینے کی سفارش کی گئی تھی — اور فی الحال اسے مکمل آزادی تھی — افسر اسے رئیس مانتے تھے اور اس کے ساتھہ بہت عزت سے پیش آتے تھے، اور جہاں تک خود اسکا سوال تھا تو اسے تاش کھیلنے، افسروں کی مے نوشی اور سپاہیوں کے گانے بجانے میں زیادہ دلچسپی نہیں تھی — ان محفلوں کا تجربہ اسے اس زمانے میں ہوا تھا جب وہ دستے کے ساتھہ تھا — چنانچہ وہ گاؤں میں مقیم افسروں

کی زندگی اور صحبت سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ کزاک گاؤں میں مقیم افسروں کی زندگی کا مدت سے ایک خاص ڈھرا بن گیا تھا۔ قلعے میں قیام کے زمانے میں ہر افسر اور کیڈٹ جس باقاعدگی سے بیئر پیتا ہے، تاش کھیلتا ہے اور مہم میں شرکت کرنیکے صلے میں حاصل کئے ہوئے انعامات پر بات کرتا ہے بالکل اسی باقاعدگی سے کزاک گاؤں کے قیام میں وہ اپنے میزبان کے ساتھہ چیخیر پیتا ہے، لڑکیوں کو مٹھائیاں اور شہد پیش کرتا ہے اور کزاک عورتوں کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے، عشق کرتا ہے اور کبھی کبھی وہیں کسی سے شادی کر لیتا ہے۔ اولینین ہمیشہ اپنی الگ راہ تلاش کرتا تھا۔ اسے انجانے طور پر ان پٹے ہوئے راستوں سے نفرت تھی۔ یہاں بھی اس نے قفقاز کے افسروں والی زندگی کو اپنانے سے انکار کر دیا۔

اسے صبح ہوتے ہی اٹھہ بیٹھنا بہت پسند تھا، چائے پینے اور برساتی سے پہاڑوں اور صبح کے منظر کو اور مریانکا کے حسن کو سراہنے کے بعد وہ بیل کی کھال کا ایک پھٹا پرانا کوٹ اور بھیگے ہوئے کچے چمڑے کے چپل پہنتا، کمر سے خنجر باندھتا، بندوق سنبھالتا اور ایک چھوٹے سے تھیلے میں تھوڑا بہت کھانا اور سگرٹ رکھتا، اپنے کتے کو آواز دیتا اور پانچ بجتے ہی گاؤں سے باہر جنگل کی طرف روانہ ہو جاتا۔ شام کو سات بجے کے قریب وہ تھکا ماندا اور بھوکا پیاسا گھر لوٹتا، اسکی کمر میں پانچ چھہ تیتر لٹکے ہوتے (یا کبھی کبھی کوئی اور شکار ہوتا) اسکا کھانے پینے کا تھیلا جوں کا توں بھرا ہوتا، اگر اس کے ذہن میں خیالات اسی سلیقے سے جمع ہوتے جس سلیقے سے تھیلے میں سگرٹ رکھے تھے، تو لوگ دیکھتے کہ ان چودہ گھنٹوں میں ایک خیال نے بھی حرکت نہیں کی تھی۔

وہ اخلاقی اور روحانی اعتبار سے تازہ دم اور خوش و خرم واپس لوٹتا۔ وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ اس پورے عرصے میں کیا

سوچتا رہا تھا — اس کے ذہن میں خیالات کا طوفان اٹھتا رہا یا یادوں کا، یا یہ صرف خواب تھے؟ عام طور پر تینوں ہی ہوتے — اچانک وہ چونک جاتا اور اپنے آپ سے پوچھتا کہ وہ کیا سوچ رہا تھا — کبھی وہ خود کو کزاک کے روپ میں دیکھتا، جو اپنی کزاک بیوی کے ساتھہ انگور کے باغیچے میں کام کرتا نظر آتا، تو کبھی پہاڑوں میں گھومتے ہوئے ابرک کا روپ دھار لیتا اور کبھی تصور کی دنیا میں کوئی سور اسے دیکھہ کر بھاگتا ہوا نظر آتا — اور اس تمام عرصے میں وہ کسی تیتر، سور یا ہرن کی تاک میں رہتا —

شام کو ہمیشہ یروشکا چاچا اس کے پاس بیٹھے نظر آتے — وانیوشا چیخیر کا جگ لے آتا — وہ دھیرے دھیرے بات چیت کرتے، چیخیر پیتے، اور پھر ایک دوسرے سے رخصت ہوتے اور زندگی سے مطمئن پلنگ پر دراز ہوجاتے — اگلے دن وہ پھر شکار پر جاتا، پھر تندرست و توانا مگر تھکا ماندا واپس آتا، پھر وہ بیٹھہ کر باتیں کرتے اور دل بھر کے پیتے پلاتے اور پھر ان کے دل مسرت سے بھر جاتے — کبھی کبھی چھٹی کے دن، یا آرام کے دن اولینن پورا دن گھر پر بتا دیتا — اور ایسے میں اسکا خاص کام یہ ہوتا کہ وہ مریانکا کو دیکھتا، اور انجانے طور پر اپنی برساتی یا کھڑکی سے بھوکی بھوکی نظروں سے اسکی ہر ہر حرکت کو تکتا رہتا — وہ اپنے جانتے مریانکا کی اسی طرح عزت کرتا اور اس سے اسی طرح محبت کرتا جس طرح وہ پہاڑوں اور آسمان کے حسن سے محبت کرتا تھا — اسکا مریانکا سے تعلقات پیدا کرنے کا قطعی ارادہ نہیں تھا — اسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس کے اور مریانکا کے درمیان ویسے تعلقات ہو ہی نہیں سکتے تھے جیسے مریانکا اور کزاک لوکاشکا میں تھے اور ایسے تعلقات کا تو کوئی سوال ہی نہیں تھا جیسے امیر افسروں اور دوسری کزاک دوشیزاؤں کے درمیان ہوتے تھے — اسے ایسا محسوس ہوتا کہ اگر وہ اپنے ساتھہ کے دوسرے افسروں جیسی حرکتیں کرنے کی کوشش کرے گا تو غور و فکر

کی مسرتوں کے بجائے غم و اندوہ، یاس و نا امیدی اور پشیمانیوں کا شکار ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ مریانکا کے سلسلے میں اس نے نفس کشی جیسی دولت حاصل کر لی تھی۔ اور اس کی اسے بے حد خوشی تھی۔ مگر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ مریانکا سے کچھہ خوفزدہ سا تھا۔ اور کسی حالت میں بھی مذاقاً اس سے اظہار عشق کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔

گرمی کے موسم میں ایک دن، جب اولینین شکار پر نہیں گیا تھا بلکہ گھر پر بیٹھا ہوا تھا تو ماسکو کا ایک ملاقاتی، ایک نوعمر نوجوان، جس سے وہ کسی محفل میں ملا تھا بالکل غیر متوقع طور پر آ پہنچا۔

''اوہ، mon cher، یار یہ سن کر کتنی خوشی ہوئی کہ تم یہاں ہو!،، اس نے اپنی ماسکو والی فرانسیسی میں بات کرنی شروع کر دی۔ اور بار بار فرانسیسی لفظ استعمال کرتا چلا گیا۔ ''انہوں نے کہا 'اولینین ہیں، اولینین؟ اور میں اتنا خوش ہوا... ذرا سوچو تو قسمت نے کہاں لا ملایا! ہوں تو سناؤ کیا حال ہے؟ کیسے ہو؟ کیوں ہو؟،، اور شہزادہ بیلیتسکی نے اپنی پوری کہانی سنا ڈالی۔ کیسے وہ وقتی طور پر رجمنٹ میں داخل ہو گیا، کیسے کمانڈر ان چیف نے اسے اے ڈی کانگ کی حیثیت سے لانے کا ارادہ ظاہر کیا اور مہم کے بعد وہ کیسے اپنا عہدہ سنبھال لے گا۔ ویسے فی الحال وہ اس طرف سے بالکل لا پرواہ ہے۔

''یہاں رہ کر، اس کنویں میں رہ کر اور کچھہ نہیں تو آدمی کم سے کم اپنی حیثیت ہی بنا لے... کوئی کراس حاصل کرے... رتبہ حاصل کرے... یا گارڈ دستے میں تبدیل ہو جائے۔ اور یہ صورت بالکل ناگزیر ہے، اپنی خاطر نہیں، اپنے دوستوں اور عزیزوں کی خاطر۔ شہزادہ مجھہ سے بہت اخلاق سے ملا، بہت اچھا آدمی ہے،، بیلیتسکی نے کہا اور ان تھک بولتا چلا گیا۔ ''مجھے مہم کے صلے میں

سینٹ آنا کا کراس ملنے کی امید ہے — فی الحال تو کچھ دن میں یہاں رہوں گا، پھر ہم مہم پر روانہ ہو جائیں گے — بہترین جگہ ہے! کیا عورتیں ہیں! ہاں اور تمہاری کیسی گزر رہی ہے؟ مجھے اپنے کپتان — استاژتسیف نے بتایا، ارے وہی مخلص اور بے وقوف سا کپتان، ہاں تو اس نے مجھے بتایا کہ تم تو یہاں بالکل جنگلیوں کی طرح زندگی گزار رہے ہو، نہ کہیں آتے ہو، نہ جاتے ہو! میں سمجھتا ہوں کہ تم ان بندھے ٹکے افسروں سے نہیں ملنا چاہتے جو یہاں مقیم ہیں — مجھے اتنی خوشی ہے کہ اب ہم لوگ ذرا ایک دوسرے سے مل جل سکیں گے — مجھے کاربورل کے مکان میں ٹھہرایا گیا ہے — کیا لاجواب لڑکی ہے وہاں اوستینکا! سچ کہتا ہوں سراپا ناز ہے!،،

اور اس دنیا سے ، جسے اولینین اپنے خیال میں ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ چکا تھا، روسی اور فرانسیسی الفاظ کا دریا امنڈتا چلا گیا —

بیلیتسکی کے بارے میں عام طور پر یہ رائے تھی کہ وہ اچھا اور نیک آدمی ہے — شاید وہ واقعی ایسا ہی تھا — لیکن اس کی حسین اور مخلص صورت کے باوجود اولینین کو وہ بہت ناخوشگوار آدمی معلوم ہوتا تھا — اس کی شخصیت سے اس کمینگی کی بو آتی تھی جس پر اولینین لعنت بھیج چکا تھا — اسے سب سے زیادہ الجھن اس چیز سے ہوتی تھی کہ اس سے یہ نہیں ہو سکا — اس میں اتنی ہمت نہیں تھی — کہ وہ اس شخص کو جھڑک دے جو اس دنیا کا باسی تھا — وہ دنیا جس میں کبھی اولینین نے سانس لیا تھا، آج بھی اس پر حاوی تھی — اولینین کو بیلیتسکی پر اور اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا، لیکن پھر بھی، اپنی خواہش کے خلاف وہ اپنی بات چیت میں فرانسیسی محاورے استعمال کرتا چلا گیا، وہ کمانڈر ان چیف میں بھی دلچسپی لینے لگا اور اپنے ماسکو کے ملاقاتیوں میں

بھی — اور چونکہ اس کزاک گاؤں میں صرف وہ اور بیلیتسکی فرانسیسی بولتے تھے، اس لئے وہ اپنے دوسرے ساتھی افسروں کا اور کزاکوں کا بڑی حقارت سے ذکر کرتا رہا اور بیلیتسکی سے بہت گھل مل گیا، اس نے وعدہ کیا کہ وہ بیلیتسکی سے ملنے آئیگا اور اسے دعوت دی کہ وہ بھی کبھی کبھار آجایا کرے، بہر حال اولینین بیلیتسکی سے ملنے نہیں گیا —

ھاں وانیوشا کو بیلیتسکی بہت پسند آیا، اس نے کہا کہ صحیح معنوں میں صاحب آدمی ھے —

بیلیتسکی نے فوراً کزاک گاؤں میں مقیم دولت مند افسروں والی زندگی کو اپنا لیا —

اولینین کے دیکھتے دیکھتے مہینے بھر کے اندر وہ گاؤں میں بالکل نیا ہرانا ھو گیا — وہ بڑوں بوڑھوں کو شراب پلا کر بدمست کرتا، چائے کی دعوتیں دیتا، اور لڑکیوں کی دی ھوئی دعوتوں میں جاتا، اپنے کارناموں کی داستانیں سناتا، اور اس نے تو یہاں تک پر پرزے نکالے کہ نجانے کیوں، عورتیں اور لڑکیاں اسے دادا ابا کہنے لگیں، اور کزاک مرد بھی اس سے گھل مل گئے — ان کی نظر میں تو صرف عورت اور شراب کا دیوانہ مرد ھی معقول ھو سکتا ھے، یہی نہیں بلکہ وہ تو اسے اولینین سے زیادہ پسند کرنے لگے جو ان کیلئے ایک عجیب معمہ تھا —

۲۴

صبح کے پانچ بجے تھے، وانیوشا برساتی میں سماوار گرم کر رہا تھا — وہ آگ دھکانے کے لئے ایک پرانے بوٹ کو پنکھے کی طرح استعمال کر رہا تھا — اولینین تیرک میں نہانے کے لئے جا چکا تھا — (حال ھی میں اس نے ایک اور دلچسپی ڈھونڈ نکالی تھی،

وہ روز اپنے گھوڑے کو تیرک میں نہلایا کرتا تھا۔) مالکہ مکان چھوٹے مکان میں پہنچ چکی تھی، اور چمنی سے دھوئیں کے بادل اٹھ رہے تھے۔ لڑکی سائبان میں بھینس کا دودھ دوہ رہی تھی۔ ''خاموش نہیں کھڑا ہوا جاتا، چڑیل!،، اس کی بے چین آواز آئی۔ اور پھر دودھ دوہنے کا سریلا نغمہ گونجنے لگا۔

مکان کے سامنے والی سڑک سے گھوڑے کی ٹاپوں کی تیز تیز آواز آئی اور اولینین پھاٹک کے قریب پہنچا۔ وہ ایک خوبصورت اور گہرے بھورے گھوڑے کی ننگی کمر پر سوار تھا۔ گھوڑا ابھی تک بھیگا ہوا تھا اور چمک رہا تھا۔ مریانکا کا خوبصورت سر، جس پر سرخ رومال بندھا ہوا تھا، سائبان سے نمودار ہوا، اور پھر غائب ہو گیا۔ اولینین سرخ ریشمی قمیص اور سفید چرکیشیائی کوٹ پہنے ہوئے تھا، کوٹ پر پیٹی بندھی ہوئی تھی، اور خنجر لٹکا ہوا تھا۔ اس نے اونچی سی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ وہ اپنے تنومند اور گیلے گھوڑے پر ذرا مصنوعی شان و شوکت سے بیٹھا تھا، بندوق کو کمر پر رکھ کر وہ دروازہ کھولنے کیلئے بڑھا۔ اسکے بال ابھی تک گیلے تھے۔ اور چہرے پر جوانی اور صحت کی چمک تھی۔ وہ خود اپنی نظر میں بہت حسین، شاندار اور ژی گیت کی طرح تھا، مگر وہ غلطی پر تھا۔ قفقاز کی تجربہ کار نظروں کے سامنے وہ ابھی تک صرف ایک سپاہی تھا۔

لڑکی کو جھانکتے دیکھ کر تو وہ ایک خاص ادا سے آگے کو جھکا، پھاٹک کے پٹ کھولے، لگام کھینچ کر، ہوا میں ہنٹر گھمایا اور احاطے میں داخل ہو گیا۔ ''وانیوشا چائے تیار ہے؟،، وہ سائبان کے دروازے کی طرف دیکھے بغیر مگن آواز میں چلایا۔ اسے یہ سوچ سوچ کر بہت خوشی ہو رہی تھی کہ اسکا حسین گھوڑا کس طرح اپنی پچھلی ٹانگیں ملا کر، لگام کھینچ کر، احاطے کی سخت مٹی کے اوپر جست کر رہا ہے، کس طرح اسکا ایک ایک پٹھا پھڑک

رہا ہے، اور کس طرح وہ باڑ پھاندنے کو بے تاب ہو رہا ہے۔
"C'est prêt"* وانیوشا نے جواب دیا۔ اولینین کو محسوس ہوا کہ مریانکا کا حسین سر ابھی تک سائبان سے نکلا ہوا ہے، لیکن اس نے پلٹ کر دیکھا نہیں۔ گھوڑے سے کودتے ہوئے اس کی بندوق برساتی میں پھنس گئی، وہ کچھ عجیب طرح ڈگمگایا اور گھبرا کر سائبان کی طرح دیکھنے لگا، وہاں کسی کا اتا پتا نہیں تھا، ہاں دودھ دوہنے کی آواز ابھی تک آ رہی تھی۔

کمرے میں داخل ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد وہ پھر باہر آگیا اور چائے کا گلاس، پائپ اور کتاب لیکر برساتی کے اس کونے میں بیٹھ گیا جو ابھی تک سورج کی شعاعوں سے محفوظ تھا۔ اس دن اسکا ارادہ تھا کہ دو پہر کے کھانے سے پہلے کہیں نہیں جائیگا بلکہ کچھ خط لکھیگا جو بہت دنوں سے ٹل رہے تھے۔ مگر نجانے کیوں اسکا برساتی سے اٹھنے کو دل ہی نہ چاہا، وہ کمرے میں جاتے ہوئے ہچکچا رہا تھا، جیسے وہ کوئی قید خانہ ہو۔ گھروالی نے چولہا سلگا لیا تھا، اور لڑکی مویشیوں کو باہر ہنکا کے واپس آچکی تھی اور اب اپلے جمع کر کے اسے باڑ کے برابر اکٹھا کر رہی تھی۔ اولینین کی نظریں برابر کتاب پر تھیں، لیکن اسکی سمجھ میں اس کتاب کا ایک لفظ بھی نہ آیا جو اسکے سامنے کھلی پڑی تھی۔ وہ باربار کتاب سے نظریں ہٹا کر اس صحت مند نوجوان عورت کو دیکھنے لگتا جو برابر احاطے میں ادھر سے ادھر آجا رہی تھی۔ وہ اس طرف جاتی جہاں مکان کا سایہ پڑ رہا تھا، اور جہاں ابھی تک صبح کی نمی پھیلی ہوئی تھی، یا اس طرف جاتی جہاں احاطے کے وسط میں صبح کی سہانی سہانی روشنی پھیل رہی تھی اور جہاں رنگین اور شوخ لباس میں ملبوس اسکا حسین جسم سورج

---

* تیار!

کی روشنی میں چمک اٹھتا اور اسکا سایہ زمین پر تڑپنے لگتا — اولینین کو ہر لمحے یہ ڈر رہتا کہ مریانکا کے جسم کی کوئی حرکت اسکی نظر سے چوک نہ جائے، اسے یہ دیکھ دیکھ کر انتہائی مسرت حاصل ہو رہی تھی کہ اسکا جسم کس پھرتی اور خوبصورتی سے زمین پر جھکتا، اسکا اکلوتا لباس، یعنی اسکا گلابی کرتا، کس طرح شکن درشکن اسکے سینے اور اسکی سڈول ٹانگوں سے لپٹ جاتا، کس طرح وہ اوپر اٹھتی اور اس کسے کسائے کرتے سے کس طرح اسکا سینہ ابھر آتا، جس میں عجیب و غریب لہریں پیدا ہو رہی تھیں — اسکے پھٹے پرانے سرخ جوتوں میں اسکے نازک نازک پاؤں کی ایڑیاں کس طرح زمین کو چھوتیں کہ ان کی بناوٹ میں ذرا بھی فرق نہ آتا، اسکے تندرست و توانا بازو، جن پر آستینیں موڑ کر کہنیوں سے اوپر چڑھا لی گئی تھیں اور جن کے پٹھے بے نقاب ہو گئے تھے، کس طرح بیلچے کو استعمال کر رہے تھے، جیسے غصے میں ہوں اور اسکی سیاہ اور گہری آنکھیں کس طرح کبھی کبھی اس پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالتیں، اگرچہ اسکی نازک نازک بھویں تن جاتیں، لیکن اسکی آنکھوں سے خوشی اور خود اپنے حسن کا احساس چھلک پڑتا —

''میں نے کہا اولینین، کہو کیا بہت دیر کے اٹھے ہوئے ہو؟،، بیلیتسکی نے احاطے میں داخل ہوتے ہی کہا — وہ قفقازی افسروں کے کوٹ میں ملبوس تھا —

''اوہو بیلیتسکی!،، اولینین نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا — ''تم اتنے سویرے کیسے نکل پڑے؟،،

''بس نکلنا پڑا — مجھے نکال دیا گیا، آج رات ہمارے ہاں ہال ہو رہا ہے — مریانکا، تم تو اوستینکا کے ہاں آؤگی نا؟،، اس نے لڑکی کی طرف پلٹتے ہوئے کہا —

اولینین کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ بیلیتسکی اتنے

مزے سے اس عورت سے بات کر رہا ہے — لیکن مریانکا نے ایسا ظاہر کیا جیسے اسکی بات سنی ہی نہ ہو، اور کندھے پر بیلچہ رکھ کر سر جھکائے ہوئے، مضبوط اور مردانہ قدموں سے گھر کی طرف چلی گئی —

''شرماتی ہے، میری پیاری شرماتی ہے،، بیلیتسکی نے آوازہ کسا۔ ''تم سے شرماتی ہے —،، اس نے کہا اور شرارت سے مسکراتا ہوا برساتی کی سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔

''یہ کیا بات ہوئی کہ تمہارے ہاں بال ہو رہا ہے، اور تم نکال باہر کئے گئے؟،،

''اوستینکا کے ہاں ہو رہا ہے، میری مالکہ' مکان کے ہاں، تمہیں بھی مدعو کیا گیا ہے — بال کا مطلب ہے کہ لڑکیاں جمع ہوں گی اور کچھ کھانا پینا ہوگا —،،

''مگر ہم وہاں کیا کریں گے؟،،

بیلیتسکی معنی خیز انداز میں مسکرایا اور اپنے سر سے چھوٹے مکان کی طرف اشارہ کرکے آنکھ ماری جہاں مریانکا غائب ہو گئی تھی —

اولینین نے کندھے جھٹکے اور شرم سے اسکے چہرے پر رنگ آ گیا — ''واقعی، تم عجیب آدمی ہو!،، اس نے کہا —

''چلو، چلو، بس بنو مت!،،

اولینین کی تیوری پر بل پڑ گئے، اور یہ دیکھ کر بیلیتسکی بڑی محبت سے مسکرایا — ''چلو آؤ بھی، آخر مطلب کیا ہے تمہارا؟،، اس نے کہا — ''ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے . . . اور لڑکی اتنی حسین، پوری حسینہ ہے . . .،،

''انتہائی حسین! میں نے پہلے کبھی ایسی حسین عورت نہیں دیکھی تھی'' اولینین نے کہا —

''پھر؟،، بیلیتسکی نے کہا، اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ صورت حال کیا ہے —

''یہ بات عجیب ہو سکتی ہے،، اولینن نے کہا ''لیکن میں تمہیں سچی بات کیوں نہ بتادوں؟ جب سے میں یہاں آیا ہوں، میرے لئے عورتوں کا وجود ہی نہیں رہا — اور یہ اتنی اچھی بات ہے، واقعی! بھلا اس قسم کی عورتوں کے اور ہمارے درمیان کیا قدر مشترک ہو سکتی ہے؟ بروشکا — اسکی بات دوسری ہے! اسکا اور میرا ایک شوق مشترک ہے — شکار —،،

''بس بس! مشترک؟ اور مجھ میں اور امالیا ایوانوونا میں کیا بات مشترک ہے؟ بالکل وہی بات ہے! ٹھیک ہے کہ یہ لوگ بہت صاف ستھرے نہیں ہیں، مگر یہ دوسری بات ہے —
،،A la guerre, comme à la guerre! *

''لیکن میں تو کبھی امالیا ایوانووناؤں کو بھی نہیں سمجھا، مجھے کبھی یہ گر آیا ہی نہیں کہ اس قسم کی عورتوں سے کس طرح ملنا چاہئے —،، اولینن نے جواب دیا — ''آدمی ان کی عزت نہیں کر سکتا، مگر ان عورتوں کی عزت ہے میرے دل میں —،،

''اچھا، تو کئے جاؤ عزت! کون منع کرتا ہے تمہیں؟،،

اولینن نے جواب نہیں دیا — شاید وہ اپنی بات پوری کرنا چاہتا تھا — وہ بات جو اسکے دل سے اتنی قریب تھی!

''میں جانتا ہوں، میں دنیا والوں سے مختلف ہوں —،، (وہ کچھ جھجھک سا رہا تھا —) ''لیکن میری زندگی کچھ ایسے سانچے میں ڈھل گئی ہے کہ نہ صرف یہ کہ میں اپنے اصولوں کو برا نہیں کہہ سکتا بلکہ مجھے تو اگر تمہاری جیسی زندگی گزارنی پڑے تو اتنا خوش رہنا تو دور کی بات ہے میں تو یہاں ایک دن بھی نہ رہ سکوں، اس لئے میں ان لوگوں میں کوئی ایسی چیز تلاش کرتا ہوں، اور کسی ایسی بات کی جھلک دیکھتا ہوں

---

* جنگ میں — جنگی اندازے!

جو اس چیز سے بالکل مختلف ہے جو تم ان لوگوں میں دیکھتے ہو —،،

بیلینسکی نے بے اعتمادی سے اسے دیکھا — ''بہر حال، آج شام کو میرے ہاں آنا، مریانکا بھی وہاں ہوگی، میں تمہیں اس سے ملواؤں گا، دیکھو ضرور آنا! اگر تمہاری طبیعت اکتا جائے تو واپس آ جانا، آؤگے نا؟،،

''میں آؤں گا، مگر سچی بات یہ ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ میں واقعی محبت میں گرفتار نہ ہو جاؤں —،،

''ہو، ہو، ہو!،، بیلینسکی چلایا — ''تم آ تو جاؤ، میں تمہاری الجھن دور کردونگا، آؤگے؟ وعدہ رہا؟،،

''میں آجاؤں گا، مگر واقعی میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ہم کریں گے کیا، آخر ہمارا وہاں کیا کام ہوگا!،،

''اچھا! میں تم سے منت کرتا ہوں، تم آؤگے؟،،

''ہاں شاید آجاؤں،، اولینین نے کہا —

''واقعی حد ہے! اتنی حسین عورتیں، جن کا دنیا زمانے میں جواب نہیں اور یہ سادھوؤں کی سی زندگی! کیا عمدہ خیال ہے! اپنی زندگی کیوں برباد کرو، جو کچھ موجود ہے اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھاؤ؟ تم نے سنا، ہمارے دستے کو ووزدوی ژینسکایا جانے کا حکم ملا ہے؟،،

''اسکا کوئی خاص امکان نہیں ہے، مجھے معلوم ہوا تھا کہ آٹھواں دستہ وہاں بھیجا جائے گا،، اولینین نے کہا —

''نہیں مجھے، اے ڈی کانگ کا خط ملا ہے، اس نے لکھا ہے کہ شہزادہ بہ نفس نفیس مہم میں حصہ لے گا — مجھے خوشی ہے کہ اسے دیکھنے اور اس سے ملنے کا موقع ملے گا — میرا تو اب اس جگہ سے دل گھبرانے لگا —،،

''میں نے سنا ہے کہ جلد ہی ہم حملہ کرنے والے ہیں —،،

"میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں سنی، لیکن میں نے سنا ہے کہ کری نووتسین کو ایک مہم کے انعام میں سینٹ آنا کا کراس ملا ہے — اسے لیفٹیننٹ بننے کی امید تھی —"، بیلیتسکی نے ہنستے ہوئے کہا — "نیچے آ گرا بچارا، ہیں نا! وہ اس سلسلے میں ہیڈ کوارٹر گیا تھا...."

شام کا دھندلکا پھیل رہا تھا — اولینین پارٹی کے بارے میں سوچنے لگا — وہ اس دعوت نامے سے پریشان تھا، وہ جانا تو چاہتا تھا، مگر وہاں کیا ہوگا، یہ خیال اسے کچھ عجیب سا، بے ہودہ سا معلوم ہو رہا تھا اور وہ کچھ چوکنا سا ہو گیا — وہ جانتا تھا کہ وہاں نہ کزاک مرد ہوں گے، نہ بوڑھی عورتیں ہوں گی، غرض سوائے لڑکیوں کے اور کوئی نہ ہوگا — کیا ہوگا وہاں؟ اسے کیا رویہ اپنانا چاہئے؟ وہاں کیا بات چیت ہوگی؟ اسے بھلا ان جنگلی کزاک لڑکیوں سے کیا لینا دینا؟ بیلیتسکی نے اسے ایسے عجیب و غریب مگر ایسے بے داغ تعلقات کے بارے میں بتایا تھا — اسے یہ خیال عجیب سا لگ رہا تھا کہ وہ اور مریانکا ایک ہی کمرے میں ہوں گے، اور ہو سکتا ہے اسے مریانکا سے بات بھی کرنی پڑے اور جب اسے مریانکا کا شاہانہ انداز یاد آتا، تو اسے یہ بات بالکل ناممکن معلوم ہونے لگتی — مگر بیلیتسکی اس انداز سے یہ سب باتیں کر رہا تھا جیسے وہ بالکل معمولی باتیں ہوں — "کیا یہ ممکن ہے کہ بیلیتسکی مریانکا کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرے گا؟ یہ دلچسپ رہے گا"، اس نے سوچا "نہیں بہتر یہی ہے کہ نہ جاؤں، یہ سب اتنا نیچ اور اتنا گھٹیا اور ذلیل ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ ——— کوئی نتیجہ بھی نہیں نکلے گا!"، لیکن پھر اسے یہ خیال ستانے لگا کہ وہاں کیا ہوگا، اور پھر اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ وعدہ کر چکا ہو — وہ کچھ طے کئے بغیر نکل کھڑا ہوا — وہ سیدھا بیلیتسکی کے مکان تک پہنچا اور اندر چلا گیا —

بیلیتسکی جس مکان میں ٹھہرا ہوا تھا، وہ اولینین والے مکان جیسا ہی تھا — وہ لکڑی کے ستونوں کی مدد سے زمین سے تقریباً پانچ فٹ اٹھا ہوا تھا — اس میں دو کمرے تھے — پہلے کمرے میں (جہاں اولینین اونچی اونچی سیڑھیوں پر چڑھ کر پہنچا تھا) پروں کے بستر، قالین اور کشن، کزاک فیشن کے مطابق بڑے سلیقے اور خوبصورتی سے دیوار کے ساتھ سجے ہوئے تھے، دائیں بائیں ہاتھ کی دیواروں پر کٹوریاں اور ہتیار لٹکے ہوئے تھے، اور زمین پر بنچ کے نیچے تربوز اور کدو پڑے ہوئے تھے — دوسرے کمرے میں اینٹوں کا بڑا سا چولہا تھا، میز تھی، بنچ تھے، اور عیسٹی کی تصویریں لٹکی ہوئی تھیں — بیلیتسکی اپنے سفری پلنگ، سامان اور صندوقوں کے ساتھ اسی کمرے میں ٹھہرا ہوا تھا — اسکے ہتیار ایک چھوٹے سے قالین کے اوپر دیوار پر ٹنگے ہوئے تھے — میز پر اسکے نہانے اور منہ دھونے کا سامان اور کچھ تصویریں رکھی ہوئی تھیں — بنچ پر ریشمی ڈریسنگ گاؤن پڑا تھا — بیلیتسکی، خوبصورت اور تازہ دم، صرف نیکر اور بنیان پہنے، بستر پر لیٹا، ''تھری مسکیٹیر،،* پڑھ رہا تھا —

وہ اچھل پڑا —

''دیکھا تم نے میں نے کیسا اچھا انتظام کیا ہے — سب ٹھیک ٹھاک ہے نا؟ مجھے اتنی خوشی ہے کہ تم آ گئے — وہ جان توڑ کام کر رہی ہیں، جانتے ہو سموسے کاہے کے بنائے گئے ہیں؟ آٹے کے، اور اس میں سور کا گوشت اور انگور بھرے گئے ہیں — اور اسی پر بس نہیں ہے! تم ذرا باہر گھما گھمی تو دیکھو!،،

اور واقعی کھڑکی سے جھانکنے پر انہیں مکان میں انتہائی شور و ہنگامہ نظر آیا — لڑکیاں اندر سے باہر بھاگ رہی تھیں، کبھی ایک چیز کے لئے، کبھی دوسری کیلئے —

---

* ''تین من چلے،، —

''ارے جلدی تیار ہو جائے گا کیا؟،، بیلیتسکی نے آواز دی —

''بس دو منٹ میں! کیوں! دادا ابا کو بھوک لگی ہے کیا؟،، اور مکان سے قہقہوں کا طوفان امنڈ پڑا —

گول مول بدن، بونا سا قد اور گلاب کی طرح کھلی ہوئی اوستینکا، آستینیں چڑھائے رکابیاں لیئے، بیلیتسکی کی جھونپڑی میں آئی —

''ہٹ جاؤ، نہیں تو میں رکابیاں توڑ دوں گی!،، وہ بیلیتسکی سے بچتے ہوئے چلائی — ''تم چل کے ذرا سی مدد کر دو نا —،، وہ چلائی اور اولینین کی طرف دیکھ کر ہنس دی — ''اور دیکھو لڑکیوں کے لئے کچھ ناشتہ وغیرہ لانا نہ بھولنا —،، (''ناشتے،، کا مطلب تھا مٹھائیاں اور مرچوں کی روٹی) —

''مریانکا آ گئی کیا؟،، بیلیتسکی نے پوچھا —

''ظاہر ہے، وہی تو لائی تھی آنا —،،

''جانتے ہو،، بیلیتسکی نے کہا — ''اگر اوستینکا کو نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہنا دئے جائیں تو وہ ہمارے ہاں کی ساری مہ جبینوں پر بازی لے جائیگی — تم نے اس کزاک عورت کو دیکھا ہے جس نے کسی کرنل سے شادی کر لی تھی — بڑی حسین تھی! بورشچیوا، کیا آن بان تھی! یہ انداز کہاں سے آیا؟،،

''بورشچیوا کو تو میں نے دیکھا نہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس لباس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی، جو یہ لوگ پہنتی ہیں —،،

''اف، میں بڑا استاد ہوں، میں ہر قسم کی زندگی میں یوں کھپ سکتا ہوں!،، بیلیتسکی نے خوشی میں سرد آہ بھر کر کہا — ''میں ذرا جا کر دیکھتا ہوں لڑکیاں کیا کر رہی ہیں —،، وہ کندھوں پر ڈریسنگ گاؤن ڈال کر یہ کہتا ہوا بھاگا — ''اور تم ذرا ناشتے کا انتظام کر لینا —،،

اولینئن نے بیلیتسکی کے اردلی کو مرچوں کی روٹی اور شہد خریدنے کیلئے بھیج دیا — لیکن اچانک اسے روپیہ دینا اتنا نفرت خیز معلوم ہوا (جیسے وہ کسی کو رشوت دے رہا ہو) کہ اس نے اردلی کے سوالوں کا کوئی معقول جواب نہیں دیا — ''پیپرمنٹ والی روٹی کتنی لاؤں اور شہد والی کتنی؟،،

''جتنی چاہو —،،

''کیا، تمام روپے خرچ کر دوں؟،، سپاہی نے معنی خیز انداز سے پوچھا — ''پیپرمنٹ مہنگی ہے سولہ کوپک کی —،،

''ھاں، ھاں سب خرچ کر دو،، اولینئن نے جواب دیا، اور کھڑکی کے قریب بیٹھ گیا — وہ حیران تھا کہ اسکا دل اس طرح دھک دھک کیوں کر رہا ہے، جیسے وہ کوئی جرم کرنے جا رہا ہو — بیلیتسکی کے وھاں جانے پر، اسے لڑکیوں کی جھونپڑی سے چیخنے اور ھنسی قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں، اور چند لمحے بعد اس نے دیکھا کہ کس طرح چیخوں ھنگامے اور ھنسی قہقہوں کے درمیان وہ باھر کود گیا اور تیزی سے سیڑھیوں سے اترنے لگا — ''نکال دئے گئے،، اس نے کہا —

تھوڑی دیر بعد اوستینکا داخل ہوئی اور اس نے بڑی سنجیدگی سے اپنے مہمانوں کو چلنے کی دعوت دی — اس نے کہا کہ سب سامان تیار ہے —

وہ کمرے میں پہنچے تو واقعی ہر چیز تیار تھی، اوستینکا دیوار کے ساتھ کشن ٹھیک طرح سجا رہی تھی — ایک چھوٹے سے کپڑے سے ڈھکی ہوئی میز پر چیخیر کا پیپا اور تھوڑی سی خشک مچھلی رکھی تھی — کمرے میں آٹے اور انگوروں کی خوشبو بسی ہوئی تھی — آدھی درجن کے قریب لڑکیاں چولہے کے پاس ایک کونے میں دبکی بیٹھی تھیں — وہ خوبصورت کرتوں میں ملبوس تھیں، اور خلاف معمول ان کے سر کھلے ہوئے تھے — وہ کھسر پھسر کر رہی تھیں، اور ھنسی سے دوھری ہوئی جا رہی تھیں —

"میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ میرے ولی کی عزت افزائی کیجئے،، اوستینکا نے اپنے مہمانوں کو میز پر بیٹھنے کی دعوت دی۔

لڑکیوں کے درمیان اولینین کو مریانکا نظر آئی۔ وہ سب کی سب بہت خوبصورت تھیں۔ اور اسے ان بےعودہ اور عجیب حالات میں مریانکا سے ملنے کے خیال سے بہت ہی الجھن اور تکلیف ہوئی۔ اسے بہت کوفت ہو رہی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا چنانچہ اس نے سوچا کہ وہ بھی وہی سب کرے گا جو بیلیتسکی کرے گا۔ بیلیتسکی نہایت خود اعتمادی اور اطمینان کے ساتھہ، نہایت سنجیدگی سے میز کی طرف بڑھا۔ اس نے اوستینکا کا جام صحت پیا اور دوسرے لوگوں کو پینے کی دعوت دی۔ اوستینکا نے کہا کہ لڑکیاں شراب نہیں پیتیں۔

"تھوڑے سے شہد کے ساتھہ تو پی سکتے ہیں،، کونے سے ایک آواز آئی۔

اردلی کو اندر بلایا گیا، وہ ابھی ابھی روٹی اور شہد لے کر لوٹا تھا۔ وہ تیوری چڑھائے (نجانے نفرت کی وجہ سے یا رشک کی بدولت) ان حضرات کو دیکھہ رہا تھا جو اسکے خیال میں مصروف مےنوشی تھے۔ اس نے بہت احتیاط سے کھردرے کاغذ میں بندھا ہوا شہد کا ٹکڑا، اور کیک انکی طرف بڑھائے، اور نہایت زور و شور سے قیمت وغیرہ کے متعلق تفصیلات بتانے لگا۔ مگر بیلیتسکی نے اسے وہاں سے چلتا کر دیا۔ بیلیتسکی نے جاموں میں شراب کے ساتھہ شہد ملایا، اور نہایت فیاضی سے میز پر ڈیڑھہ کلوگرام کیک پھیلا دئے، پھر وہ زبردستی لڑکیوں کو کونے سے کھینچ کھینچ کر لانے لگا۔ اسنے انہیں میز کے ارد گرد بٹھا دیا، اور ان میں کیک تقسیم کرنے لگا۔ اولینین کی نظریں خود بخود مریانکا پر جا ٹکیں اس نے دیکھا کہ اسکے دھوپ میں تنبیائے ہوئے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں نے دو گول پیپرمنٹ کے کیک اور ایک بھورا کیک تھام لیا، مگر اس کی سمجھہ

میں نہیں آ رہا تھا کہ ان کا کیا کرے — اوستینکا اور بیلیتسکی کے دلچسپ انداز، اور محفل میں زندہ دلی پیدا کرنیکی خواہش کے باوجود بات چیت رک رک جاتی — اولینین کو محسوس ہوا کہ وہ لوگوں کے تجسس کا مرکز بنا ہوا ہے اور شاید ان کے مذاق کا نشانہ بھی — اس نے محسوس کیا کہ دوسروں پر بھی اسکی شرم اور پریشانی کا اثر پڑ رہا ہے وہ کچھ ہچکچایا اور کچھ کہنے کی کوشش کرنے لگا — وہ شرم سے سرخ ہو گیا، اور اسے محسوس ہوا کہ خاص طور پر مریانکا بہت گھبرائی ہوئی ہے — ''شاید وہ اس امید میں ہوں کہ ہم انہیں کچھ روپیہ دیں گے،، اس نے سوچا — ''مگر کیسے دیں ہم؟ کونسا راستہ اپنائیں جو جلدی سے جلدی دے دلا کر بھاگ نکلیں ؟،،

۲۵

''عجیب بات ہے تم اپنے کرائےدار کو نہیں جانتیں؟،، بیلیتسکی نے مریانکا سے کہا —

''جب وہ کبھی ہم سے ملنے ہی نہ آئے تو ہم کیسے جانیں ؟،، مریانکا نے اولینین کی طرف دیکھ کر جواب دیا —

اولینین نجانے کیوں کچھ خوفزدہ سا ہو گیا — وہ سرخ ہو گیا، اور یہ سمجھے بغیر کہ وہ کیا کہہ رہا ہے کہتا چلا گیا — ''مجھے تمہاری ماں سے ڈر لگتا ہے — پہلی دفعہ جب میں تمہارے ہاں گیا تھا تو اس نے میری اسقدر خبر لی تھی!،،

مریانکا ہنستے ہنستے بے حال ہوگئی —

''اور بس اتنی سی بات پر تم ڈر گئے؟،، اس نے کہا، اولینین پر ایک نظر ڈالی اور پھر دوسری طرف دیکھنے لگی —

آج پہلی دفعہ اولینین نے نظر بھر کے اس کے حسین چہرے کو دیکھا، اب تک اس نے ہمیشہ اسے رومال باندھے دیکھا تھا، جو چہرے کو آنکھوں تک ڈھانپے رہتا تھا، کوئی تعجب نہیں کہ وہ گاؤں کی حسینہ مانی جاتی تھی—

اوستینکا حسین لڑکی تھی، بوٹا سا قد گول مول جسم، گلاب کی پتی سا رنگ، بھوری اور چنچل آنکھیں، اور سرخ ہونٹ، جو ہمیشہ مسکراتے اور چہچہاتے رہتے تھے— اس کے بر خلاف مریانکا کو حسین نہیں کہا جا سکتا، مگر دلکش ضرور تھی، اسکے نقوش کو تو خاصا مردانہ اور ایک حد تک کرخت کہا جا سکتا تھا، جو کچھ تھا وہ اسکا دراز قد اور حسین متناسب جسم تھا، اسکا بھرا بھرا سینہ اور شانے تھے، اور خاص طور پر اسکی لمبی لمبی سیاہ آنکھوں میں سخت گیری، مگر محبت اور نزاکت کی جھلک تھی، ان آنکھوں میں، جن پر سیاہ بھوؤں کا گھنا سایہ چھایا ہوا تھا— اور اسکے لبوں پر مسکراہٹ کی نرمی تھی— وہ بہت کم کبھی مسکراتی، لیکن اسکی مسکراہٹ ہمیشہ بڑی انوکھی ہوتی— ایسا معلوم ہوتا جیسے اس کے سراپا سے کنوارپن کی طاقت اور صحت پھوٹی پڑ رہی ہے— سب ہی لڑکیاں خوبصورت تھیں، مگر وہ سب، بیلیتسکی، اور اردلی، جو کیک لے کر اندر آیا تھا —— سب ہی بےاختیار مریانکا کو تک رہے تھے، جو کوئی بھی لڑکیوں سے مخاطب ہوتا، بےاختیار اس سے مخاطب ہو جاتا، ان سب کے درمیان وہ ایک مغرور اور مسرور ملکہ سے کم نہ تھی—

بیلیتسکی، محفل کو زندہ دل بنانے کے لئے ان تھک بولتا رہا اس نے چیخیر کے گرد لڑکیوں کا گھیرا بنوایا، اور ان کے ساتھ مل کر حماقتیں کرتا رہا— وہ برابر اولینین سے مخاطب ہو کر فرانسیسی میں مریانکا کے حسن کے متعلق بےہودہ باتیں کر رہا تھا— وہ برابر ''تمہاری،، la vôtre مریانکا کہہ کر بات کر رہا تھا اور کہہ

رہا تھا کہ تم بھی میری جیسی حرکتیں کرو — اولینین کی گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی، وہ اٹھہ کر بھاگ نکلنے کیلئے کوئی بہانہ ڈھونڈ رہا تھا کہ اچانک بیلیتسکی نے اعلان کیا کہ اوستینکا کو اپنی سالگرہ کی خوشی میں، مردوں کو بوسے کے ساتھہ شراب پیش کرنی چاہئے — وہ اس شرط پر تیار ہوگئی کہ شادی بیاہ کے دستور کی طرح، مرد اس موقع پر اس کی رکابی میں روپے دیں گے —

''مجھہ پر کیا مصیبت پڑی تھی کہ میں اس نفرت خیز دعوت میں آپھنسا!،، اولینین نے سوچا اور جانے کے ارادے سے اٹھنے لگا —

''کہاں بھاگے جا رہے ہو؟،،

''میں ذرا سا تمباکو لے آؤں ،،اس نے بھاگنے کی ترکیب ڈھونڈ نکالی — لیکن بیلیتسکی نے اس کا ہاتھہ پکڑ لیا، اور فرانسیسی میں کہنے لگا — ''میرے پاس پیسے ہیں—،، ''یہاں تو آدمی کو دینا ہی پڑتا ہے، یہاں سے بھاگا نہیں جا سکتا —،، اولینین اپنی حماقت پر جھنجھلا گیا، وہ اتنی ہی تلخی سے سوچنے لگا — ''کیا میں بیلیتسکی کا رویہ نہیں اپنا سکتا؟ مجھے آنا ہی نہیں چاہئے تھا، لیکن اب آگیا ہوں تو ان کے رنگ میں بھنگ نہیں ڈالنا چاہئے — مجھے کزاک انداز میں شراب پینی چاہئے —،، اور اس نے لکڑی کا پیالہ اٹھا کر (جس میں تقریباً آٹھہ ڈونگے شراب آتی ہے) اسے چیخیر سے بھرا اور تقریباً پورا چڑھا گیا — لڑکیاں گھبرا کر اور خوفزدہ سی ہو کر اسے شراب پیتے دیکھنے لگیں — انہیں یہ بات کچھہ عجیب اور بری سی لگی — اوستینکا نے انہیں ایک ایک جام اور پیش کیا اور ان دونوں کو پیار کیا —

''لڑکیو چلو اٹھو، اب ذرا دھما چوکڑی رہے،، اس نے چاندی کے ان چار روبلوں کو کھنکھناتے ہوئے کہا جو مردوں نے اس کی رکابی میں رکھے تھے — اب اولینین کی گھبراہٹ دور ہوگئی اور اسکی زبان کھل گئی —

''مریانکا ،اب تمہاری باری ہے، اب تم ہمیں شراب اور پیار دو،، پیلیشکی نے اسکا ہاتھہ پکڑ کر کہا—

''ایسا پیار دوں گی میں تمہیں !،، اس نے اس طرح کہا جیسے چھوٹتے ہی مار بیٹھے گی—

''دادا ابا بچارے کو روپیہ لئے بغیر پیار کر لو،، ایک لڑکی نے کہا—

''یہ لڑکی ہے زوردار،، پیلیشکی نے ہاتھہ پاؤں مارتی ہوئی لڑکی کو پیار کر لیا— ''نہیں، نہیں ضرور پیش کرنی چاہئے—،، وہ مریانکا سے مخاطب ہو کر اصرار کرنے لگا— ''اپنے کرائے دار کو تو ایک جام پیش کر دو—،،

اور پیلیشکی اسکا ہاتھہ تھام کر اسے بنچ تک لایا اور اسے اولینین کے پہلو میں بٹھا دیا—

''کیا حسن ہے!،، اس نے کہا، اور ایک رخ سے اسکے چہرے کے تیکھے خد و خال دیکھنے کو ذرا سا جھک گیا—

مریانکا نے تکرار نہیں کی، بلکہ انتہائی مغرور مسکراہٹ کے ساتھہ اپنی لمبی لمبی آنکھوں سے اولینین کی طرف دیکھا—

''حسین لڑکی ہے،، پیلیشکی نے دوہرایا اور مریانکا کی نظریں جیسے اسکی تعریف کر رہی تھیں ''ہاں دیکھو میں کسقدر حسین ہوں—،،

اور یہ سوچے بغیر کہ وہ کیا کر رہا ہے اولینین نے مریانکا کو لپٹا لیا اور اسے پیار کرنے کے لئے بڑھا ہی تھا کہ اچانک اس نے خود کو اولینین کی گرفت سے آزاد کیا اور پیلیشکی سے تقریباً ٹکراتی ہوئی میز کے پٹرے کو دور دھکیل کر چوکڑیاں بھرتی ہوئی چولہے کی طرف بھاگ گئی— ایک شور مچ گیا اور فضا قہقہوں سے گونج اٹھی— اور پھر پیلیشکی نے لڑکیوں کے کان میں کچھہ کہا، اور اچانک وہ سب گیلری میں بھاگ گئیں اور آگے سے دروازہ بند کر لیا—

’’ تم نے پیلیتسکی کو پیار کیا تو مجھے کیوں نہیں کروگی؟،، اولینین نے پوچھا –

’’کیوں بس نہیں کرتی، نہیں چاھتا دل، اور کیا !،، اس نے تیوری چڑھا کر ھونٹ چباتے ھوئے کہا – ’’وہ تو دادا ابا ھیں،، اس نے مسکرا کر کہا – وہ آگے بڑھی اور دروازہ پیٹنے لگی – ’’دروازہ کیوں بند کیا تم نے شیطان کی خالاؤ؟،،

’’ارے انہیں رھنے دو وھیں، ھم یہاں بیٹھیں گے،، اولینین نے اسکے قریب آتے ھوئے کہا –

اسکی تیوری چڑھ گئی ، اور اس نے سختی سے اولینین کو دور دھکیل دیا، اور ایک دفعہ پھر اولینین کو اس میں ایسا شاھانہ حسن نظر آیا کہ اس کی ساری مستی غائب ھو گئی، اور وہ اپنے کئے پر پچھتانے لگا – وہ دروازے کی طرف بڑھا اور خود اسے دھکیلنے لگا –

’’پیلیتسکی !دروازہ کھولو! حماقت نہ کرو!،،

مریانکا پھر چہک کر ھنس پڑی – ’’اوہ، تم مجھ سے ڈرتے ھو؟،، اس نے کہا –

’’واقعی، میں ڈرتا ھوں، تم تو بالکل اپنی ماں کی طرح خفا ھو جاتی ھو – ،،

’’اور رھو یروشکا کے ساتھ، پھر دیکھو لڑکیاں تم پر کیسی فدا ھوں گی!،، وہ مسکرائی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی – اس کی سمجھ میں نہیں آ رھا تھا کیا کہے –

’’اور اگر میں تم سے ملنے آؤں؟..،، اس کے منہ سے نکل ھی گیا –

’’وہ بات دوسری ھے،، اس نے سر ھلا کر جواب دیا –

ٹھیک اسی وقت پیلیتسکی نے دھڑ سے دروازہ کھول دیا، مریانکا اچھل کر دور ھٹ گئی – ھٹتے ھوئے اس کی ران اولینین کی ٹانگ سے ٹکرا گئی –

''میں محبت، نفس کشی، اور لوکاشکا کے بارے میں جو کچھ سوچتا تھا سب بکواس ہے — خوشی و مسرت ہی اصل چیز ہے، جو کوئی خوش رہتا ہے ٹھیک کرتا ہے —،، اچانک اولینین کے دماغ میں بجلی کی طرح یہ خیال کوند گیا، اور اس نے ایک عجیب غیر معمولی طاقت سے مریانکا کو بھینچ کر اس کے رخسار اور کنپٹی کو چوم لیا، مریانکا خفا نہیں ہوئی، وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑی اور بھاگ کر دوسری لڑکیوں میں جا ملی —

اور پھر محفل تتر بتر ہو گئی — اوستینکا کی ماں کام سے واپس آگئی، اس نے لڑکیوں کو برا بھلا کہا اور سب کو گھر سے نکال دیا —

۲۶

''ہاں،، اولینین نے گھر کی طرف جاتے ہوئے سوچا ''میں نے لگام ڈھیلی کی نہیں کہ اس کزاک لڑکی کے عشق میں بری طرح گرفتار ہوا —،، وہ یہی سب سوچتا ہوا پلنگ پر لیٹ گیا، مگر اسے یقین تھا کہ یہ طوفان گزر جائیگا اور وہ پہلے کی طرح زندگی بتا سکےگا — مگر پرانی زندگی واپس نہ آئی — مریانکا سے اس کے تعلقات بدل گئے تھے، ان کے درمیان جو دیوار حائل تھی وہ ڈھے چکی تھی، اب جب کبھی وہ ملتے، اولینین ضرور اسے سلام کرتا —

جب مالک مکان لگان وصول کرنے آیا اور اس نے اولینین کی دولت اور سخاوت کی داستانیں سنیں تو اس نے اسے اپنے گھر آنے کی دعوت دے ڈالی — بڑھیا نے بھی بہت خلوص سے اس کا سواگت کیا، پارٹی والے دن کے بعد سے، اولینین اکثر شام کو ان کے ہاں چلا جاتا اور بڑی رات گئے تک وہیں بیٹھا رہتا — بظاہر وہ گاؤں میں پہلے کی سی زندگی گزار رہا تھا، مگر اس کے اندر کی دنیا بالکل بدل چکی

تھی — دن وہ جنگل میں بتا دیتا، اور آٹھ بجے کے قریب، جب شام کا دھندلکا بڑھنے لگتا تو تنہا یا پروشکا چاچا کے ساتھ، اپنے مکان دار کے ہاں چلا جاتا — وہ اس کے اس قدر عادی ہو گئے، کہ اگر کبھی وہ نہ آتا تو انہیں بڑی حیرت ہوتی — وہ شراب کی اچھی قیمت دیتا، اور پھر خاموش طبیعت آدمی تھا — وانیوشا اسے چائے لا دیتا اور وہ چولہے کے قریب ایک کونے میں بیٹھ جاتا — بڑھیا اس کی موجودگی کی پروا نہ کرتی، وہ اپنے کام دھندے میں لگی رہتی — اور چائے کی پیالی یا چیخیر کے جام کے ساتھ ساتھ کزاکوں کے معاملات، ہمسایوں، اور روس کے متعلق باتیں ہونے لگتیں، سب لوگ سوال پوچھتے اور اولیشین قصے سناتا جاتا — کبھی کبھی وہ کوئی کتاب لے آتا اور خاموشی سے پڑھنے لگتا، مریانکا کسی جنگلی بکری کی طرح، بیٹ میں پاؤں گھسائے چولہے کے اوپر آتش‌دان پر یا کسی تاریک گوشے میں پڑی رہتی — وہ باتوں میں حصہ نہ لیتی — مگر اولیشین اس کا چہرہ اور اس کی آنکھیں دیکھتا رہتا اور اس کے ادھر ادھر کھسکنے یا سورج مکھی کے بیج کھانے کی آواز سنتا رہتا — اسے ایسا لگتا تھا کہ جب کبھی وہ بولتا تھا تو مریانکا مدہوش ہو کر اس کی ایک ایک بات سنتی تھی، اور جب کبھی وہ خاموشی سے کچھ پڑھتا رہتا، جب بھی اسے مریانکا کی موجودگی کا احساس رہتا تھا — کبھی کبھی وہ سوچتا کہ مریانکا کی نظریں اس پر جمی ہوئی ہیں، ان آنکھوں کی چمک دیکھ کر وہ اچانک خاموش ہو جاتا، اور اسے تکنے لگتا، اور تب وہ فوراً اپنا منہ چھپا لیتی اور وہ یہ ظاہر کرتا کہ وہ بڑی ہی سے باتوں میں غرق ہے حالانکہ وہ مستقل اس کے سانس کو اور اس کی ہر ہر حرکت کو سنتا رہتا — اور اس انتظار میں رہتا کہ کب وہ پھر اس کی طرف دیکھے گی — اور لوگوں کی موجودگی میں عام طور پر وہ بہت خوش خوش رہتی اور اس سے دوستانہ برتاؤ کرتی، لیکن جب کبھی وہ دونوں تنہا ہوتے تو وہ شرمائی شرمائی سی اور کھری

کھری سی رہتی — کبھی کبھی وہ مریانکا کے پہنچنے سے پہلے ہی پہنچ جاتا — اچانک وہ اس کے بھاری قدموں کی آہٹ سنتا اور کھلے دروازے سے اس کے نیلے سوتی کرتے کی ایک جھلک دیکھتا — پھر وہ جھونپڑی کے بیچوں بیچ پہنچ جاتی، اسے دیکھتی، اور اس کی آنکھوں میں محبت کی ایک نامعلوم سی مسکراہٹ پھیل جاتی اور وہ بیک وقت خوش اور خوفزدہ ہو جاتا —

وہ مریانکا سے اس سے زیادہ اور کچھ نہ چاہتا تھا لیکن اس کی موجودگی روز بروز زیادہ ضروری بنتی جا رہی تھی —

اولینین اس کزاک گاؤں کی زندگی میں اس طرح گھل مل گیا تھا کہ اسے اپنی گذشتہ زندگی بالکل اجنبی سی لگتی — جہاں تک مستقبل کا تعلق تھا، اور وہ بھی اس موجودہ دنیا سے دور کسی اور دنیا میں زندگی بتانے کا، اس میں اسے ذرا دلچسپی نہ تھی — جب کبھی اس دنیا سے خط آتے، دوستوں اور رشتے داروں کے خط، تو اولینین یہ دیکھ کر جھنجھلا جاتا کہ وہ اس خیال سے پریشان ہیں کہ اولینین کی زندگی تباہ ہو گئی، حالانکہ وہ، اس گاؤں کی فضا میں، خود ان لوگوں کی زندگی کو بیکار سمجھتا تھا جو اس کی سی زندگی نہیں بتا رہے تھے — اسے یقین تھا کہ وہ اپنی گذشتہ زندگی سے تمام بندھن توڑ کر اس گاؤں میں رہ جائے اور اس انوکھی اور الگ تھلگ زندگی کو اپنا لینے پر کبھی نہیں پچھتائے گا — وہ جب کبھی مہم پر گیا اسے زندگی بہت خوشگوار معلوم ہوئی — ایک قلعے کے قیام کے دوران میں بھی وہ بہت خوش رہا، لیکن یہاں، اس گاؤں میں، بروشکا چاچا کے سائے میں، جنگل کی فضا میں، گاؤں کے نکڑ پر اپنی جھونپڑی کی آغوش میں اور خاص طور پر مریانکا اور لوکاشکا کے متعلق سوچنے کے دوران میں اسے اپنی گزشتہ زندگی کا فریب معلوم ہو گیا تھا پہلے بھی اسے اس فریب سے نفرت آتی تھی، لیکن اب تو وہ اسے انتہائی مضحکہ خیز انتہائی وحشیانہ معلوم ہونے لگا — یہاں وہ روز بروز زیادہ

آزادی محسوس کر رہا تھا، روز بروز اس کی انسانیت اور آدمیت بڑھتی جا رہی تھی — اب اسے قفقاز، تصور کے پیش کردہ قفقاز سے بالکل مختلف نظر آنے لگا تھا، یہاں اسے اپنے خوابوں کا قفقاز نظر آیا نہ وہ قفقاز نظر آیا جس کے متعلق اس نے پڑھا اور سنا تھا — ''اس قفقاز کو ان قفقازی لبادوں، ان عمودی چٹانوں، ان امالت‌بیگوں، ان ویروں اور ان بدمعاشوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں،، اس نے سوچا ''لوگ اسی طرح رہتے ہیں جیسے فطرت نے سکھایا ہے، وہ مرتے ہیں، پیدا ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں، اور نیا انسان جنم لیتا ہے، وہ لڑتے مرتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں اور مر جاتے ہیں، ان پر سوائے اس روک ٹوک کے اور کوئی روک نہیں ہے، جو قدرت نے چاند سورج، گھاس پھوس، چرند و پرند اور پھول پتوں پر لگا رکھی ہے، ان کے ہاں اور کوئی قوانین نہیں ہیں —،، اور اسی لئے یہ لوگ اسے اپنے مقابلے میں، زیادہ خوبصورت، زیادہ تندرست، اور زیادہ آزاد معلوم ہوئے، انہیں دیکھ کر وہ اپنے وجود پر افسردہ اور شرمندہ ہو جاتا — اس کے ذہن میں اکثر یہ خیال آتا کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کزاکوں کی صف میں بھرتی ہو جائے، ایک گھر اور مویشی خریدلے، اور کسی کزاک عورت سے شادی کرلے (سوائے مریانکا کے کسی بھی عورت سے، کیونکہ مریانکا کو وہ لوکاشکا کی ملکیت سمجھتا تھا)، بروشکا چاچا کے ساتھ رہے، ان کے ساتھ شکار کرنے اور مچھلی پکڑنے جائے اور کزاکوں کے ساتھ مہم پر جایا کرے — ''آخر میں کبھی کرتا کیوں نہیں یہ؟ آخر مجھے انتظار کس بات کا ہے؟،، وہ اپنے آپ سے پوچھتا، خود کو اکساتا اور شرم دلاتا ''کیا میں وہ سب کرنے سے ڈرتا ہوں جسے میں صحیح اور معقول سمجھتا ہوں؟ کہا، ایک سیدھا سادا کزاک بننے، قدرت کی آغوش میں زندگی بتانے، کسی کو تکلیف نہ دینے بلکہ دوسروں کے ساتھ بھلا کرنے کی خواہش میرے گذشتہ خوابوں سے، کسی ریاست کا وزیر یا کرنل

بننے کے خوابوں سے بھی زیادہ احمقانہ ہے؟،، لیکن کوئی اس سے سرگوشی کرتا کہ ابھی ٹھیرو، ابھی کوئی فیصلہ نہ کرو— ایک دھندلا دھندلا سا خیال اسے ایسا کرنے سے باز رکھتا، یہ خیال کہ وہ بالکل بروشکا اور لوکاشکا والی زندگی نہیں بتا سکے گا، کیونکہ اس کے ذہن میں خوشی کا تصور مختلف ہے — وہ اس نظریے کی وجہ سے باز رہتا کہ خوشی و مسرت کا سرچشمہ نفس کشی ہے — اس نے لوکاشکا کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس سے اسے برابر خوشی کا احساس رہتا تھا — وہ دوسروں کے لئے قربانی دینے کے موقعوں کی تلاش میں رہتا، لیکن ان سے میل جول نہ رکھتا — کبھی کبھی وہ خوشی کے اس نئے نسخے کو بھول جاتا، اور سوچتا کہ وہ بھی بالکل بروشکا جیسی زندگی بتا سکتا ہے، مگر جلد ہی اسے یاد آجاتا، اور وہ فوراً نفس کشی کے اصول کو گلے لگا لیتا اور بڑے اطمینان و سکون اور فخر و غرور سے دینا والوں کو اور ان کی خوشیوں کو دیکھنے لگتا —

۲۷

انگور کی فصل اکٹھی کرنے سے چند دن ہی پہلے لوکاشکا گھوڑے پر سوار ہو کر اولیشین سے ملنے آیا — وہ ہمیشہ سے بھی زیادہ نمایاں لگ رہا تھا —

"کہو؟ سنا ہے تمہاری شادی ہو رہی ہے؟،، اولیشین نے خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا —

لوکاشکا نے کوئی خاص جواب نہیں دیا — "دیکھا میں نے تمہارا گھوڑا دریا پار ایک اور گھوڑے سے بدل لیا، یہ ہے گھوڑا! لوف گھوڑا گھر * کا کباردیائی گھوڑا ہے، مجھے گھوڑوں کی خوب پہچان ہے —،،

---

* لوف گھوڑا گھر قفقاز کا سب سے اچھا گھوڑا گھر مانا جاتا ہے —

انہوں نے گھوڑے کا معائنہ کیا اور اسے احاطے کا ایک چکر دلوا دیا — گھوڑا واقعی بہت عمدہ تھا، لاکھی رنگ کا گھوڑا، چوڑا چکلا بدن، چمکدار رنگ، ریشم جیسی گھنی دم، نرم و نازک ایال جو اس کے عالی نسب ہونے کی دلیل تھے — اس قدر تگڑا تھا کہ بقول لوکاشکا ''آدمی اس کی پیٹھ پر سو جائے،، — اس کے کھر، آنکھیں اور دانت اتنے انوکھے اور اتنے نمایاں تھے، جتنے صرف انتہائی عالی نسب گھوڑے کے ہوتے ہیں — اولینین سے گھوڑے کی تعریف کئے بغیر نہ رہا گیا — اس نے ابھی تک قفقاز میں ایسا حسن نہیں دیکھا تھا —

''اور کیا چلتا ہے!،، لوکاشکا نے اس کی گردن تھپتھپا کر کہا — ''کیا قدم ہے! اور اتنا تیز ہے — اپنے مالک کے اشاروں پر ناچتا ہے —،،

'' اس لین دین میں بہت روپیہ دینا پڑا تمہیں؟،، اولینین نے پوچھا —

''میں نے حساب نہیں کیا،، لوکاشکا نے مسکرا کر کہا — ''مجھے تو یہ ایک کوناک نے دیا ہے —،،

''بہت ہی خوبصورت گھوڑا ہے! کہو اس کی کیا قیمت لوگے؟،، اولینین نے پوچھا —

''مجھے ایک سو پچاس روبل تک پیش کئے جا چکے ہیں، مگر تمہیں میں مفت دے دوں گا،، لوکاشکا نے خوش ہو کر کہا — ''تمہارے کہنے کی دیر ہے، یہ تمہارا ہو جائے گا — میں ابھی زین وغیرہ اتار لیتا ہوں تم لے لو، میرے استعمال کے لئے مجھے کوئی ایک گھوڑا دے دو —،،

''نہیں، نہیں، کسی صورت میں نہیں —،،

''اچھا، تو لو میں تمہارے لئے ایک تحفہ لایا ہوں،، لوکاشکا نے کہا — اور پیٹی کھول کر اس میں لٹکے ہوئے دو خنجروں

میں سے ایک نکالا — ''یہ بھی مجھے دریا پار سے حاصل ہوا ہے —،،

''اوہ، شکریہ —،،

''اور ماں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ خود تمہارے لئے انگور لائے گی—،،

''نہیں، نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہم کبھی نہ کبھی اپنا قرضہ چکا لیں گے، دیکھونا میں بھی تو تمہیں خنجر کی قیمت نہیں دے رہا!،،

''بھلا قیمت کیسے دے سکتے ہو تم، ہم کوناک ہیں، دریا پار والے غوری خان کی سی بات ہے، وہ مجھے اپنے گھر لے گیا، اور اس نے کہا 'چھانٹ لو، کونسی لوگے!'، اور میں نے یہ تلوار لے لی — ہمارے ہاں بھی رواج ہے —،،

جھونپڑی میں جا کر انہوں نے کچھ شراب چڑھائی —

''کچھ دن ٹھہروگے یہاں؟،، اولینین نے پوچھا —

''نہیں، میں تو خدا حافظ کہنے آیا ہوں، وہ مجھے چوکی سے دریا پار ایک دستے میں بھیج رہے ہیں، میں آج رات اپنے ساتھی، نزارکا کے ساتھ جا رہا ہوں —،،

''اور شادی کب ہو رہی ہے؟،،

''میں منگنی کے لئے آؤں گا، اور پھر دوبارہ دستے میں چلا جاؤں گا،، لوکاشکا نے کچھ ہچکچا کر جواب دیا —

''ہیں، اور اپنی منگیتر سے اچھی طرح ملوگے بھی نہیں ؟،،

''ٹھیک ہے —— اسے دیکھنے سے فائدہ بھی کیا؟ اگر تم مہم پر جاؤ، تو ہمارے دستے میں، چوڑے چکلے لوکاشکا کا پتہ پوچھنا، ارے وہاں ان گنت سور ہیں! میں نے دو سور مارے، میں تمہیں لے چلوں گا —،،

''اچھا خدا حافظ، عیسی تمہاری مدد کریں —،،

لوکاشکا گھوڑے پر سوار ہو کر مریانکا سے ملے بغیر ہی سڑک پر نکل گیا، نزارکا وہاں اس کا انتظار کر رہا تھا۔

''میں نے کہا، ذرا گھوم کے چلتے ہو؟،، نزارکا نے یامکا کے گھر کی طرف آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

''اچھا، چلو،، لوکاشکا نے کہا۔ ''لو، میرا گھوڑا اس کے ہاں لے جاؤ، اور اگر میں جلدی نہ آ سکوں، تو اسے چارہ دے دینا، بہرصورت صبح تک تو میں دستے میں پہنچ ہی جاؤں گا۔،،

''کیڈٹ نے تمہیں اور کچھ نہیں دیا؟،،

''شکر ہے میں نے اسے بدلے میں ایک خنجر دے دیا۔ وہ تو گھوڑا مانگ بیٹھتا،، لوکاشکا نے کہا، اور گھوڑے سے اتر کر اسے نزارکا کے حوالے کر دیا۔

وہ سن سے احاطے میں داخل ہوا، اولینین کی کھڑکی کے قریب سے گزرا، اور جمعدار کی جھونپڑی کی کھڑکی کے قریب پہنچا۔ خاصا اندھیرا پھیل چکا تھا، مریانکا صرف کرتا پہنے ہوئے، سونے سے پہلے بالوں میں کنگھا کر رہی تھی۔

''میں آگیا،، کزاک نے سرگوشی کی۔

مریانکا کے چہرے سے انتہائی بے تعلقی ظاہر ہو رہی تھی، لیکن اپنا نام سن کر اچانک اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ وہ کھڑکی کھول کر باہر جھانکنے لگی، گھبرائی گھبرائی اور شاداں شاداں۔

''کیا ہے، کیا کام ہے؟،، اس نے پوچھا۔

''کھولو!،، لوکاشکا نے سرگوشی کی۔ ''منٹ بھر کو اندر آنے دو، میں انتظار کرتے کرتے تھک گیا ہوں!،،

اس نے کھڑکی میں اس کا سر تھام کر اسے پیار کر لیا۔

''سچ، کھول دو!،،

''بکواس کیوں کرتے ہو؟ میں کہہ چکی ہوں، نہیں کھولوں گی، کیا کچھ زیادہ عرصے کے لئے آئے ہو؟،،

اس نے جواب نہیں دیا، بلکہ اسے چومتا چلا گیا، مریانکا نے بھی دوبارہ نہیں پوچھا —

''دیکھو تو کھڑکی سے تو میں اچھی طرح تمہاری کمر میں ہاتھ بھی نہیں ڈال سکتا —،، لوکاشکا نے کہا —

''مریانکا بیٹی!،، اس کی ماں کی آواز آئی — ''کون ہے تمہارے پاس؟،،

لوکاشکا نے ٹوپی اتار لی، تاکہ پہچان نہ ہوسکے، اور کھڑکی سے چمٹ گیا —

''بھاگ جاؤ، جلدی!،، مریانکا نے سرگوشی کی — ''لوکاشکا آیا ہوا ہے،، اس نے کہا ''وہ ابا کو پوچھ رہا ہے —،،

''اچھا، اسے ادھر بھیج دو!،،

''وہ تو چلا گیا، کہتا تھا جلدی میں ہے —،،

اور واقعی، لوکاشکا جھکا جھکا، بڑے بڑے قدم اٹھاتا ہوا کھڑکیوں کے پاس سے گزرا اور بھاگ کر احاطے سے نکل کر پامکا کے مکان کی طرف چلا گیا — اسے اولینین کے سوا کسی نے بھی نہ دیکھا — چیخیر کے دو پیالے چڑھانے کے بعد وہ اور نزارکا چوکی پر چلے گئے — رات گرم، تاریک اور پرسکون تھی — وہ خاموشی سے چلتے رہے — صرف ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آ رہی تھی — لوکاشکا نے منگل کزاک کے متعلق ایک گیت چھیڑ دیا — مگر ایک شعر بھی نہ گایا تھا کہ خاموش ہوگیا — اور لمحے بھر کی خاموشی کے بعد نزارکا کی طرف پلٹ کر کہنے لگا:

''میں کہتا ہوں، وہ مجھے اندر نہ آنے دیتی!،،

''ہاں؟،، نزارکا نے ہاں میں ہاں ملائی — ''میں جانتا ہوں، وہ نہ آنے دیتی، جانتے ہو پامکا نے مجھ سے کیا کہا؟ کیڈٹ نے ان کے ہاں آنا جانا شروع کر دیا ہے — پروشکا چاچا کہتا پھرتا ہے کہ کیڈٹ نے اسے مریانکا کو حاصل کرنے کے انعام میں بندوق دی ہے —،،

''جھوٹ بولتا ھے، بڈھا شیطان!،، لوکاشکا نے غصے سے کہا—
''اس قسم کی لڑکی نہیں ھے وہ، اگر بڈھے کھوسٹ کو عقل نہ آئی
تو میں اس کی طبیعت درست کر دوں گا—،، اور وہ اپنا محبوب نغمہ
الاپنے لگا—

اسمائیلووو گاؤں سے،
مالک کے محبوب گلشن سے،
ایک دفعہ، ایک چمکیلی آنکھوں والا شاھین اڑ گیا—
اس کے پیچھے پیچھے ایک نوجوان شکاری آیا،
وہ اپنے ھاتھہ سے چمکدار آنکھوں والے شاھین کو بلاتا رھا:
''آ میرے شاھین، آ میرے سیدھے ھاتھہ پر بیٹھہ جا،
اگر تو نہ آیا، تو عیسائی زار
مجھے پھانسی پر چڑھا دے گا، بہت اوپر ٹانگ دے گا—،،
اور تب چمکیلی آنکھوں والے شاھین نے جواب دیا:
''تم نہیں جانتے سنہری پنجرے میں مجھے کیسے رکھو،
تم نہیں جانتے، اپنے سیدھے ھاتھہ پر مجھے کیسے بٹھاؤ،
اب تو میں نیلے سمندر کے اوپر اڑ جاؤں گا، دور بہت دور،
اور وھاں میں سفید ھنس کا شکار کروں گا،
اور دل بھر کے ھنس کا خوش ذائقہ گوشت کھاؤں گا—،،

۲۸

جمعدار کے گھر میں منگنی کی رسم ادا کی جا رھی تھی—
لوکاشکا گاؤں آیا ھوا تھا، مگر وہ اولینین سے ملنے نہیں آیا— اور
اولینین بھی مدعو کئے جانے کے باوجود منگنی میں نہیں گیا—
وہ اداس تھا، اتنا اداس جتنا وہ اس کزاک گاؤں میں بسنے
کے بعد کبھی نہ ھوا تھا— اس نے سر شام لوکاشکا کو، اپنا بہترین

لباس زیب تن کئے، اپنی ماں کے ساتھہ گزرتے دیکھا تھا، وہ حیران تھا کہ لوکاشکا اس قدر سرد مہری کیوں دکھا رہا ہے — اولینین اپنی جھونپڑی میں بند ہو بیٹھا، اور اپنی یادداشت میں چند اوراق کا اضافہ کرنے لگا —

''حال ہی میں میں نے اپنے خیالات کو ٹٹولا، اس پر سوچا، میں بہت بدل گیا ہوں —،، اس نے لکھا ''میں پھر اسی لکیر کا فقیر ہو گیا ہوں: خوش رہنے کی صرف ایک ہی صورت ہے، کہ محبت کی جائے، محبت کے لئے سب کچھہ تج دیا جائے، ہر ہر شخص اور ہر ہر چیز سے محبت کی جائے — اپنے چاروں طرف محبت کا جال بچھا لیا جائے، اور ہر اس شخص کو اس جال میں لے لیا جائے، جو اس میں آنا چاہتا ہے — اب تک میں وانیوشا، یروشکا چاچا، لوکاشکا اور مریانکا کو اس جال میں لے چکا ہوں —،،

اولینین اپنا جملہ ختم کر رہا تھا کہ یروشکا چاچا کمرے میں داخل ہوئے —

یروشکا اس وقت انتہائی زوروں پر تھے — چند دن پہلے ایک شام اولینین ان سے ملنے گیا تھا، اور اس نے دیکھا تھا کہ وہ اپنے احاطے میں بیٹھے ہوئے ایک چھوٹے سے چاقو کی مدد سے انتہائی چابک دستی سے سور کی کھال کھینچ رہے ہیں، ان کے چہرے سے غرور اور خوشی چھلکی پڑ رہی تھی — کتنے قریب ہی پڑے ہوئے (جن میں ان کا محبوب کتا لیام بھی شامل تھا) اس پورے عمل کو دیکھہ رہے تھے، اور بڑے خلوص سے آہستہ آہستہ دم ہلا رہے تھے — چھوٹے چھوٹے لڑکے، باڑھہ کے اس طرف سے بڑی عزت اور احترام کی نظر سے ان کو دیکھہ رہے تھے، اور حد ہے کہ اپنے اصول کے مطابق ان سے چھیڑ چھاڑ تک نہیں کر رہے تھے — ان کی ہمسایہ عورتیں، جو عام طور پر ان سے لطف و مہربانی سے پیش نہیں آتی تھیں، انہیں سلام کر رہی تھیں، اور کوئی چیخیر

کا جگ لئے چلی آ رہی تھی تو کوئی تھوڑی سی جمی ہوئی بالائی، اور کوئی آلا — اگلے دن وہ خون میں لت پت، اپنے گودام میں بیٹھے، سور کے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے تقسیم کر رہے تھے، اس کے بدلے وہ کسی سے روپے وصول کرتے تو کسی سے شراب — ان کے چہرے سے کچھ یہ جذبات چھلکے پڑ رہے تھے ''خدا نے مجھ پر اپنی رحمت کی اور میں نے سور مار لیا، تو آج ہر طرف میری پکار ہے،، — ظاہر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے شراب چڑھانی شروع کر دی، اور چار دن تک چڑھاتے چلے گئے، وہ گھنٹے بھر کو بھی گاؤں سے نہیں نکلے — اور پھر منگنی کے موقع پر بھی انہیں تھوڑی بہت چڑھانے کو مل گئی —

وہ خاصے نشے کے عالم میں اولینین کے پاس پہنچے — سرخ چہرہ، الجھی ہوئی داڑھی، مگر سرخ رنگ کا نیا کرتا زیب تن، جس پر سنہری گوٹ لگی ہوئی تھی — ان کے ہاتھ میں بالالائیکا تھا، جو انہوں نے دریا پار سے حاصل کیا تھا — انہوں نے بہت دن سے اولینین سے اس کا وعدہ کر رکھا تھا، اور آج وہ اس کے لئے بخوشی تیار تھے، اولینین کو لکھتے دیکھ کر ان پر اوس سی پڑ گئی —

''لکھو میرے دوست، لکھو،، انہوں نے سرگوشی کی، گویا ان کے اور کاغذ کے درمیان کوئی روح حائل ہے، کہیں وہ ڈر نہ جائے، اور وہ بہت آہستہ سے زمین پر بیٹھ گئے — بروشکا چاچا جب نشے میں ہوں، تو ان کے لئے زمین سے بہتر کچھ نہیں ہوتا — اولینین نے پلٹ کر دیکھا، شراب لانے کا حکم دیا، اور پھر لکھنے لگا — بروشکا کو اکیلے پینے میں ذرا لطف نہ آیا، وہ چاہ رہے تھے کہ ذرا گپ شپ رہے —

''میں جمعدار کے ہاں منگنی میں گیا تھا، مگر وہاں سور ہیں سب کے سب! مجھے پسند نہیں! اور میں تمہارے ہاں آگیا —،،

''اور یہ بالالائیکا کہاں سے مار دیا؟،، اولینین نے لکھتے لکھتے پوچھا—

''ارے یار، دریا پار گیا تھا میں، وہیں ملا—،، اس نے بھی بہت خاموشی سے جواب دیا— ''اس ساز کا تو میں استاد ہوں— تاتاری گیت چاہو، تاتاری سن لو، کزاک چاہو، کزاک سن لو، کسانوں کے گیت چاہو تو وہ حاضر ہیں اور اونچی محفل کے گیت چاہو تو وہ لو—،،

اولینین نے پھر ان کی طرف دیکھا، مسکرایا اور پھر لکھنے لگا—

اس کی مسکراہٹ سے بڑے میاں کی ذرا ہمت بندھی—

''چلو، چھوڑو اسے، میرے یار، چھوڑو!،، اچانک انہوں نے نہایت زوردار لہجے میں کہا— ''آؤ بھی، کسی نے تمہارے ساتھہ زیادتی کی ہے، مگر چھوڑو بھی انہیں، لعنت بھیجو ان پر! آؤ بھی، کاغذ سیاہ کرتے چلے جانے کا کیا فائدہ، بھلا اس سے کیا حاصل ہوگا؟،،

اور وہ اپنی بھدی بھدی انگلیوں کو زمین پر مارمار کر، اور نفرت کے جذبات کا اظہار کرنے کے لئے منہ بنا بنا کر اولینین کی نقل اتارنے لگے—

''بھلا یہ ہوائی باتیں لکھنے کا کیا فائدہ، اس سے تو بہتر ہے کہ شراب کباب اڑاؤ اور دنیا کو دکھا دو کہ تم مردبچہ ہو!،،

ان کے دماغ میں صرف یہی تصور آ سکتا تھا کہ لکھہ رہا ہے، تو بس کچھہ لفظی بحث ہی لکھہ رہا ہوگا— اولینین قہقہہ مار کر ہنس پڑا— اور خود بروشکا بھی— اور پھر وہ زمین سے اچھل کر بالالائیکا کی مہارت دکھانے لگے— انہوں نے پھر ایک تاتاری گیت چھیڑ دیا—

''میرے دوست، لکھنے کا کیا فائدہ! اس سے تو اچھا ہے تم میرے گیت سنو، مر جاؤگے تو پھر کہاں سن سکوگے، زندگی ہے تو رنگ رلیاں مناؤ!،،

پہلے تو انہوں نے اپنا بنایا ہوا ایک گیت گایا، ساتھ ناچنے بھی لگے:

آہ، دی، دی، دی، دی، دی، دی،
جب انہوں نے اسے دیکھا تو کہاں تھا وہ؟
میلے کی کسی دوکان میں
وہ تو وہاں سوئیاں بیچ رہا تھا۔

پھر انہوں نے ایک گیت سنایا، جو انہوں نے اپنے مرحوم دوست میجر سارجنٹ سے سیکھا تھا:

سوموار کے دن مجھے شدید عشق ہوگیا،
منگل کو آہیں بھرنے کے سوا کوئی کام نہ تھا،
بدھ کو میں نے اپنا دل کھول کر رکھ دیا،
جمعرات کے دن اس کے جواب کا منتظر رہا۔
اور آخر جمعے کی شام کو میرا نوشتہ' تقدیر آگیا،
اور امید کی آخری کرن بھی چھپ گئی۔
سنیچر کو، اس زندگی کا خاتمہ کرنے کے لئے،
مرد باہمت کی طرح ارادہ کیا۔
مگر اپنی نجات کی خاطر
اتوار کی صبح کو ارادہ بدل دیا۔

اور پھر انہوں نے دوبارہ یہ گیت سنایا:

آہ، دی، دی، دی، دی، دی، دی،
جب انہوں نے اسے دیکھا تو کہاں تھا وہ؟

اور پھر انہوں نے آنکھ ماری اور کندھے جھٹکا کر تال پر پاؤں مار مار کر یہ گیت سنانے لگے:

میں تمہیں چوم لوں گا، گلے لگا لوں گا،
تمہارے گرد سرخ فیتے باندھ دوں گا،
اور تمہیں ننھے حسن کا نام دوں گا—
آہ! اے ننھے حسن، بتا،
مجھے بتا، کیا تجھے مجھ سے سچا پیار ہے؟

اور پھر وہ اتنے جذباتی ہو گئے کہ اچانک پورے کمرے میں گھوم گھوم کر ناچنے لگے—

''دی، دی، دی،، قسم کے گیت، ''شرفا'' کے گیت،، انہوں نے اولینین کو خوش کرنے کی خاطر گائے، مگر چیخیر کے تین ڈونگے اور چڑھانے کے بعد انہیں بیتے دن یاد آگئے اور وہ واقعی کزاک اور تاتاری گیت گانے لگے— اپنا ایک محبوب گیت گاتے گاتے ان کی آواز بھرا گئی اور وہ خاموش ہو گئے مگر بالالائیکا کے تار چھیڑتے رہے—

''آہ، میرے پیارے دوست!،، انہوں نے کہا—

اس کی آواز میں کچھ ایسی انوکھی بات تھی کہ اولینین نے پلٹ کر دیکھا بڑے میاں بچارے رو رہے تھے— ان کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے اور ایک آنسو رخسار پر بہہ رہا تھا— ''گزر چکا، میری جوانی کے زمانے، تو اب کبھی پلٹ کر نہ آئیگا!،، انہوں نے ہچکیاں لے لے کر ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا— ''پیو، پیتے کیوں نہیں!،، یکایک آنسو پونچھے بغیر وہ ایسی آواز میں چلائے کہ کان کے پردے پھٹنے لگے—

پہاڑی لوگوں کے ایک گیت نے ان پر خاص اثر کیا، اس میں گنتی کے چند لفظ تھے، لیکن اس کا اداس اداس سا ٹیپ کا بند اس کا حسن تھا— ''آئی، دائی، دالالائی!،، بروشکا نے گیت کے بول کا ترجمہ کیا ''ایک نوجوان آؤل سے پہاڑ کی

طرف اپنی بھیڑ بکریاں لے جاتا ہے، روسی آتے ہیں اور آؤل کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں، مردوں کو ختم کر دیتے ہیں اور عورتوں کو قید کر لیتے ہیں — نوجوان پہاڑوں سے واپس آتا ہے، جہاں کل تک آؤل تھا آج وہاں خاک اڑ رہی تھی، نہ اس کی ماں تھی وہاں، نہ بھائی، نہ گھر نہ در، صرف ایک درخت رہ گیا تھا — نوجوان درخت کے سائے میں بیٹھ کر رونے لگا — تنہا، تیری طرح میں بھی تنہا ہوں، اور وہ گانے لگا — 'آئی، دائی، دالالائی!...'' بڑے میاں نے کئی دفعہ ٹیپ کے اس بند کو دوہرایا جس سے دل کا تارتار تھرا اٹھتا تھا —

ٹیپ کا بند ختم کرنے کے بعد بروشکا نے اچانک دیوار پر لٹکی ہوئی ایک بندوق اٹھائی، بھاگتا ہوا احاطے میں پہنچا اور دونوں نالیوں سے ہوا میں گولی چلا دی اور پھر انہوں نے دوبارہ، اور بھی زیادہ دردناک آواز میں اپنا ''آئی، دائی، دالالائی — آہ، آہ!'' شروع کیا، اور خاموش ہو گیا —

اولینین اس کے پیچھے پیچھے برساتی میں گیا اور تاروں بھرے آسمان کو دیکھنے لگا جہاں بندوق کی گولیوں کی چمک پھیل رہی تھی — جمعدار کا گھر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا اور وہاں سے طرح طرح کی آوازیں آ رہی تھیں — برساتی اور کھڑکیوں کے ارد گرد لڑکیوں کا مجمع لگا ہوا تھا — وہ برابر گھر سے چھوٹے مکان اور چھوٹے مکان سے گھر کی طرف آ جا رہی تھیں — کئی کزاک دندناتے ہوئے گھر سے نکلے اور وحشیانہ انداز میں چنگھاڑنے اور بروشکا چاچا کے گیت کو دوہرانے لگے —

''منگنی میں کیوں نہیں جا رہے ہو کیوں؟'' اولینین نے پوچھا —

''بھاڑ میں ڈالو انہیں! چھوڑو بھی!'' بڑے میاں منہ ہی منہ میں بڑبڑائے، وہ شاید وہاں کی کسی حرکت پر بپھرے ہوئے

تھے— ''مجھے وہ پسند نہیں ہیں، بالکل نہیں، اف یہ لوگ! آؤ چلو گھر میں چلیں! انہیں یہاں رنگ‌رلیاں منانے دو ہم اپنی محفل الگ جمائیں گے—''

اولینین اندر چلا گیا—

''اور لوکاشکا، وہ خوش ہے؟ کیا وہ مجھ سے ملنے نہیں آئے گا؟'' اس نے پوچھا—

''کون لوکاشکا؟ ارے ان لوگوں نے اس سے جھوٹ کہہ دیا کہ میں اس لونڈیا کو تمہارے لئے بھگا رہا ہوں—'' بڑے میاں نے سرگوشی کی— ''مگر لڑکی کیا چیز ہے؟ اگر ہم آج چاہیں تو وہ آج ہماری ہو سکتی ہے، ذرا بھر مٹھی روپیہ دے دو— اور وہ ہماری ہے— میں سب طے کر دوں گا تمہارے لئے، یقین کرو میں سب کردوں گا؟''

''نہیں چاچا اگر وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی تو روپیہ کیا بنا لے گا— چھوڑو، ایسی باتیں نہ کرو!''

''ارے وہ ہم سے محبت نہیں کرتیں، مجھ سے اور تم سے، ہم تو یتیم ہیں'' اچانک یروشکا چاچا نے کہا اور پھر رونے لگے—

بڑے میاں کا گیت سنتے سنتے اولینین معمول سے زیادہ ہی گیا— ''تو اب میرا لوکاشکا خوش ہے'' اس نے سوچا، مگر وہ پھر بھی اداس اداس سا تھا— اس شام بڑے میاں نے اتنی چڑھا لی کہ وہیں زمین پر گر پڑے— اور وانیوشا کو اپنی مدد کے لئے کئی سپاہیوں کو بلانا پڑا، چنانچہ بڑے میاں کو باہر کھینچتے کھینچتے اس نے زمین پر تھوک دیا— وہ بڑے میاں کی ان حرکتوں کی وجہ سے ان سے اس قدر خفا تھا کہ فرانسیسی میں کوئی اعلان کرنا بھی بھول گیا—

اگست کا مہینہ تھا، کئی کئی دن آسمان پر بادل کا نشان تک نظر نہ آتا — سورج کی جھلسا دینے والی گرمی ناقابل برداشت ہوگئی تھی — صبح تڑکے ہی سے گرم ہوائیں ریت کے ٹیلوں اور سڑکوں سے تپتی ہوئی ریت کے مرغولے اڑا لاتیں، اور وہ جھاڑیوں، درختوں اور گاؤں کے اوپر اڑتے رہتے — درختوں کے پتوں اور گھاس پر گرد کی تہہ چڑھی ہوئی تھی — سڑکیں اور سوکھی ہوئی نمکین زمین دھل دھلا کر ننگی ہو گئی تھی اور قدموں تلے چرچرا رہی تھیں — مدت ہوئی تیرک کا پانی اترنا شروع ہو گیا تھا اور بڑی تیزی سے گڑھوں میں غائب ہوتا جا رہا تھا — مویشیوں نے گاؤں کے پاس والی تلیا کا چکنا چکنا کنارا توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا — اور دن بھر پانی کی چھپ چھپ اور لڑکے لڑکیوں کے نہانے اور چیخنے چلانے کی آوازیں آتی رہتیں — اسٹیپ میں ریت کے ٹیلے اور سرکنڈوں کے جھرمٹ سوکھ رہے تھے اور دن کے وقت مویشی ڈکراتے ہوئے کھیتوں میں بھاگ نکلتے، جنگلی درندے کہیں دور، سرکنڈوں کے جھنڈوں اور تیرک کے اس پار بھاڑیوں میں بھاگ گئے تھے — گاؤں اور میدانوں پر مچھروں کے دل کے دل اڑتے رہتے — برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں دھند میں غائب ہو گئی تھیں — ہوا اتنی ساکن تھی کہ دم گھٹا جاتا تھا — یہ افواہ عام تھی کہ ابرکوں نے اتھلا دریا پار کر لیا ہے اور اب وہ اس پار گھوم رہے ہیں — روز رات کو سورج کے غروب ہونے کے وقت انتہائی سرخ روشنی پھیلی نظر آتی — سال میں سب سے زیادہ مصروفیت کا زمانہ یہی تھا — گاؤں کے تمام باسی تربوزوں کے کھیتوں اور انگور کے باغوں پر ٹوٹ پڑے تھے — انگور کے باغ، جن میں انتہائی گھنا سبزہ اگا ہوا تھا — سرد اور سائےدار

جگہ میں جلوہ فگن تھے — ہر جگہ چوڑی چوڑی اور صاف ستھری پتوں کے درمیان، پکے ہوئے انگوروں کے بھاری اور سیاہ خوشے جھانک رہے تھے — سیاہ انگوروں سے لدی ہوئی گاڑیاں انگور کے باغیچوں سے، نکلتی اور چرچراتی ہوئی آہستہ آہستہ گرد آلود سڑک پر روانہ ہو جاتیں — گرد میں انگور کے خوشے پڑے رہتے، وہ خوشے جو گاڑی کے پہیوں کے نیچے آ کر بھنچ گئے تھے — لڑکے لڑکیاں، انگور کے رس میں لت پت کرتے ہوئے ہاتھ اور منہ میں انگور دبائے، اپنی اپنی ماؤں کے پیچھے بھاگتے نظر آتے — راستے میں برابر خستہ حال مزدور نظر آتے رہتے، جن کے مضبوط شانوں پر انگور کی ٹوکریاں دھری ہوئی ہوتیں — کزاک لڑکیاں، سر کے رومال کو آنکھوں تک لٹکائے پھلوں سے لدی ہوئی گاڑیوں میں جتے ہوئے بیلوں کو ہنکاتی نظر آتیں — جو کوئی سپاہی راستے میں انہیں مل جاتا، وہ ان سے انگور مانگتا اور کزاک عورت گاڑی روکے بغیر اوپر چڑھ کر بھر مٹھی انگور ان کے کرتے کے دامنوں میں ڈال دیتی — بعض بعض صحنوں میں تو لوگوں نے انگوروں کو نچوڑنا بھی شروع کر دیا تھا — اور فضا انگور کے خالی چھلکوں کی بو میں بس گئی تھی — احاطے میں سائبان کے نیچے خون جیسی سرخ ناندیں اور ٹوکائی مزدور نظر آتے، جن کی پتلونیں چڑھی ہوئی تھیں اور ٹانگیں رس میں نہائی ہوئی — سور کے ننھے ننھے بچے انگور کے چھلکوں پر لوٹے پڑتے، وہ پیٹ بھر کر کھاتے بھی اور اس میں لوٹ بھی لگاتے — چھوٹے چھوٹے مکانوں کی ہموار چھتیں سیاہ خوشوں سے لدی ہوئی تھیں، جو دھوپ میں پڑے سوکھ رہے تھے — مینائیں اور کوے چھتوں کے گرد جمع ہوجاتے، وہ بیج چنتے رہتے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پھدکتے رہتے —

سال بھر کی محنت کا پھل بڑی ہنسی خوشی اکٹھا کیا جا رہا تھا — اور اس سال پھل بہت ہی اچھا اور باافراط تھا —

انگور کے سایہ دار اور سر سبز باغوں میں، انگور کے سمندر کے درمیان، چاروں طرف ہنسی قہقہوں، گانے بجانے اور چھیڑ چھاڑ کی آواز گونجتی رہتی— عورتوں کی آواز ابھرتی اور ان کے رنگا رنگ کپڑوں کی جھلکیاں جھلملا اٹھتیں—

دوپہر کے وقت، مریانکا اپنے خاندانی باغ میں آڑو کے ایک درخت کے سائے میں بیٹھی کھلی گاڑی کے نیچے سے گھروالوں کے لئے کھانے پینے کا سامان نکال رہی تھی— اس کے سامنے گھوڑے کی جھول پر جمعدار بیٹھا تھا— (وہ اسکول سے واپس آگیا تھا) اور ایک چھوٹے سے جگ سے پانی انڈیل کر اپنے ہاتھ دھو رہا تھا— اس کا چھوٹا بھائی، ابھی ابھی سیدھا تلیا سے آیا تھا، وہ ہانپ رہا تھا اور اپنی لمبی چوڑی آستین سے اپنا منہ پونچھ رہا تھا— اور کھانے کے انتظار میں بڑی بے چینی سے کبھی اپنی ماں کو تک رہا تھا، کبھی بہن کو— بڑی ہی اپنے مضبوط اور سنولائے ہوئے بازوؤں پر آستینیں چڑھائے، ایک نیچی سی تاتاری گول میز پر، انگور، خشک مچھلی، جمی ہوئی بالائی اور روٹی رکھ رہی تھیں— جمعدار نے ہاتھ پونچھے، ٹوپی اتاری اور اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا کر میز کے قریب کھسک آیا— لڑکے نے جگ اٹھا کر جلدی جلدی پانی پینا شروع کر دیا— ماں اور بیٹی آلتی پالتی مار کر میز کے قریب آبیٹھیں— سائے میں بھی شدید گرمی تھی— انگور کے باغ میں ایک عجیب ناگوار سی بو بسی ہوئی تھی— اور گرم گرم ہوا کے جھونکے عجیب بے باک انداز سے باغ میں اگے ہوئے ناخ، آڑو اور شہتوت کے اکا دکا درختوں کی چوٹیوں میں سر سرا رہے تھے ان سے بھی فضا میں خنکی پیدا نہیں ہو رہی تھی— جمعدار نے پھر صلیب کا نشان بنایا اور اپنے سامنے رکھا ہوا چیخیر کا ایک چھوٹا سا جگ اٹھایا، جس پر انگور کا پتہ ڈھکا ہوا تھا، اور جگ سے منہ لگا کر شراب پینے

کے بعد بڑی بی کی طرف بڑھا دیا — وہ صرف قمیص پہنے ہوئے تھا، قمیص کا گریبان کھلا ہوا تھا، اور اس کا بالوں سے بھرا ہوا تندرست سینہ جھانک رہا تھا — اس کا دبلا پتلا اور چالاک چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا — آج اس کے انداز اور بات چیت سے اس کی مخصوص چالاکی نہیں ٹپک رہی تھی — وہ خوش تھا اور اس کے انداز میں ایک بے ساختگی تھی —

''کیوں نہ ہم آج رات، سائبان کے پیچھے والا حصہ بھی ختم کر ڈالیں؟،، اس نے اپنی گیلی داڑھی پونچھتے ہوئے پوچھا —

''ہاں ہو جائے گا،، اس کی بیوی نے کہا ''بس ذرا موسم خراب نہ ہونے پائے، دیمکین کے گھر والوں نے تو ابھی آدھا باغ بھی ختم نہیں کیا،، اس نے کہا — ''اوستینکا اکیلی جان وہاں کام کر رہی ہے، لڑکی تھک کر ہلکان ہوئی جا رہی ہے —،،

''ان سے اور امید ہی کیا ہے؟،، بڑے میاں نے غرور سے کہا —

''لے میری بچی مریانکا تو بھی پی لے تھوڑی سی!،، بڑی بی نے جگ بڑھاتے ہوئے کہا — ''خدا نے چاہا تو ہمارے پاس شادی کی دعوت کا انتظام کرنے کے لئے بہت بچ رہے گا —،، بڑی بی نے کہا —

''اس میں تو ابھی دیر ہے —،، جمعدار نے تیوری پر ہلکا سا بل ڈال کر کہا —

لڑکی نے سر جھکا لیا —

''لو بھلا اس کا ذکر کیوں نہ کریں؟،، بڑی بی نے کہا — ''بات پکی ہو چکی اور اب وقت سر پر آ رہا ہے —،،

''اتنے خیالی پلاؤ نہ پکاؤ،، جمعدار نے کہا — ''ابھی تو ہمیں فصل کی بھی دیکھ بھال کرنی ہے —،،

''لوکاشکا کا نیا گھوڑا بھی دیکھا تم نے؟،، بڑی بی نے

پوچھا — ''دمتری اندریئے وچ نے اسے جو گھوڑا دیا تھا، وہ گیا — اس نے بدل لیا —،،

''نہیں، میں نے نہیں دیکھا، مگر آج میں نے کرائے دار کے ملازم سے بات کی تھی —،، جمعدار نے کہا — ''وہ کہتا تھا کہ اس کے مالک کو پھر ایک ہزار روبل وصول ہوئے ہیں —،،

''دولت سے کھیل رہے ہیں — ارے ہاں اس کے لئے اور کیا کہوں،، بڑی بی نے کہا —

پورا خاندان خوش اور مطمئن تھا — کام اچھا چل رہا تھا — انگور ان کی امید سے زیادہ پیدا ہوا تھا اور دانہ بہت نفیس تھا — کھانے کے بعد مریانکا نے بیل کے آگے گھاس ڈالی اور اپنے کرتے کا تکیہ بنا کر گاڑی کے نیچے روندی ہوئی رسیلی گھاس پر لیٹ گئی — اس کے سر پر سرخ ریشمی رومال تھا — اور جسم پر چھینٹ کا نیلا کرتا پھر بھی اسے انتہائی گرمی لگ رہی تھی — اس کا چہرہ تپ رہا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ہاؤں کہاں چھپائے، اس کی آنکھیں تھکن اور نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں — اس کے لب خود بخود کھل گئے تھے اور اس کے سینے میں گہرے گہرے سانس کی وجہ سے مدوجزر پیدا ہو رہا تھا —

پندرہ دن سے سال کا سب سے زیادہ محنت کا دور شروع ہو چکا تھا — اور اب لڑکی کی زندگی میں مسلسل محنت اور مشقت کے سوا کچھ نہ تھا — وہ پو پھٹتے ہی اٹھ بیٹھتی، ٹھنڈے پانی سے منہ ہاتھ دھوتی، اور چادر اوڑھ کر مویشیوں کی دیکھ بھال کرنے ننگے پاؤں بھاگ نکلتی — پھر وہ جلدی جلدی جوتے اور کرتا پہنتی اور روٹی کی چھوٹی سی پنچی سنبھال کر، بیلوں کو جوتتی اور گاڑی میں بیٹھ کر دن بھر کے لئے انگور کے باغ کی طرف چلی جاتی — وہاں انگور کے خوشے کاٹتی اور ٹوکریاں

ڈھوتی — دن بھر میں صرف گھنٹے بھر آرام کرتی — اور شام کو بیلوں کی رسی تھام کر انہیں ہنکاتی ہوئی یا بڑے سے سوئٹے سے پیٹتی ہوئی تازہ دم اور خوش خوش گاؤں واپس آجاتی — مویشیوں کا چارہ پانی کرنے کے بعد اپنے کرتے کی آستین میں سورج مکھی کے بیج لے کر دوسری لڑکیوں کے ساتھ ہنسی دل لگی کرنے اور بیج چبانے کے لئے گلی کے نکڑ پر چلی جاتی — مگر اندھیرا ہوتے ہی وہ گھر پلٹ آتی — اور اپنے ماں باپ اور بھائی کے ساتھ تاریک اور چھوٹے مکان میں کھانا کھا کر گھر میں چلی جاتی، اس وقت یہ صحت مند لڑکی دنیا کی ہر فکر سے آزاد ہوتی — وہ آتش دان پر چڑھ جاتی اور ایک غنودگی کے عالم میں کرائے دار کی باتیں سنتی رہتی — جیسے ہی وہ جاتا وہ اپنے بستر پر لیٹ جاتی اور صبح تک گہری نیند کے مزے لوٹتی — زندگی اسی ڈھرے پر چلتی رہی — وہ منگنی کے بعد سے لوکاشکا سے نہیں ملی تھی — مگر خاموشی سے شادی کے دن کا انتظار کر رہی تھی —

وہ اپنے کرائے دار کی عادی ہو چلی تھی، اور بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کی چبھتی ہوئی نظروں کو محسوس کرتی رہتی —

۳۰

گرمی سے کہیں نجات نہ تھی، اور گاڑی کے سرد سائے میں مچھروں کا دور دورہ تھا، اوپر سے مریانکا کا بھائی اس کے پاس لیٹا ہوا کسمسا رہا تھا اور اسے ڈھکیلے جا رہا تھا، لیکن پھر بھی مریانکا سر پر رومال ڈال کر سونے کا ارادہ کر رہی تھی، کہ اچانک ان کی ہمسایہ لڑکی اوستینکا دوڑتی ہوئی ان کی طرف آئی اور گاڑی کے نیچے گھس کر مریانکا کے پہلو میں لیٹ گئی —

''سوؤ، لڑکیوں، سوؤ!،، اوستینکا نے گاڑی کے نیچے پاؤں پسارتے ہوئے کہا— ''ذرا ٹھیرو!،، اس نے کہا— ''اس سے کام نہیں چلے گا!،، اس نے کود کر چند ہری ہری شاخیں توڑیں، اور انہیں گاڑی کے دونوں طرف پہیوں میں پھنسا دیا— اور ان پر اپنا کرتا پھیلا دیا— ''مجھے بھی گھسنے دو،، وہ چھوٹے لڑکے پر چلائی اور پھر گاڑی کے نیچے گھس گئی— ''میں بھلا کزاک اس طرح لڑکیوں کے ساتھ لیٹے ہیں، جاؤ بھاگو!،، اور جب وہ اپنی دوست کے ساتھ گاڑی کے سائے میں تنہا رہ گئی تو اچانک اوستینکا نے اپنے دونوں بازو مریانکا کی کمر میں حمائل کر دئے، اور اس سے لپٹ کر اس کے رخساروں اور گردن پر پیار کرنے لگی—

''پیاری، پیاری!،، وہ انتہائی تیز قہقہوں کے درمیان دوہراتی چلی گئی—

''ارے، کیا دادا ابا سے سیکھ لیا یہ سب،، مریانکا نے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے کہا— ''چھوڑو!،،

اور وہ دونوں اس طرح بے تاب ہوکر ہنسیں کہ مریانکا کی ماں کو ڈانٹ کر انہیں خاموش کرانا پڑا—

''جلتی ہو کیا؟،، اوستینکا نے سرگوشی کی—

''بکواس! آؤ سو جائیں، تم کیوں آئیں؟،،

مگر اوستینکا کہے جا رہی تھی— ''ابھی بتاتی ہوں کیوں آئی، ذرا ٹھیر تو سہی تو!،،

مریانکا کہنی کے بل ذرا سا اٹھی اور اپنا رومال ٹھیک کرنے لگی— ''ہوں تو کیا خبر ہے؟،،

''مجھے تمہارے کرائے دار کے بارے میں ایک بات معلوم ہو گئی!،،

''اس کے متعلق جاننے کو ہے ہی کیا،، مریانکا نے کہا—

''ارے بدمعاش لڑکی!،، اوستینکا نے اسے کہنی ماری اور ہنسنے لگی— ''ہم سے چھپائے گی، کیا وہ تمہارے ہاں آتا ہے؟،،

''آتا ہے، مگر اس سے کیا؟،، مریانکا نے کہا، اور اچانک شرم سے گنبار ہوگئی—

''میں ہی بالکل بھولی ہوں، میں سب کو بتا دیتی ہوں— میں کیوں کروں ظاہر داری؟،، اوستینکا نے کہا، اور اسکا چمکدار اور گنبار چہرہ اچانک پھیکا پڑ گیا— ''میں کسی کو کوئی تکلیف نہیں دے رہی، کیوں؟ مجھے اس سے محبت ہے، اور بس!،،

''دادا ابا سے؟،،

''ہاں—،،

''مگر یہ گناہ ہے!،،

''اف مریانکا! اگر ہم نے اس آزادی کے زمانے میں زندگی کا کچھہ لطف نہ اٹھایا تو کب اٹھائیں گے؟ کسی کزاک سے شادی کرنے کے بعد میرے بال بچے ہو جائیں گے اور میں ان کی فکروں میں پڑ جاؤنگی— کیوں، لوکاشکا سے شادی کرنے کے بعد تمہارے ذہن میں خوشی و مسرت کا خیال بھی نہ بھٹکنے پائے گا، بس گھر اور بچے، بچے اور گھر!،،

''کیوں بعض بعض شادی کے بعد بھی ہنسی خوشی رہ رہی ہیں— بھلا اس سے کیا فرق پڑتا ہے!،، مریانکا نے سکون سے جواب دیا—

''اچھا مجھے بس ایک بات بتا دو، تم سے لوکاشکا سے کیا معاملہ ہے؟،،

''کیا معاملہ ہے؟ اس نے شادی کی درخواست کی، ابا سال بھر تک ٹالتے رہے مگر اب منگنی طے ہو گئی ہے— اور موسم خزاں میں ہماری شادی ہو جائیگی—،،

''مگر اس نے تم سے کیا کہا؟،،

مریانکا مسکرائی —

''وہ بھلا کیا کہتا؟ اس نے یہی کہا کہ اسے مجھ سے محبت ہے، وہ برابر مجھ سے انگور کے باغ میں چلنے کو کہتا رہا —،،

''کس قدر لیچڑ ہے! تم گئیں نہیں، کیوں؟ اور کتنا نڈر شہسوار بن گیا ہے! گاؤں کی آن ہے وہ تو — وہاں فوج میں بھی خوب رنگ رلیاں مناتا ہے! کل ہی کی تو بات ہے، ہمارا کیرکا گھر آیا تھا، اف کیا لاجواب گھوڑا ہے لوکاشکا کا! اس نے کہا، مگر میرے خیال میں اس کے باوجود وہ تمہارے ہجر کی آگ میں جلتا رہتا ہے، اور کیا کہا اس نے؟،،

''تجھے سب بات جاننے کی ضرورت ہے؟،، مریانکا نے ہنس کر کہا — ''ایک رات کو وہ گھوڑے پر سوار میری کھڑکی کے نیچے آ پہنچا، وہ نشے میں تھا، مجھ سے کہنے لگا کہ مجھے اندر آنے دو —،،

''اور تم نے بلا لیا؟،،

''بلا لیا، ضرور! میں جو ایک دفعہ کہہ دیتی ہوں اس پر قائم رہتی ہوں، چٹان کی طرح اٹل —،، مریانکا نے سنجیدگی سے جواب دیا —

''مگر اچھا آدمی ہے وہ! اگر وہ چاہے تو کوئی لڑکی اس سے انکار نہ کرے —،،

''ہاں، تو جائے اوروں کے پاس —،، مریانکا نے اکڑ کر کہا — ''تمہیں رحم نہیں آتا اس پر؟،،

''آتا ہے، مگر میں اس قسم کی حماقت نہیں کروں گی، غلط بات —،،

اچانک اوستینکا نے اپنی دوست کے سینے پر سر رکھ دیا اور ہنس ہنس کر اسے لپٹا لیا — ''بدھو!،، اس کا سانس پھول رہا تھا — ''تم خوش رہنا ہی نہیں چاہتیں،، اور وہ مریانکا کو گدگدانے لگی —

''ارے چھوڑ، مجھے!،، مریانکا نے ہنسی سے لوٹتے ہوئے کہا—
''لعنت ہے ان چھوکریوں پر! جب دیکھو جب کود پھاند! تھکتیں بھی تو نہیں!،، گاڑی سے بڑی بی کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز آئی—

''تم رنگ رلیاں منانا ہی نہیں چاہتیں!،، اوستینکا نے سر اٹھا کر سرگوشی کی— ''مگر ہو تم خوش قسمت، بہت خوش قسمت! آخر سب کے سب تم پر کیوں مرتے ہیں! اس قدر نک‌چڑھی ہو تم، پھر بھی سب تم پر جان دیتے ہیں! اف اگر میں ہوتی تیری جگہ تو منٹوں میں تیرے کرائے دار کو اشاروں پر نچوا دیتی! جب تم دونوں میرے گھر آئے تھے تو میں نے اسے دیکھا، وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں تجھے کھائے جا رہا تھا— اف دادا ابا نے کیا کیا چیزیں دی ہیں مجھے! اور کہتے ہیں تمہارا کرائے دار تو روس کا سب سے بڑا رئیس ہے، اس کے اردلی نے بتایا کہ ان کے پاس اپنے کمیرے ہیں—،،

مریانکا ذرا سا اٹھی، لمحے بھر کچھ سوچتی رہی اور پھر مسکرا دی—

''جانتی ہو اس نے ایک دفعہ مجھ سے کیا کہا— ارے اسی کرائے‌دار نے؟،، اس نے گھاس کا تنکا چباتے ہوئے کہا— ''اس نے کہا کہ کاش وہ بھی لوکاشکا کی یا میرے بھائی لازونکا کی طرح کزاک ہوتا، تمہارا کیا خیال ہے اس کا کیا مطلب تھا؟،،

''بس اس کے دماغ میں جو کچھ آیا وہ اس نے کہہ دیا—،، اوستینکا نے جواب دیا— ''ارے میرا والا کیا کچھ نہیں کہتا! جیسے کوئی پاگل ہو!،،

مریانکا نے اپنے تہشہ کرتے پر سر رکھ لیا، اور اوستینکا کے شانوں کے گرد باہیں لپٹا کر آنکھیں بند کر لیں— ''آج وہ انگور کے باغیچے میں کام کرنا چاہتا تھا، ابا نے کہا تھا اس سے'' اس نے لمحے بھر کی خاموشی کے بعد کہا، اور بےخبر سو گئی—

۳۱

سورج ناخ کے اس درخت کے پیچھے سے نکل آیا، جو گاڑی پر سایہ کئے کھڑا تھا، اور اب اوستینکا کی ٹھوسی ہوئی شاخوں کے باوجود سوتی ہوئی لڑکیوں کے چہرے جھلسنے لگا— مریانکا جاگ گئی، اور اپنے سر پر رومال باندھنے لگی— وہ ادھر ادھر نظر دوڑا رہی تھی کہ ناخ کے درخت کے اس پار اسے اپنا کرائےدار نظر پڑا، وہ کندھے پر بندوق رکھے، کھڑا اس کے باپ سے باتیں کر رہا تھا— اس نے اوستینکا کو جھنجھوڑا اور مسکرا کر اولینین کی طرف اشارہ کیا—

''کل میں گیا، مگر کچھ ہاتھ نہ لگ سکا،، اولینین کہہ رہا تھا، شاخوں کے درمیان مریانکا کا چہرہ نہ پاکر وہ بے چینی سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا—

''ارے، تمہیں اس سمت میں جانا چاہئے، وہاں ایک نیم دائرہ سا بنا لو، ادھر انگور کا ایک باغ بیکار پڑا ہے، خرگوش تو ادھر ہی ملتے ہیں،، جمعدار نے فوراً گفتگو کا انداز بدل کر کہا—

''ہاں بڑی اچھی بات ہے اس کام دھام کے زمانے میں خرگوشوں کی تلاش میں مارے مارے پھرنا اس سے تو اچھا ہے ذرا ہمارا ہاتھ بٹا دو، لڑکیوں کے ساتھ ذرا سا کام کر لو،، بڑھیا نے خوش دلی سے کہا— ''اے لڑکیو، چلو اٹھو تم بھی!،، وہ چلائی—

مریانکا اور اوستینکا گاڑی کے نیچے کھسر پھسر کر رہی تھیں، ان کی ہنسی روکے نہ رک سکی—

جب سے یہ بات عام ہوئی تھی کہ اولینین نے لوکاشکا کو پچاس روبل کی مالیت کا گھوڑا دے ڈالا، تب سے اس کے مالک مکان خلوص برتنے لگے تھے، اور جمعدار اس سے اپنی بیٹی کی دوستی بڑھتے دیکھکر بہت خوش تھا—

''مگر مجھے یہ کام کرنا آتا ھی نہیں،، اولینین نے کہا۔ وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ سبز سبز شاخوں کے بیچ سے گاڑی کی طرف نہ دیکھے، جہاں اسے مریانکا کے نیلے کرتے اور سرخ رومال کی جھلک نظر آ گئی تھی۔

''آؤ میں تمہیں تھوڑے سے آڑو دوں،، بڑی ہی نے کہا۔

''کزاکوں کی قدیم مہمان نوازی اور اس کے بڑھاپے کی حماقت'' جمعدار نے اپنی بیوی کی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ ''میں سمجھتا ہوں کہ روس میں، آپ لوگوں کے ھاں آڑو کے مقابلے میں انناس کا جیم، اور اسی قسم کی دوسری چیزیں کھانے کا رواج زیادہ ھے۔،،

''تو آپ کا خیال ھے کہ خرگوش، اس اجڑے ہوئے باغ کی طرف ملیں گے؟،، اولینین نے پوچھا، ''اچھا تو میں ادھر ھی جاونگا،، اور تیزی سے سبز سبز شاخوں پر ایک نظر ڈال کر اس نے تعظیماً اپنی ٹوپی اتاری اور انگور کی سرسبز بیلوں کی قطاروں کے درمیان غائب ہوگیا۔

اور جب اولینین اپنے میزبان کے باغ میں واپس آیا تو سورج باغیچے کی باڑھہ کے پیچھے چھپ چکا تھا، اور اس کی بے ترتیب شعاعیں صاف شفاف پتوں پر جھلملا رھی تھیں۔ ھوا خاموش تھی اور فضا میں تازگی اور خنکی آ چلی تھی۔ اولینین نے دور ھی سے انگور کے تختوں کے درمیان بے اختیار مریانکا کے نیلے کرتے کو پہچان لیا، اور وہ راستے میں انگور توڑتا ھوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا تھکا ماندہ کتا اس کے آگے آگے تھا وہ بھی انگور کے نیچے نیچے گچھے توڑ توڑ کر اپنے گیلے منہ میں پکڑتا جا رھا تھا۔

مریانکا جلدی جلدی بڑے بڑے گچھے توڑ توڑ کر ٹوکری میں رکھتی جا رھی تھی، اس کا منہ سرخ ھو رھا تھا، آستینیں چڑھی ہوئی تھیں اور رومال کھسک کر گردن پر آ پڑا تھا۔ ھاتھہ میں

تھما ہوا گچھا چھوڑے بغیر وہ رکی، بڑی دلکشی سے اولینین کو دیکھکر مسکرائی اور پھر کام میں لگ گئی — اولینین اور قریب آ گیا، اس نے اپنی بندوق کمر پر ڈال لی، تاکہ ہاتھہ خالی ہو جائیں —

''خدا تمہارا بھلا کرے اور لوگ کہاں ہیں؟ اکیلی ہو تم؟،،

وہ کہنا چاہتا تھا مگر اس نے کہا نہیں خاموشی سے تعظیماً اپنی ٹوپی اتاری — وہ جب کبھی مریانکا کے ساتھہ تنہا ہوتا تو گھبرا جاتا، لیکن شاید جان بوجھکر خود کو تکلیف دینے کے لئے وہ اس کی طرف بڑھتا چلا گیا —

''اس طرح بندوق لاد کر تو تم عورتوں کو گولی سے اڑا دوگے —،، مریانکا نے کہا —

''نہیں میں انہیں نہیں ماروں گا —،،

وہ دونوں خاموش ہو گئے، اور پھر اس نے کہا ''ذرا میری مدد کرو —،، اس نے چاقو نکالا، اور خاموشی سے گچھے کاٹنے لگا — اس نے پتوں کے اندر گھسکر ایک موٹا سا گچھا توڑ لیا، جو تقریباً ڈیڑھہ کلوگرام کا ہوگا اس کے انگور اتنے گچھے گچھے تھے کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو چپٹا کئے دے رہے تھے — اس نے گچھا مریانکا کی طرف بڑھا دیا —

''کیا ان سب کو کاٹ لوں؟ کیا یہ ادھر سے ابھی ہرے نہیں ہیں؟،،

''لاؤ، ادھر لاؤ —،،

ان کے ہاتھہ ایک دوسرے سے ٹکرا گئے، اولینین نے اس کا ہاتھہ تھام لیا، اور مریانکا نے مسکراکر اس کی طرف دیکھا —

''بہت جلد تمہاری شادی ہو جائے گی؟،، اس نے پوچھا — اس نے کوئی جواب نہیں دیا، اور منہ پھیرتے ہوئے اس پر اپنی تیکھی نظریں گاڑ دیں —

''لوکاشکا سے محبت ہے تمہیں؟،،

''تمہیں اس سے کیا مطلب؟،،

''مجھے اس پر رشک آتا ہے—،،

''ظاہر ہے!،،

''نہیں سچ، تم کتنی خوبصورت ہو!،،

اور اچانک وہ یہ کہنے پر شرم سے گڑ گیا، یہ الفاظ اسے اس قدر پٹے ہوئے اور عامیانہ معلوم ہوئے— وہ سرخ ہو گیا، اور بے قابو ہوکر اس نے مریانکا کے دونوں ہاتھ تھام لئے—

''میں جو کچھ بھی ہوں، تمہارے لئے نہیں ہوں، تم میرا مذاق کیوں اڑاتے ہو؟،، مریانکا نے کہا— مگر اس کی آنکھوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اچھی طرح جانتی ہے اولینن مذاق نہیں اڑا رہا—

''مذاق اڑانا؟ اف کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ میں...،،

اور یہ الفاظ اسے اور بھی زیادہ عامیانہ معلوم ہوئے، وہ تو اس کے جذبات کے لئے اور بھی ناموزوں تھے مگر وہ کہتا چلا گیا ''میں نہیں جانتا کہ میں تمہارے لئے کیا کچھ نہیں کر سکتا...،،

''چھوڑ دو مجھے، لیچڑ!،،

مگر اس کا چہرہ، اس کی چمکدار آنکھیں، اس کا ابھرا ہوا سینہ اور اس کی سڈول ٹانگیں اور ہی کچھ کہہ رہی تھیں، اسے ایسا محسوس ہوا کہ مریانکا سمجھ گئی ہے کہ اس نے کتنی گھٹیا باتیں کی ہیں، مگر وہ ان باتوں سے بہت اونچی ہے— اسے ایسا لگا کہ مریانکا ایک مدت سے اولینن کے دل کا سارا حال جانتی ہے وہ سب کچھ جو وہ سوچتا تھا اور کہہ نہ پاتا تھا، پھر بھی وہ یہ سننا چاہتی تھی، کہ یہ بات خود اس کے منہ سے کس طرح ادا ہوتی ہے—

''اور ظاہر ہے اسے ہنہ چلنا ہی تھا—،، اولینن نے سوچا— ''میں تو اس سے وہی کہنا چاہتا ہوں، جو وہ ہے، مگر وہ سمجھنا نہیں چاہتی، جواب نہیں دینا چاہتی—،،

''ہیلو!،، اچانک انگور کے پیچھے سے اوستینکا کی بلند و بالا آواز آئی اور پھر اس کا قہقہہ گونج اٹھا — ''آؤ ذرا میری مدد کر دو، دمتری اندریئےوچ، میں اکیلی کام کر رہی ہوں!،، وہ انگور کی اوٹ سے اپنا گول مٹول اور بھولا بھالا چہرہ نکال کر چلائی —

اولینین نے نہ جواب دیا نہ اپنی جگہ سے کھسکا —

مریانکا برابر خوشے کاٹ رہی تھی ، مگر بار بار اولینین کو دیکھتی جا رہی تھی — وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر رک گیا، اس نے کندھے جھٹکے اور اپنی بندوق کا فیتہ کھینچ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا انگور کے باغ سے نکل گیا —

۳۲

دو ایک دفعہ وہ مریانکا اور اوستینکا کی ہنسی کی نقرئی گھنٹیاں سننے کو ٹھیر گیا، وہ دونوں اب ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئی تھیں اور نجانے کیا شور مچا رہی تھیں — اولینین نے پوری شام جنگل میں شکار کھیلنے کی نظر کر دی اور اندھیرا ہوتے ہوتے وہ خالی ہاتھ گھر پلٹا — احاطے سے گذرتے ہوئے اس نے دیکھا کہ چھوٹے مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اور اس سے ایک نیلا کرتا جھانک رہا ہے — اس نے بہت زور سے وانیوشا کو آواز دی تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ اولینین آ گیا ہے، اور برساتی میں اپنی مخصوص جگہ بیٹھ گیا — اس کے میزبان انگور کے باغیچوں سے واپس آ چکے تھے، وہ چھوٹے مکان سے نکل کر اپنی جھونپڑی میں گئے، لیکن انہوں نے اسے اندر نہیں بلایا — مریانکا دو دفعہ پھاٹک سے باہر گئی، اور ایک دفعہ تو ستاروں کی روشنی میں اولینین کو ایسا معلوم ہوا جیسے وہ اس کی طرف دیکھ رہی ہو — وہ بے تاب نظروں سے اس کے جسم کی ایک ایک جنبش کو دیکھتا رہا، مگر اس کے پاس جانے کا فیصلہ

نہ کر سکا — اور جب وہ جھونپڑی میں چلی گئی تو وہ برساتی سے اٹھ آیا اور احاطے میں ٹہلنے لگا — اپنے میزبان کے مکان کی ہر ہر آواز پر اس کے کان لگے ہوئے تھے — اس نے شام کے وقت ان کے باتیں کرنے کی آواز سنی ، پھر رات کا کھانا کھانے کا شور سنا، اور پھر ان کے پلنگ بستر کرنے کی آواز آئی اور وہ بستروں پر دراز ہو گئے، ایک مرتبہ مریانکا کھکھلا کر کسی بات پر ہنسی اور پھر دھیرے دھیرے خاموشی چھا گئی — تھوڑی دیر تک جمعدار اور ان کی بیوی کھسر پھسر کرتے رہے، کوئی زور زور سے سانس لے رہا تھا — اولینین اپنی جھونپڑی میں واپس چلا گیا — وانیوشا اپنے کپڑوں میں لپٹا ہوا سو رہا تھا — اولینین کو اس پر بے حد رشک آیا، اور وہ پھر احاطے کے چکر کاٹنے کے لئے نکل پڑا — وہ مستقل اس کا منتظر تھا کہ کچھ ہو، مگر نہ کوئی آیا نہ کسی چیز کو حرکت ہوئی — اور اسے تین آدمیوں کے نیند میں ڈوبے ہوئے سانس کی مدھم مدھم آواز آتی رہی — وہ مریانکا کے سانس کی آواز پہچانتا تھا، وہ اس کے سانس اور اپنے دل کی دھڑکن کو سنتا رہا — گاؤں کی ہر چیز پر خاموشی طاری تھی — آخری تاریخوں کا چاند بڑی دیر میں نکلا، اور احاطے میں زور زور سے سانس لیتے ہوئے مویشی اور بھی نمایاں ہو گئے، وہ کبھی لیٹ جاتے اور کبھی اٹھ بیٹھتے — ''میں آخر چاہتا کیا ہوں؟،، اولینین نے خفگی سے اپنے دل سے پوچھا — مگر وہ رات کے سہانے پن کو نہ بھلا سکا — اچانک اسے ایسا معلوم ہوا کہ اس کے میزبان کی جھونپڑی کی زمین چرمرائی اور کسی کے قدموں کی آواز ابھری، وہ دروازے کی طرف بھاگا — لیکن ہر چیز خاموش تھی، اور نیند میں ڈوبے ہوئے سانس کی آواز آ رہی تھی — احاطے میں بھینس نے ایک گہرا سانس لیا، اور اپنی ٹانگوں پر کھڑی ہو گئی، اس نے دم ہلائی اور مٹی کی خشک زمین پر چھپ چھپ سی ہونے لگی، اور پھر، چاند کی مدھم مدھم روشنی میں بھینس دوبارہ

لیٹ گئی — اولینین نے دل سے سوال کیا ''میں کیا کروں؟،، اور اس نے فیصلہ کیا کہ اسی لمحے اپنے بستر پر لیٹ جائیگا، لیکن پھر اسے کچھہ آوازیں آئیں، اور اس کے تصور میں مریانکا کی تصویر ابھری، یہ تصویر اس دھندلی دھندلی چاندنی رات میں باہر آ رہی تھی، وہ پھر اس کی کھڑکی کی طرف بھاگا، اور اسے پھر قدموں کی چاپ سنائی دی — اور جب وہ ہمت کرکے کھڑکی کے پاس پہنچا تو پو پھٹنے میں کچھہ ہی دیر تھی، اس نے کھڑکی کی چٹخنی گرا دی اور پھر دروازے کی طرف لپکا، اور اس دفعہ اسے واقعی مریانکا کے سرد آہ بھرنے کی آواز آئی اور پھر اسے قدموں کی چاپ سنائی دی — اس نے زنجیر پکڑ کر دستک دی — دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے ننگے اور محتاط قدموں کے نیچے زمین میں ہرائے نام سی چرچراہٹ بھی نہ ہو سکی — زنجیر کھنکی، دروازہ چرچرایا، اور جیسے ہی مریانکا کا سراپا دروازے میں نمودار ہوا، ویسے ہی اسے کدو اور مارجورام * کی سوندھی سوندھی خوشبو آئی — اس نے چاند کی روشنی میں صرف لمحے بھر کے لئے مریانکا کو دیکھا، اس نے دروازہ بند کر دیا اور کچھہ کہتی ہوئی دھیرے سے واپس بھاگ گئی، اولینین آہستہ آہستہ کھٹ کھٹاتا رہا مگر کوئی جواب نہ ملا، وہ کھڑکی کی طرف بھاگا اور کان لگا کر سننے لگا — اچانک کسی مرد کی تیز اور چیختی ہوئی آواز سے وہ چونک گیا —

''خوب!،، ایک ٹھنگنا سا کزاک سفید ٹوپی اوڑھے احاطے کو پار کرکے اولینین کی طرف بڑھہ رہا تھا — ''میں نے سارا ماجرا دیکھہ لیا — بہت خوب!،،

اولینین نزارکا کو پہچان گیا، مگر خاموش رہا، وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا کرے، کیا کہے —

* ایک قسم کی جڑی بوٹی —

''بہت خوب! میں دفتر جا کر اس کی اطلاع کرونگا، میں اس کے باپ سے بھی کہوں گا! کیا زوردار لونڈیا ہے جمعدار کی! ایک سے کام نہیں چلتا اس کا!،،

''تم آخر مجھ سے چاہتے کیا ہو، تمہارا مطلب کیا ہے؟،، اولینین نے کہا—

''کچھ نہیں، بس ذرا دفتر میں اطلاع کرنا چاہتا ہوں—،،

نزارکا بہت بلند آواز سے بول رہا تھا، شاید جان بوجھکر، آخر میں اس نے کہا— ''کیا خوب کیڈٹ ہے، واہ!،،

اولینین کانپ اٹھا، اس کا رنگ فق ہو گیا— ''ادھر آؤ، ادھر!،، اس نے مضبوطی سے کزاک کا بازو تھام لیا، اور اسے پکڑکر اپنی جھونپڑی کی طرف لے گیا—

''کچھ بھی نہیں ہوا، اس نے مجھے اندر نہیں آنے دیا، اور میرا کوئی بدتمیزی کرنے کا ارادہ تھا بھی نہیں... وہ بہت ایماندار لڑکی ہے...،،

''ہم اس سلسلے میں بات نہیں کریں گے...،، نزارکا نے کہا—

''بہر حال، جو بھی ہو، میں ابھی تمہیں کچھ دیتا ہوں، ذرا ٹھیرو!،،

نزارکا نے کچھ نہیں کہا— اولینین بھاگا بھاگا اپنی جھونپڑی میں گیا، اور دس روبل لاکر کزاک کے ہاتھ میں رکھ دئے—

''کچھ ہوا نہیں، مگر بہر حال میں قابل الزام ہوں، چنانچہ لو یہ روبل لے لو! مگر خدا کے لئے کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا، کیونکہ کچھ بھی تو نہیں ہوا...''

''خوش رہو،، نزارکا نے ہنس کر کہا اور وہاں سے چلا گیا—

اس رات نزارکا لوکاشکا کے کہنے پر، چوری کا گھوڑا چھپانے کے لئے کاؤں آیا تھا— گھر کی طرف جاتے ہوئے اس نے قدموں کی چاپ سنی— اور اگلے دن صبح دستے میں واپس پہنچ کر، اس نے

اپنے دوست سے خوب خوب شیخی ماری اور اسے بتایا کہ کس چالاکی سے میں نے دس روبل مار لئے۔

اگلے دن اولینین اپنے میزبانوں سے ملا، انہیں رات کے واقعے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ اس نے مریانکا سے بات نہیں کی، اور وہ اولینین کو دیکھکر ہنس دی۔ اگلی رات بھی آنکھوں میں کٹ گئی، وہ رات بھر بے تابی سے احاطے کے چکر کاٹتا رہا۔ اس سے اگلے دن اپنے خیالات سے پیچھا چھڑانے کے لئے وہ جان بوجھ کر دن بھر شکار کھیلتا رہا اور شام کے وقت بیلیتسکی سے ملنے چلا گیا۔ وہ اپنے جذبات سے خوفزدہ تھا، اس نے عہد کیا کہ اب کبھی اپنے مالک مکان کے ہاں نہیں جائیگا۔

اگلی رات کو اسکے سارجنٹ میجر نے اسے جگا دیا، اس کے دستے کو فوراً کہیں حملہ کرنے کا حکم ملا تھا۔

اولینین خوش تھا کہ چلو اچھا ہوا اس نے سوچا اب وہ اس گاؤں میں واپس نہیں آئیگا۔

حملہ چار دن تک جاری رہا۔ کمانڈر اولینین کا رشتے دار تھا اس نے ملنے کے لئے اولینین کو بلایا اور اس سے کہا کہ وہ چاہے تو عملے کے ساتھہ رہ سکتا ہے، لیکن اولینین نے انکار کر دیا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اس گاؤں سے دور نہیں رہ سکتا۔ اس نے وہاں واپس جانے کی اجازت مانگی۔ حملے میں حصہ لینے کے عوض اسے سپاہیوں کا کراس دیا گیا، جس کی اسے پہلے اتنی خواہش تھی، لیکن اب وہ اس طرف سے بالکل بے نیاز تھا اور اپنی ترقی کی طرف سے تو اور بھی زیادہ بے پروا تھا۔ ترقی کا حکم ابھی تک موصول نہیں ہوا تھا۔ وہ کسی حادثے سے دوچار ہوئے بغیر وانیوشا کے ساتھہ دستے سے کئی گھنٹے پہلے گاؤں پہنچ گیا۔ پوری شام اس نے برساتی میں بیٹھے بیٹھے اور مریانکا کو دیکھتے دیکھتے بتا دی اور رات بھر بھر بغیر کچھہ سوچے سمجھے، اور بغیر کسی مقصد کے احاطے میں ٹہلتا رہا۔

۳۳

اگلے دن وہ اٹھا تو دن چڑھ چکا تھا — اس کے میزبان باہر جا چکے تھے — وہ شکار کھیلنے نہیں گیا، کبھی کوئی کتاب لے بیٹھتا، کبھی برساتی میں نکل جاتا اور کبھی پھر جھونپڑی میں آکر اپنے بستر پر پڑ رہتا — وانیوشا نے سوچا کہ وہ بیمار ہے —

شام کے قریب اولینین اٹھا اور بڑی تند ہی سے کچھ لکھنے بیٹھ گیا، وہ بڑی دیر تک لکھتا رہا — اس نے ایک خط لکھا، مگر اسے ڈاک میں نہیں ڈالا، کیونکہ اس نے سوچا کہ کوئی شخص نہیں سمجھ سکے گا کہ وہ کہنا کیا چاہتا ہے — اور پھر اس کی ضرورت ہی کیا تھی کہ اس کے سوا کوئی دوسرا ان باتوں کو سمجھے —

اس نے لکھا:

''مجھے روس سے تعزیتی خط وصول ہوئے — انہیں ڈر ہے کہ میں اس جنگلی فضا میں گھٹ کر تباہ ہو جاؤں گا — وہ میرے متعلق کہتے ہیں 'وہ گنوار ہو جائے گا، ہر ہر چیز میں وقت سے بہت پیچھے رہ جائے گا، شراب پینے لگے گا، اور کون جانے وہیں کسی کزاک لڑکی سے شادی کر بیٹھے — ، اور یہ باتیں کچھ ایسی بے بنیاد نہیں ہیں — کہتے ہیں کہ جنرل یرمولوف کا کہنا تھا کہ 'کوئی شخص بھی، جو دس سال قفقاز کے علاقے میں فوج میں رہے، یا تو شراب کے ہاتھوں زندگی کا خاتمہ کر لیتا ہے یا کسی بدچلن عورت سے شادی کر لیتا ہے — ، اف کس قدر خوفناک ہے! واقعی خود کو اس طرح تباہ کرنے سے کیا حاصل جبکہ مجھے کسی کاؤنٹس ''ب — '' سے شادی کرنے کا شرف حاصل ہو سکتا ہے، کوئی کورٹ چیمبرلین بننے کی خوش قسمتی حاصل ہو سکتی ہے یا اپنے ضلعے کے امرا کا سردار بننے کی عزت حاصل ہو سکتی ہے — اف میرے لئے یہ سب چیزیں

کتنی گھٹیا، کتنی قابل نفرت ہیں! تم نہیں جانتے زندگی کس چیز کا نام ہے اور خوشی کیا ہے! انسان کو چاہئے کہ زندگی میں کم سے کم ایک دفعہ زندگی کو اس کے تمام فطری حسن کے ساتھ دیکھے! اسے وہ سب دیکھنا اور سمجھنا چاہئے، جو روزانہ میری نظروں کے سامنے ہے: ان برف پوش چوٹیوں کو دیکھو جن تک پہنچنا ناممکن ہے، اس شاندار عورت کو اور اس کے سیدھے سادے فطری حسن کو دیکھو، اس حسن کو جس میں دنیا کی پہلی عورت اپنے خالق کے ہاتھ سے آئی ہوگی — اور تب صاف ہو جائے گا کہ خود کو تباہ کون کر رہا ہے، حقیقی زندگی کون بتا رہا ہے اور فریب کی دنیا میں کون کھویا ہوا ہے — میں یا تم — کاش تم سمجھ سکتے کہ تم اور تمہارا فریب میری نظروں میں کتنا ذلیل، کتنا نیچا ہے! میں اپنی جھونپڑی، اپنے جنگلوں، اور سچے عشق کے بجائے، ان ڈرائینگ رومز اور ان عورتوں کا تصور کرتا ہوں، ان کے روغن شدہ نقلی گھونگھرالے بالوں، غیر قدرتی طور پر ترشے ہوئے لبوں، ان کے ڈھکے چھپے، اور لاغر بازوؤں کو یاد کرتا ہوں اور ڈرائینگ روم کی بٹی پٹائی بات چیت کے متعلق سوچتا ہوں — جسے میں نہیں جانتا کس نام سے یاد کروں اور تب میرا دل بغاوت کے ناقابل برداشت جذبات سے بھر جاتا ہے — میری نظروں کے سامنے وہ بے جان چہرے، اور وہ دولت مند دلہنیں آ جاتیں ہیں، جن کی ہر ہر ادا پکارتی ہے 'ٹھیک ہے، تم قریب آ سکتے ہو، اگرچہ میں دولت مند دلہن ہوں پھر بھی...'، خواتین کا اٹھنا اور جگہ بدل بدل کر بیٹھنا، مشاطہ والی حرکتیں کرنا اور ساتھ ہی مستقل بک بک اور ظاہر داری کا خیال آ جاتا ہے — ان اصولوں کی یاد آ جاتی ہے، فلاں سے مصافحہ کرو، فلاں کو صرف اشارے سے سلام کرلو، اور فلاں سے بات چیت بھی کرو (اور یہ سب ایک خاص مقصد کے تحت، اور اس کو ناگزیر سمجھ کر کرو) — مجھے اس مسلسل بیزاری کا خیال آجاتا ہے جو

نسلاً بعد نسلاً ہمارے خون میں دوڑ رہی ہے— صرف ایک بات کو سمجھنے، صرف ایک بات پر یقین کرنے کی کوشش کرو: یہ دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کرو کہ حسن و صداقت کیا ہے اور پھر وہ سب باتیں جو آج تم کہتے اور سوچتے ہو اور میرے اور اپنے متعلق تمہاری تمام موجودہ خواہشات ہوا ہو جائینگی!

''خوشی و شادمانی فطرت سے قریب ہونے میں ہے، اسے دیکھنے اور اس سے ہم کلام ہونے میں ہے— 'اور شاید وہ، خدا نہ کرے، کسی کزاک عورت سے شادی کر لے اور سماجی اعتبار سے بالکل تباہ ہو جائے—، میری تصور کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں کہ تم انتہائی خلوص سے مجھ پر رحم کھا کھا کر یہ کہہ رہے ہو! لیکن مجھے زندگی میں صرف ایک چیز کی خواہش ہے، وہ یہ کہ تمہارے نقطہ' نظر کے مطابق میں بالکل تباہ ہو جاؤں— میں ایک معمولی کزاک عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں، لیکن نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ تو خوشی کی معراج ہے، میں اس قابل کہاں!

''مجھے کزاک لڑکی مریانکا کو پہلی دفعہ دیکھے ہوئے تین مہینے بیت گئے— میں جس دنیا کو خیرباد کہہ کے آیا تھا اس کے نظرئے اور تعصبات اس وقت تک میرے ذہن میں تازہ تھے، اور مجھے یہ خیال بھی نہیں تھا کہ میں اس عورت سے محبت کر سکوں گا— میں اس کا حسن دیکھ کر اسی طرح خوش ہوا تھا جس طرح پہاڑوں اور آکاش کا حسن دیکھکر ہوا تھا، کیونکہ وہ بھی پہاڑوں اور آکاش کی طرح سندر ہے، بے حد سندر— اور مجھے اندازہ ہوا کہ اس کے حسن کا نظارہ میری زندگی کا لازمی جز بن گیا ہے— اور میں اپنے آپ سے سوال کرنے لگا کہ کیا مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے؟ لیکن مجھے اپنے دل میں ان جذبات کا شائبہ بھی نظر نہ آیا جنہیں میں محبت سمجھتا تھا— میرے دل میں تنہائی کی وجہ سے بے تابی نہیں تھی، شادی کرنے کی خواہش نہیں تھی، یہ نہ کسی آسمانی

محبت کا جذبہ تھا، نہ جسمانی شہوت کا، جیسا کہ میں پہلے محسوس کر چکا تھا — میں تو بس یہ چاہتا تھا کہ اسے دیکھتا رہوں، اس کی آواز سنتا رہوں، اور مجھے یہ احساس رہے کہ وہ قریب ہی کہیں موجود ہے اور اگر میں خوش نہیں تو مطمئن تو ضرور تھا —

''ایک پارٹی کے بعد جہاں میں نے پہلی بار اسے چھوا، مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس عورت کے اور میرے درمیان ایک ایسا انجانا مگر ایسا اٹوٹ بندھن ہے جسکے خلاف میں جد و جہد نہیں کر سکتا، لیکن میں نے جد و جہد کی — میں نے خود سے سوال کیا 'کیا ایسی عورت سے محبت کرنا ممکن ہے جو کبھی بھی میری زندگی کے اہم مقاصد کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتی؟ کیا کسی عورت سے صرف اس کے حسن کی خاطر عشق کرنا ممکن ہے، کیا کسی مجسمے سے محبت کی جاسکتی ہے؟، میں نے اپنے آپ سے پوچھا — لیکن میں اسکے عشق میں گرفتار ہو چکا تھا حالانکہ مجھے ابھی تک اپنے جذبات پر بھروسا اور یقین نہیں تھا —

''اس شام کے بعد، جب پہلی دفعہ میں نے اس سے بات کی، ہاں اس شام کے بعد ہمارے تعلقات بدل گئے — اس سے پہلے وہ میرے لئے قدرت کا ایک شاندار شاہکار تھی، جس تک پہنچنا ناممکن تھا، لیکن اب وہ میرے لئے ایک جیتی جاگتی ہستی بن گئی — میں اس سے ملنے جلنے لگا، اس سے باتیں کرنے لگا، اور کبھی کبھی تو اس کے باپ کے ساتھ کام پر جاتا اور پوری پوری شام ان کے ساتھ بتا دیتا — اس بے تکلفی اور ملاقات کے دوران میں بھی وہ میری نظروں میں اتنی ہی پاک اور شاندار رہی، اور اس تک پہنچنا اتنا ہی ناممکن رہا — وہ ہمیشہ اسی سکون، اسی خودداری، اور اسی خوش مزاجی اور بے پروائی سے پیش آتی — کبھی کبھی وہ خاصے دوستانہ طریقے سے بات کرتی، مگر عام طور پر اس کی ہر ہر نظر، ہر ہر لفظ اور ہر ہر ادا سے بے پروائی جھلکتی —— اس میں

نفرت نہیں تھی مگر کتنی شدید تھی یہ بے پروائی، کتنی مسحور کن — میں روز ہونٹوں پر بناوٹی مسکراہٹ لا کر ایک خاص انداز میں خود کو پیش کرتا — اور دلی خواہشوں اور جذبات سے مجبور ہو کر اس سے ہنسی مذاق کرتا — وہ جانتی تھی کہ میں کچھ چھپا رہا ہوں، مگر وہ سادگی سے مسکرا کر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیتی — یہ صورت ناقابل برداشت ہو گئی — میں اسے دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا تھا، میں چاہتا تھا کہ اسے اپنے جذبات اور خیالات سے آگاہ کر دوں، میں بے حد پریشان تھا — ہم انگور کے باغ میں تھے، میں نے پہلی دفعہ اسے اپنی محبت کے بارے میں بتانا شروع کیا، ایسے الفاظ میں، کہ اب یاد کر کے شرم آتی ہے — میں بے حد شرمندہ ہوں، مجھے اس سے ان لفظوں میں بات نہیں کرنی چاہئے تھی — وہ ان لفظوں سے، اور ان میں پنہاں جذبات سے بہت بلند ہے — میں نے اور کچھ نہیں کہا، لیکن اس دن سے میری حالت ناقابل برداشت ہو گئی ہے — میں نہیں چاہتا تھا کہ پہلے جیسے غیرسنجیدہ تعلقات قائم رکھ کر اپنے آپ کو ذلیل کروں، مگر ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ میں ابھی تک اس بلندی پر نہیں پہنچا کہ اس سے سیدھے سادھے تعلقات رکھ سکوں — میں نے انتہائی مایوسی میں بار بار اپنے آپ سے پوچھا: میں کیا کروں؟ میں نے اپنے احمقانہ خوابوں میں کبھی اسے اپنی داشتہ کے روپ میں دیکھا تو کبھی بیوی کے روپ میں، لیکن دونوں خیالوں کو قابل نفرت سمجھ کر دماغ سے جھٹک دیا — اسے داشتہ بنا دینا انتہائی خوفناک بات ہے — یہ تو جرم ہے، قتل سے بڑھکر جرم اور اسے دمتری اندریئےوچ اولینین کی بیگم بنانا، اس کزاک عورت کی طرح فیشن ایبل خاتون بنانا، جو یہاں ہمارے ایک افسر کی بیوی ہے، اوہ یہ تو اور بھی بدتر ہوگا — ہاں، کیا میں کزاک بن سکتا ہوں، لوکاشکا جیسا کزاک، جو گھوڑے چرائے، چیخیر پی کر بدمست ہو، رنگ‌رالیاں منائے،

اوٹ پٹانگ گیت گائے اور لوگوں کو قتل کرتا پھرے — کیا میں یہ کر سکتا ہوں کہ کسی دن شراب پی کر کھڑکی کے راستے اس کے پاس پہنچ جاؤں اور یہ سوچے سمجھے بغیر کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں، اس کی آغوش میں رات بتا دوں — یہ دوسری بات ہے — پھر ہم ایک دوسرے کو سمجھ سکیں گے، پھر میں خوش رہ سکوں گا —

''میں نے اس زندگی میں کودنے کی کوشش کی، مگر مجھے اپنی کمزوریوں اور اپنی بناوٹ کا احساس اور بھی شدید ہو گیا، میں اپنے آپ کو، اور اپنے الجھے ہوئے، گندے اور ناگوار ماضی کو نہ بھلا سکا — اور مستقبل تو شاید اور بھی زیادہ تاریک ہے — یہ دور دور پھیلی ہوئی برفیلی چوٹیاں اور یہ شاندار اور خوش باش عورت برابر میری نظروں کے سامنے ہیں، لیکن دنیا کی تمام خوشیاں صرف میرے لئے تو نہیں ہو سکتیں، یہ عورت میری نہیں ہو سکتی! میری زندگی کی سب سے زیادہ خوش آگیں، سب سے زیادہ دل کش بات یہ ہے کہ میں اسے سمجھتا ہوں، لیکن وہ مجھے کبھی نہ سمجھ سکیگی — اس وجہ سے نہیں کہ وہ مجھ سے کم تر ہے، نہیں بلکہ اس کے برخلاف اس لئے کہ اسے مجھکو سمجھنا ہی نہیں چاہئے — وہ خوش ہے، وہ فطرت کی طرح ہے، مستقل مزاج، پرسکون اور اپنے آپ میں مگن — اور میں، ایک کمزور اور مکروہ ہستی، میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ میری کمزوریوں اور میرے دکھوں کو سمجھے! میں رات رات بھر نہیں سویا، بے وجہ اس کی کھڑکی کے پاس منڈلاتا رہا، میں نہیں چاہتا تھا کہ خود میں سمجھ سکوں کہ مجھ پر کیا بیت رہی ہے —

''الہارہ تاریخ کو ہمارا دستہ حملے کے لئے روانہ ہو گیا — تین دن میں گاؤں سے باہر رہا — زندگی اداس اداس اور پتھر کی طرح سرد ہو گئی — یہ پٹے ہوئے گیت، تاش، شراب کی محفلیں، اور رجمنٹ میں تحفے ملنے کی بات چیت، میرے لئے پہلے سے بھی زیادہ

ناقابل برداشت ہو گئی — کل میں گھر واپس آ گیا، میں نے اسے دیکھا، اپنی جھونپڑی کو دیکھا، بروشکا چاچا کو دیکھا، اپنی برساتی میں بیٹھ کر برف پوش پہاڑوں کا نظارہ کیا اور میرا دل مسرت کے ایسے امر جذبات سے بھر گیا، کہ مجھ پر سب کچھ روشن ہو گیا — میں سب کچھ سمجھ گیا — مجھے اس عورت سے محبت ہے — میں نے اپنی زندگی میں پہلی اور آخری بار سچی محبت کی کسک محسوس کی — میں جانتا ہوں مجھے کیا ہو گیا ہے — مجھے اس کا خوف نہیں ہے کہ میں ان جذبات کی وجہ سے ذلیل ہو جاؤں گا — میں اپنی محبت پر نادم نہیں ہوں، مجھے اس پر فخر ہے — اس میں میرا کیا قصور کہ مجھے محبت ہے — مجھے تو اپنی خواہش کے خلاف محبت ہو گئی — میں نے محبت سے بھاگ کر نفس کشی اور تیاگ کی آغوش میں پناہ لینے کی کوشش کی، کزاک لوکاشکا اور مریانکا کی محبت سے خوش ہونے کے لئے پورا زور لگا دیا مگر اس طرح رشک و حسد اور محبت کے جذبات اور ابھر آئے —

''یہ محبت مثالی، اور روایتی قسم کی وجدانی محبت نہیں ہے، جس سے میں پہلے آشنا ہو چکا ہوں — یہ ایسی محبت نہیں ہے جس میں آدمی خود اپنے عشق کی پرستش کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان جذبات کے سوتے خود اس کے دل میں ہیں — جس محبت میں انسان ہر بات خود کرتا ہے — میں وہ جذبات بھی محسوس کر چکا ہوں — مگر یہاں تو خوشی و شادمانی کی خواہش اور بھی کم ہے، یہ تو کچھ اور ہی چیز ہے — اس سے محبت کرنے کا مطلب ہے مجھے فطرت سے محبت ہے، فطرت کے تمام تر حسن کی جان اور روح سے محبت ہے — میں خود اپنی خواہشات کے مطابق عمل نہیں کر رہا، یہ تو کوئی اندرونی طاقت ہے جو میرے ذریعے محبت کر رہی ہے — خدا کی پوری دنیا نے، تمام قدرت و فطرت نے محبت کا یہ طوفان میرے دل میں بھر دیا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں 'اس

۱۷۰۵۰

سے محبت کرو، — اس سے میری محبت، عقل و خرد کی محتاج نہیں ہے، میں تو پورے تن من دھن کے ساتھہ اس سے محبت کرتا ہوں، اس سے محبت کرکے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں خدا کی اس گوناں گوں دنیا کا ایک اٹوٹ حصہ ہوں —

''میں اس سے پہلے ان نئے نظریوں کے بارے میں لکھہ چکا ہوں، جو اس تنہائی کی ماری زندگی نے مجھے دئے ہیں، لیکن کوئی نہیں جانتا کہ انہوں نے کس محنت سے خود کو میری روح میں اجاگر کیا ہے، اور میں کس خوشی سے انہیں اپنا رہا ہوں، میں کس مسرت سے اپنے سامنے ایک نئی زندگی کو ابھرتے ہوئے دیکھہ رہا ہوں، مجھے ان نظریوں سے زیادہ کچھہ پیارا نہیں تھا... اور اب... محبت جاگ الٰہی، اب نہ وہ نظریئے باقی ہیں نہ ان کا غم!

''مجھے یہ سوچ کر اور بھی حیرت ہوتی ہے کہ میں نے، اس قدر یک طرفہ، بے جان، خیالی اور ہوائی ذہنی کیفیت کو سراہا، حسن نے بڑھہ کر اس اندرونی محنت کو ہوا میں بکھیر دیا اور جو کچھہ ختم ہو چکا اب اس کا کوئی غم نہیں ہے! تیاگ حماقت ہے بکواس ہے! یہ خودی ہے انا ہے، ایسے دکھہ درد سے فرار ہے جسکے ہم اہل ہیں، دوسروں کی خوشیوں پر رشک کرنے سے بچنے کا طریقہ ہے — دوسروں کے لئے زندہ رہو اور ان کے ساتھہ بھلائی کرو! — مگر کیوں؟ میرے دل اور میری روح میں تو اپنے لئے محبت، اور صرف محبت کا جذبہ ہے — اس سے محبت کرنے کی خواہش ہے، اس کے ساتھہ اسی کی سی زندگی بتانے کی آشا ہے — اب میں دوسروں کے لئے، لوکاشکا کے لئے خوشی کا خواہاں نہیں ہوں — اب مجھے ان سے محبت نہیں ہے — کچھہ دن پہلے میں خود سے کہتا کہ یہ غلط ہے — میں اس سوال سے اپنے دل و دماغ کو جھلسی کر ڈالتا: اس کا کیا حشر ہوگا، میرا کیا ہوگا، لوکاشکا کا

کیا بنے گا؟ لیکن اب مجھے پرواہ نہیں ہے، میں صرف اپنی خواہش سے زندہ نہیں ہوں، یہ کوئی اور طاقت ہے، مجھ سے زیادہ مضبوط طاقت جو مجھے راستہ دکھا رہی ہے — آج میں دکھ جھیل رہا ہوں، مگر آج سے پہلے تو میں مردہ تھا، اور آج میں زندہ ہوں، آج میں ان کے ہاں جاؤں گا اور اسے سب کچھ بتا دوں گا —،،

۳۴

اس دن یہ خط لکھنے کے بعد، بڑی رات گئے، اولینین اپنے میزبان کے ہاں پہنچا — بڑی بی چولہے کے پیچھے ایک بنچ پر بیٹھی ریشم کے کوئے کھول رہی تھیں — مریانکا، بیٹھی ہوئی بتی کی روشنی میں کچھ سی رہی تھی، اس کا سر کھلا ہوا تھا — اولینین کو دیکھتے ہی اس نے اچھل کر اپنا رومال اٹھایا اور آتش دان کی طرف چلی گئی —

''مریانکا پیاری،، اس کی ماں نے کہا — ''تھوڑی دیر ہمارے پاس نہیں بیٹھو گی؟،،

''نہیں میرا سر کھلا ہوا ہے،، اس نے جواب دیا اور آتش‌دان پر چڑھ گئی —

اولینین کو صرف اس کا ایک گھٹنا اور ایک سڈول ٹانگ آتش‌دان سے لٹکی ہوئی نظر آ رہی تھی — اس نے بڑی بی کو چائے پیش کی، اور بڑی بی نے اپنے مہمان کی جمی ہوئی بالائی سے خاطر کی، انہوں نے مریانکا کو بالائی لانے کیلئے بھیجا — مگر بالائی کی بھری ہوئی پلیٹ میز پر رکھکر مریانکا پھر آتش‌دان پر چڑھ گئی، اور اولینین کو ایسا محسوس ہوتا رہا کہ اس کی نظریں اولینین پر جمی ہوئی ہیں — وہ گھرداری کی باتیں کرتے رہے — اچانک بوڑھی اولینکا کو جوش آ گیا، اور وہ انتہائی خاطر مدارات پر اتر آئیں — وہ

اولینین کے لئے انگور کا رس، اور اپنے گھر کی بہترین شراب لائیں، اور گاؤں کے لوگوں کی سی سادگی مگر پر وقار مہمان نوازی کے ساتھہ اصرار کر کر کے اسے کھلانے لگیں، یہ مہمان نوازی صرف انہیں لوگوں میں نظر آتی ہے جو اپنی روزی خود اپنا خون پسینہ بہا کر پیدا کرتے ہیں —

یہ بوڑھی عورت، جسکا کھرا پن دیکھہ کر پہلی دفعہ اولینین حیران رہ گیا تھا، اب اپنی بیٹی جیسے دلی محبت کرنے کی وجہ سے اولینین کے دل میں گھر کرتی جا رہی تھی —

"ہاں، ہمیں ہر وقت ہائے، ہائے کر کے خدا کو ناراض نہیں کرنا چاہئے! شکر ہے اس کا، ہمارے پاس سب کچھہ موجود ہے، ہم نے خاصی چیخیر کشید کر لی ہے، انگور وغیرہ کو بگڑنے سے محفوظ کر لیا ہے، اور شراب کے تین چار پیپے بیچنے کے بعد بھی ہمارے پاس اپنے پینے کے لئے کافی بچ رہیگا — ہمیں چھوڑ کے جانے کی جلدی نہ کرنا — شادی کے زمانے میں ہم سب اکٹھے رنگ رلیاں منائیں گے —"

"کب ہو رہی ہے شادی!" اولینین نے پوچھا، اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس کے چہرے کی طرف خون کا دوران انتہائی تیز ہو گیا ہے، اس کا دل بے طرح دھڑک رہا تھا اور دل میں عجیب کسک محسوس ہو رہی تھی — چولہے کے اوپر کچھہ حرکت ہوئی اور بیج چبانے کی آواز آنے لگی —

"تم جانتے ہی ہو، یوں تو اگلے ہفتے شادی ہو جانی چاہئے، ہمارے ہاں تو سب کچھہ تیار ہے —" بڑی بی نے اس سادگی اور اطمینان سے یہ سب کہا، جیسے اولینین کا کوئی وجود ہی نہ ہو —

"میں نے تو مریانکا کے لئے سب کچھہ تیار کر رکھا ہے، ہم اسے مناسب دان دھیز کے ساتھہ رخصت کرینگے، بس ایک بات کی پریشانی ہے، پچھلے دنوں سے ہمارا لوکاشکا بالکل ہاتھوں سے نکلا جا رہا ہے!

بہت بری طرح! وہ نجانے کیا گل کھلانا چاہتا ہے، ابھی کل ہی کی بات ہے، اس کے دستے سے ایک کزاک آیا تھا، اس نے بتایا کہ لوکاشکا نوگائی گیا ہوا تھا—،،

''اسے دھیان رکھنا چاہئے، کہیں پکڑا نہ جائے،، اولینین نے کہا—

''ہاں یہی تو میں نے اس سے کہا کہ 'دیکھو لوکاشکا بیٹے کسی مصیبت میں نہ پھنس جانا— کون نہیں جانتا نوجوان لڑکے سب سے چار ہاتھ آگے رہنا چاہتے ہیں، مگر ہر کام کا اپنا وقت ہوتا ہے— ٹھیک ہے تم نے کسی چیز پر قبضہ کر لیا، یا کوئی چیز چرا لی، یا کسی اہرک کو مار لیا! ہاں بھئی تم بڑے زوردار آدمی ہو! مگر اب تمہیں اپنی زندگی میں ذرا ٹھہراؤ پیدا کرنا چاہئے، ورنہ تم مصیبت میں پھنس جاؤگے،—،،

''ہاں میں نے دو ایک دفعہ اسے دستے میں دیکھا، وہ ہمیشہ مست رہتا ہے، اس نے ایک گھوڑا اور بیچ دیا ہے،، اولینین نے کہا اور کنکھیوں سے چولہے کی طرف دیکھا—

دو بڑی بڑی سیاہ آنکھیں، بڑی سختی اور غصے سے اسے گھور رہی تھیں— اسے اپنے کہے پر ندامت ہونے لگی—

''مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ وہ کسی کو کوئی تکلیف تو نہیں دیتا—،، اچانک مریانکا نے کہا— ''اپنے پیسے سے مناتا ہے رنگ رلیاں،، وہ اپنی ٹانگیں لٹکا کر چولہے سے کودی اور دھڑ سے دروازہ بند کرتی ہوئی باہر نکل گئی—

جب تک وہ گھر کے اندر رہی اولینین نظروں ہی نظروں میں اسکا تعاقب کرتا رہا، اور پھر دروازے کی طرف دیکھ کر اس کا انتظار کرنے لگا، اس نے کچھ سنا نہ سمجھا کہ بوڑھی اولیتکا اس سے کیا کہہ رہی تھی—

چند منٹ بعد کچھہ مہمان آئے، ایک بڑے میاں بوڑھی اولینکا کا بھائی، اور بروشکا چاچا، اور ان کے پیچھے پیچھے مریانکا اور اوستینکا داخل ہوئیں —

''آداب عرض،، اوستینکا چہکی — ''ابھی تک چھٹی منا رہے ہو؟،، اس نے اولینین کی طرف دیکھہ کر کہا —

''ہاں ابھی تک چھٹی پر ہوں،، اس نے جواب دیا، اور نجانے کیوں اسکی شرمندگی اور پریشانی اور بھی زیادہ بڑھہ گئی —

وہ وہاں سے بھاگ نکلنا چاہتا تھا، مگر جا نہ سکا — خاموش رہنا بھی ناممکن تھا — بڑے میاں نے شراب پیش کرکے اسکی مشکل آسان کردی، انہوں نے ایک ایک جام پیا — اولینین نے بروشکا کے ساتھہ پی، دوسرے کزاک کے ساتھہ پی اور پھر بروشکا کے ساتھہ پی، اور جتنا جتنا وہ پیتا گیا، اتنا اتنا اسکا دل بوجھل ہوتا چلا گیا — مگر دونوں بوڑھوں کو مستی آ گئی، لڑکیاں چولہے پر چڑھہ گئیں، اور وہاں بیٹھی کھسر پھسر کرتی رہیں، اور مردوں کو دیکھتی رہیں، جو بڑی رات گئے تک شراب کباب میں مگن رہے — اولینین بولا نہیں، مگر پی اس نے سب سے زیادہ — کزاک چلا رہے تھے — بڑی پی انہیں اور چیخیر دینے پر کسی طرح تیار نہیں تھیں، اب وہ ان کو چلتا کرنا چاہ رہی تھیں — لڑکیاں بروشکا چاچا پر ہنس رہی تھیں، اور وہ سب برساتی میں نکلے تو دس بج چکے تھے — بوڑھوں نے اپنی رنگ رلیاں جاری رکھنے کے لئے اولینین کے ہاں خود کو مدعو کر لیا — اوستینکا اپنے گھر بھاگ گئی — اور بروشکا بوڑھے کزاک کو لیکر وانیوشا کے پاس پہنچے — بڑی ہی سائبان ٹھیک کرنے چلی گئیں — مریانکا جھونپڑی میں تنہا رہ گئی — اچانک اولینین تازہ‌دم ہو گیا، اور اس کا دل باغ باغ ہو گیا، جیسے وہ ابھی ابھی سو کر اٹھا ہو، اس نے سب کچھہ دیکھا، اور بوڑھوں کے آگے نکل جانے کے بعد وہ پلٹ کر واپس جھونپڑی میں پہنچا جہاں

مریانکا سونے کی تیاری کر رہی تھی — وہ سیدھا اس کے پاس پہنچا، وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اس کا گلا رندھ گیا — وہ اس سے دور ہٹ گئی، اور الٹی پالتی مار کر اپنے بستر کے کونے میں دبک کر بیٹھ گئی — اور سہمی سہمی سی وحشی نظروں سے اسے تکنے لگی، شاید وہ اس سے خوف‌زدہ تھی — اولینین نے یہ دیکھا — اسے اپنی حالت پر رحم بھی آیا اور شرم بھی آئی، ساتھ ہی اسے اس بات پر فخر بھی تھا اور اس کی خوشی بھی تھی کہ اس نے مریانکا کے دل میں کم سے کم یہ جذبات تو ابھارے —

''مریانکا!،، اس نے کہا — ''کیا تم کبھی میری حالت پر رحم نہیں کھاؤ گی؟ میں تمہیں نہیں بتا سکتا مجھے تم سے کتنی محبت ہے —،،

وہ اور دور کھسک گئی، اور کہنے لگی — ''واہ، شراب بول رہی ہے! تم میرے قریب نہیں پھٹک سکتے!،،

''نہیں، شراب نہیں بول رہی، لوکاشکا سے شادی نہ کرو، مجھ سے شادی کرلو —،، ''یہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟،، یہ کہتے کہتے اس نے سوچا — ''کیا کل میں یہ الفاظ دوہرا سکوں گا؟ ہاں، میں کہہ سکوں گا، مجھے یقین ہے میں کہہ سکوں گا، میں پھر اپنی بات دوہراؤں گا —،، اس کے دل کی آواز نے جواب دیا —

''کیا تم مجھ سے شادی کروگی؟،،

اس نے سنجیدگی سے اولینین کی طرف دیکھا، اور اسکا خوف غائب ہو گیا —

''مریانکا، میں پاگل ہو جاؤں گا! میں اپنے آپ میں نہیں ہوں — تم مجھ سے جو کہوگی، میں وہی کروں گا —،، اور اس کے منہ سے خود بخود انتہائی والہانہ الفاظ نکلتے چلے گئے —

''اچھا، بس کرو، کیا شور مچا رکھا ہے؟،، اچانک مریانکا نے اس کا بازو تھام کر اسے روک دیا، ہاں وہ بہت دیر سے بازو اس کی طرف پھیلائے ہوئے تھا — اس نے اولینین کے بازو کو دھکیلا نہیں، بلکہ اسے اپنی سخت سخت کھردری انگلیوں کی گرفت میں لے کر بڑے جوش سے دبایا — ''امیروں کے بیٹے گزاک لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں بھلا؟ بھاگ جاؤ!،،

''مگر تم بتاؤ، تیار ہو؟ سب کچھ...،،

''اور لوکشکا کا کیا بنے گا؟،، اس نے ہنس کر کہا —

اس نے مریانکا کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچ کر بڑی گرم جوشی سے اسکے نوجوان جسم کو اپنے بازوؤں میں لے لیا، مگر وہ ہرن کی سی تیزی سے اس کی گرفت سے نکلی اور ننگے پاؤں برساتی میں بھاگ گئی، اولینین کو ہوش آ گیا، اور وہ خوف زدہ سا ہو گیا — اسے پھر یہ محسوس ہوا کہ وہ مریانکا کے مقابلے میں حقیر ہے، لیکن اسے لمحے بھر کے لئے بھی اپنے کہے اور کئے پر پچھتاوا نہیں ہوا — وہ گھر گیا، اس نے بوڑھوں پر جو اس کے کمرے میں بیٹھے ہی پلا رہے تھے، ایک نظر تک نہ ڈالی، جاتے ہی اپنے بستر پر دراز ہو کر بے خبر سو گیا، اتنا بے خبر جتنا وہ عرصے سے نہیں سویا تھا —

۳۵

اگلے دن چھٹی تھی — شام کے وقت، گاؤں کے تمام لوگ گلیوں میں نکل آئے، ڈوبتے ہوئے سورج کی روشنی میں ان کے رنگا رنگ کپڑے جھلملا رہے تھے — اس سال معمول سے زیادہ شراب پیدا ہوئی تھی — اب لوگوں کی مصروفیت ختم ہو چکی تھی — مہینے بھر بعد گزاکوں کو مہم پر جانا تھا، اور بہت سے گھرانوں میں شادیوں کی تیاریاں ہو رہی تھیں —

زیادہ تر لوگ کزاک گاؤں کے دفتر کے سامنے، چوراہے پر اور ان دو دوکانوں کے گرد جمع تھے، جن میں سے ایک میں مٹھائیاں اور بیج وغیرہ بکتے تھے اور دوسری میں رومال اور سوتی چھینٹیں — دفتر کی عمارت کی بنچوں پر بڑے بوڑھے کھڑے یا بیٹھے ہوئے تھے — وہ کالے اور بھورے کوٹوں میں تھے، جن میں سنہری پٹیاں یا اور کوئی سجاوٹ نہیں تھی — یہ لوگ بڑی پروقار نظروں سے نوجوانوں کو دیکھ رہے تھے اور بڑے پرسکون انداز اور نپے تلے الفاظ میں، فصل، نوجوانوں، گاؤں کے معاملات، اور بیتے دنوں کے بارے میں باتیں کر رہے تھے — عورتیں اور لڑکیاں ان کے پاس سے گزرتے ہوئے رک کر سلام کرتیں — نوجوان کزاک، بڑے احترام کے ساتھ، قدم آہستہ کرکے، اپنی ٹوپیاں اتارتے اور لمحے بھر تک ہوا میں بلند کئے رکھتے، ایسے میں بڑے بوڑھے پل بھر کو خاموش ہو جاتے — بعض ذرا سخت نظروں سے انہیں گزرتے دیکھنے لگتے، اور بعض محبت سے — وہ بھی جواباً آہستہ سے اپنی ٹوپی اتارتے، اور پھر اوڑھ لیتے —

کزاک لڑکیوں نے ابھی تک ''خوروود،، * ناچنا شروع نہیں کیا تھا — وہ رنگ برنگے کرتے پہنے، سر پر بندھے ہوئے سفید رومال سے آدھے آدھے چہرے چھپائے ہوئے مختلف گروہوں میں گھروں کے قریب سورج سے اوٹ کئے زمین یا بنچوں پر بیٹھی ہوئی چہک رہی تھیں، فضا میں ان کی نقرئی ہنسی گونج رہی تھی — چھوٹے چھوٹے لڑکے لڑکیاں چوک میں چیخ پکار مچائے ہوئے تھے، وہ کھلے آسمان کی طرف گیند اچھال اچھال کر شور مچا رہے تھے — بڑی لڑکیوں نے ناچ شروع کر دیا تھا، ساتھ ہی وہ اپنی تیز تیز اور

---

* خوروود اس ناچ کو کہتے ہیں، جس میں لڑکیاں ایک گھیرے میں گھوم گھوم کر ناچتی ہیں —

باریک آوازوں میں گانی بھی جاری تھیں — خوشی سے دمکتے ہوئے چہروں والے کلرک اور لڑکے، جو یا تو اب نوکری نہیں کرتے تھے، یا تہوار کے لئے گھر آئے ہوئے تھے، سنہری گوٹ والے لال یا سفید رنگ کے فیشن ایبل جرکیشیائی کوٹ پہنے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دو دو تین تین کے گروہوں میں عورتوں اور لڑکیوں کے ایک گروہ سے دوسرے میں آجا رہے تھے، وہ ان سے ہنسی دل لگی اور عشق بازی کرتے پھر رہے تھے — آرمینیائی دوکان دار بہت اچھی قسم کے نیلے رنگ کا سنہری گوٹ والا کوٹ پہنے، اپنی دوکان کے کھلے دروازے میں کھڑا تھا، دوکان سے رنگ برنگے رومالوں کی تہہ شدہ گڈیاں جھانک رہی تھیں، وہ شہری تاجروں کے سے مصنوعی بروقار انداز میں خریداروں کی راہ دیکھ رہا تھا — سرخ داڑھیوں والے دو چیچیائی، جن کے پاؤں جوتے کی قید سے آزاد تھے، اور جو میلہ دیکھنے تیرک پار سے آئے تھے، ایک دوست کے گھر کے سامنے آلتی پالتی مارے بیٹھے تھے، وہ مزے میں اپنے چھوٹے چھوٹے حقے گڑگڑا رہے تھے، کبھی کبھی گاؤں والوں کو گزرتے دیکھ کر، وہ اپنی تیز تیز اور بھونڈی زبان میں ایک دوسرے سے ان کے بارے میں کچھ کہتے اور زمین پر تھوک دیتے — کبھی کوئی معمولی سا سپاہی پھٹا پرانا اوورکوٹ پہنے ان خوش پوشوں کے پاس سے گزرجاتا — ادھر ادھر سے بدمست کزاکوں کے گانے بجانے اور رنگ رلیاں منانے کی آوازیں آنی شروع ہو گئی تھیں — تمام گھروں میں تالے پڑے ہوئے تھے، برساتیاں ایک دن پہلے ہی صاف ستھری کر دی گئی تھیں — بڑی بوڑھیاں تک سڑکوں پر نکل آئی تھیں، سڑکوں پر چاروں طرف تربوز اور کدو کے بیجوں کے چھلکے چمک رہے تھے — ہوا گرم اور خاموش تھی اور آسمان صاف ستھرا اور بہت گہرا نظر آ رہا تھا — چھتوں کے پیچھے بے رنگ اور سفید پہاڑ شام کے سورج کی روشنی میں شفقی رنگ کے ہوجلے تھے، وہ اس وقت بہت قریب نظر آ رہے تھے — کبھی

کبھی دریا پار دور کسی توپ کی آواز گونج اٹھتی، مگر گاؤں میں جشن کی سرخوشی بھری آوازیں ایک دوسرے میں مدغم ہو گئی تھیں —

مریانکا کی جھلک دیکھ لینے کی امید میں اولینین پوری صبح احاطے کے چکر کاٹتا رہا — مگر وہ اپنا بہترین لباس پہنکر، دوپہر کو چرچ چلی گئی، اور پھر دوسری لڑکیوں کے ساتھ بنچ پر بیٹھ کر بیج چبانے لگی، کبھی کبھی وہ سہیلوں کے جھرمٹ میں بھاگتی ہوئی گھر آتی، اور ہر دفعہ بڑی شوخی اور محبت بھری نظروں سے کرائےدار کو دیکھتی — دوسروں کی موجودگی میں اولینین اس سے ہنسی مذاق، اور بات چیت کرتے ڈرتا تھا — وہ چاہتا تھا کہ کل رات اس نے جو بات کہنی شروع کی تھی، وہ پوری کرلے اور اس سے کوئی فیصلہ کن جواب مانگ سکے — وہ ایسے ہی ایک اور لمحے کا منتظر تھا جیسا کل رات اسے مل گیا تھا — مگر وہ لمحہ کبھی نہ آیا اور اسے ایسا محسوس ہونے لگا کہ وہ اس تذبذب کے عالم میں نہیں جی سکتا — مریانکا پھر سڑک پر نکل گئی، اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی نکل گیا، اور یہ جانے بغیر کہ وہ کدھر جا رہا ہے، اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا — وہ اس نکڑ کے پاس سے گزرا جہاں مریانکا سائن کا چمکدار نیلا کرتا پہنے بیٹھی تھی اور جب اس نے لڑکیوں کو اپنے اوپر ہنستے سنا تو اس کا دل رو دیا —

بیلیتسکی کی جھونپڑی چوک میں کھلتی تھی — اس کے قریب سے گزرتے ہوئے اولینین کو بیلیتسکی کے پکارنے کی آواز آئی ''آؤ بھئی آؤ!،، اور وہ اندر چلا گیا —

ادھر ادھر کی ایک آدھ بات کرنے کے بعد وہ دونوں کھڑکی کے پاس آ بیٹھے اور تھوڑی ہی دیر بعد بروشکا نیا کرتا پہنے وہاں پہنچا اور ان کے پاس زمین پر بیٹھ گیا —

''اوہ، یہ ہوئی شاندار پارٹی،، بیلیتسکی نے مسکرا کر اپنی سگرٹ سے کونے کی ایک رنگارنگ ٹولی کی طرف اشارہ کیا — ''میری والی

بھی وہیں ہے، تمہیں نظر آئی؟ لال کپڑوں اور نئے کرتے میں ہے
آج — ارے خوروود کیوں نہیں شروع کرتیں؟،، وہ کھڑکی سے جھانک کر
چلایا — ’’تھوڑی دیر ٹھیرو، جب اندھیرا ہو جائے گا تو ہم بھی
چلیں گے — پھر ہم انہیں اوستینکا کے ہاں مدعو کریں گے — ان کے
اعزاز میں بال پارٹی کرنی چاہئے!،،

’’میں بھی آؤں گا اوستینکا کے ہاں،، اولینین نے فیصلہ کن انداز
میں جواب دیا — ’’مریانکا بھی ہوگی وہاں؟،،

’’ہاں، ہاں وہ بھی ہوگی، ضرور آؤ!،، بیلیتسکی نے اطمینان سے
کہا، اسے ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی — ’’دیکھا، وہ ادھر کس قدر
رنگا رنگی ہے؟،، اس نے رنگیلی چمکیلی منڈلیوں کی طرف اشارہ کیا —

’’ہاں بہت!،، اولینین نے بظاہر لاپرواہی سے ہاں میں ہاں
ملائی — ’’اس قسم کے میلوں کو دیکھ کر،، اس نے کہا ’’میں
ہمیشہ اس سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ یہ لوگ اچانک اس قدر خوش
اور مطمئن کیوں کر ہو جاتے ہیں — محض اس لئے کہ آج پندرہ
تاریخ ہے، آج ہر چیز تہوار کی خوشی میں نہائی ہوئی ہے، لوگوں
کی آنکھیں اور چہرے، ان کی حرکات و سکنات اور بات چیت، ہوا اور
سورج، سب تہواری رنگ میں رنگے ہوئے ہیں — مگر ہمارے ہاں،
روس میں اب ایسے تہوار نہیں ہوتے!،،

’’ہوں،، بیلیتسکی نے کہا، اسے اس قسم کی باتیں زیادہ پسند
نہیں تھیں — ’’ارے بڑے میاں، شراب کیوں نہیں پیتے؟،، اس نے
یروشکا سے مخاطب ہو کر کہا —

یروشکا نے بیلیتسکی کی طرف اشارہ کر کے اولینین کو آنکھ ماری
’’اوہ بڑا مغرور ہے، تمہارا یہ کوناک!،، انہوں نے کہا —
بیلیتسکی نے جام اٹھایا —

’’اللہ بردی!،، اس نے اپنا جام خالی کرتے ہوئے کہا — (قفقاز

میں جب سب ملکر شراب پینے بیٹھتے ھیں تو ھمیشہ ''اللہ بردی،، یعنی ''خدا نے دیا،، کہا جاتا ھے۔)

''سوبل،، (''تمہارا جام صحت،،) پروشکا نے مسکرا کر جواب دیا اور اپنا جام خالی کر دیا۔

''اسے تہوار کہتے ھو!،، اس نے اٹھ کر کھڑکی سے باھر دیکھتے ھوئے اولینین سے کہا۔ ''یہ بھی بھلا کوئی تہوار ھے؟ ارے پچھلے زمانے میں دیکھتے لوگ کیسی رنگ رلیاں مناتے تھے! عورتیں سنہری جھالر لگے لہنگے بلاؤز پہن پہن کر نکل پڑتی تھیں، گلوں میں اشرفیوں کے دو دو ھار اور سروں پر سنہری کلاہ، اور گزرتے ھوئے ان کے لباسوں میں کیا سرسراھٹ ھوتی تھی۔

''ھر ھر عورت شہزادی جان پڑتی تھی، کبھی کبھی وہ نکلتیں، پوری فوج کی فوج اور گیت گانے لگتیں۔ یہاں تک کہ پوری فضا گیتوں سے بھر جاتی، رات بھر وہ یوں ھی مست رھتیں۔ کزاک بچے لڑھکا کر احاطے میں لے آتے، اور اس کے گرد بیٹھکر صبح جھٹکے تک پیتے چلے جاتے۔ کبھی وہ ھاتھہ میں ھاتھہ ڈالے گاؤں میں گھومتے پھرتے، راستے میں جو کوئی ملتا جاتا اسے بھی اپنی منڈلی میں شامل کرتے جاتے۔ اور کبھی تین تین دن وہ یوں ھی رنگ رلیاں مناتے پھرتے۔ بابا سب کچھہ کھو کھا کر گھر لوٹا کرتے تھے۔۔۔ مجھے آج تک یاد ھے۔۔۔ منہ سرخ اور سوجا ھوا اور سر سے ٹوپی تک غائب۔ بس آتے، اور آتے ھی لیٹ جاتے۔ ماں جانتی تھیں کہ کیا کرنا چاھئے، وہ ان کی حالت درست کرنے کےلئے مچھلی کے تازے انڈے اور تھوڑا سا چیخیر لاکے دیتیں، اور پھر ان کی ٹوپی کی تلاش میں سارا گاؤں چھان ڈالتیں۔ اور پھر دو دن مسلسل وہ سوئے رھتے! ارے ایسے ایسے لوگ تھے اس زمانے میں! اب کیا دھرا ھے؟،،

''ھاں اور لہنگے والی لڑکیاں، کیا وہ اکیلی اکیلی رنگ رلیاں مناتی تھیں؟،، بیلیتسکی نے پوچھا۔

''اکیلی، اکیلی ضرور منائیں گی ! کبھی تو ایسا ہوتا، کہ کزاک، پیدل یا گھوڑوں پر سوار ہو ہو کر آتے اور کہتے 'آؤ خورووود توڑ ڈالیں، اور گھس جاتے، لڑکیاں فوراً سونٹے سنبھال لیتیں — تہوار کے دن کبھی کوئی نوجوان گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا، وہ اس پر بھی سونٹے برسائیں، مگر وہ دندناتا ہوا نکل جاتا اور اپنی معشوقہ کو جھپٹ کر یہ جا وہ جا — اف ! اور کس طرح وہ اس پر مر مٹتا! ہاں، اور اس زمانے میں کیا لڑکیاں تھیں شہزادیاں تھیں شہزادیاں!،،

۳۶

ٹھیک اس وقت دو آدمی برابر کی گلی سے نکل کر چوک میں پہنچے — ان میں سے ایک نزارکا تھا، اور دوسرا لوکاشکا — لوکاشکا ایک طرف کو جھکا ہوا سا اپنے تگڑے اور لاکھی رنگ کے کباردیائی گھوڑے پر بیٹھا تھا، گھوڑا اپنا خوبصورت سر اور چمکدار ایال گھما گھما کر بڑی پھرتی سے سخت پتھریلی زمین پر دوڑ رہا تھا — غلاف میں نہایت سلیقے سے رکھی ہوئی بندوق، کمر میں لٹکے ہوئے پستول اور زین پر لپٹے ہوئے لبادے سے صاف ظاہر تھا کہ لوکاشکا نہ کسی برامن جگہ سے آ رہا ہے نہ کہیں قریب سے — لوکاشکا کے گھوڑے پر ذرا سا جھک کر بیٹھنے کے تیکھے انداز سے، ایک ذرا سی حرکت کے ساتھ گھوڑے کے پیٹ پر چابک کو چھوا دینے کے طریقے سے،اور خاص طور پر اسکی نیم‌وا سیاہ آنکھوں سے، جو ایک پروقاراندازسے ادھر ادھر دیکھتیں اور چمک اٹھتیں، غرض ہر چیز سے شباب کی خود اعتمادی اور قوت کا احساس چھلکا پڑ رہا تھا — ''کبھی دیکھا ہے اتنا گبرو نوجوان؟،، اس کی تڑپتی پھڑکتی نظریں پوچھ رہی تھیں — وہ شاندار گھوڑا، اس کے چاندی کے زیورات اور ساز، وہ تمام عتیار اور خود وہ گبرو کزاک چوک میں ہر شخص کی توجہ کا مرکز

بن گئے — دبلا پتلا اور چھوٹے سے قد کا نزارکا کسی صورت میں بھی اتنے اچھے لباس میں نہیں تھا — بڑے بوڑھوں کے قریب سے گزرتے ہوئے لوکاشکا دم بھر کو رکا اور اس نے تعظیماً اپنے خشخشی بالوں والے سیاہ سر سے بھیڑ کے سفید گھونگھریالے سمور کی ٹوپی اتاری —

''کہو، کیا بہت سے نوکائی گھوڑے ہنکا لئے؟،، ایک دبلے پتلے بڑے میاں نے تیوری چڑھا کر اس سے پوچھا —

''تم نے انہیں گنا تھا کیا دادا، جو پوچھ رہے ہو؟،، لوکاشکا نے منہ پھیر کر جواب دیا —

''ٹھیک ہے بھائی ٹھیک ہے، مگر اپنے ساتھ غریب لڑکے کو تو نہ لے جاؤ —،، بڑے میاں بڑبڑائے اور ان کی پیشانی کی سلوٹیں اور گہری ہو گئیں —

''لعنت ہو اس بوڑھے شیطان پر، سب کچھ معلوم رہتا ہے اسے،، لوکاشکا نے منہ ہی منہ میں کہا — اور اس کے چہرے سے پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے، لیکن جیسے ہی اس کی نظر ایک ایسے نکڑ پر پڑی، جہاں بہت سی کزاک لڑکیاں کھڑی تھیں، اس نے اپنے گھوڑے کا رخ اس طرف پھیر دیا —

''سلام علیکم، لڑکیو !،،وہ اچانک گھوڑے کی لگام کھینچ کر اپنی گونجتی ہوئی گرج دار آواز میں چلایا ''ارے چڑیلو، میرے پیچھے تم کتنی بڑی بڑی ہو گئیں!،، اور وہ ہنس پڑا —

''سلام علیکم لوکاشکا! سلام علیکم گبرو جوان!،، خوشی میں ڈوبی ہوئی آوازیں گونج اٹھیں —

''کہو کیا کچھ بہت دولت لائے ہو؟ لڑکیوں کے لئے تھوڑی سی مٹھائی ہی خرید لاؤ! کہو کچھ زیادہ دن کو آئے ہو کیا؟ واقعی تمہیں دیکھے ہوئے تو مدتیں ہو گئیں —،،

''میں اور نزارکا رات گزارنے کو دوڑے چلے آئے،، لوکاشکا نے جواب دیا اور اپنا چابک اٹھا کر سیدھا لڑکیوں کے بیچ میں پہنچ گیا —

''سنا تم نے، مریانکا نے تمہیں بالکل ہی بھلا دیا — ،،اوستینکا نے مریانکا کو کہنی ماری اور کھل کھلا کر ہنس پڑی —

مریانکا گھوڑے سے دور کھسک گئی، اور اس نے سر پیچھے کو جھٹک کر اپنی بڑی بڑی چمکدار آنکھوں سے کزاک پر ایک پرسکون نظر ڈالی —

''واقعی، تم تو بہت دن سے نظر ہی نہیں آئے! ارے ہمیں اپنے گھوڑے تلے کیوں روندے دے رہے ہو؟،، اس نے سرد مہری سے کہا، اور مڑ گئی —

لوکاشکا اس وقت بہت خوش تھا، اس کا چہرہ خوشی اور شوخی سے دمک رہا تھا — ظاہر ہے کہ مریانکا کی بے رخی دیکھ کر اور سرد جواب سن کر وہ ہوکھلا گیا اور اس کی تیوری پر بل پڑ گئے —

''میری رکاب میں پاؤں رکھ دے، میں تجھے پہاڑوں میں لے جاؤں گا میری محبوبہ!،، اچانک اس نے گویا برے برے خیالوں کو دماغ سے جھٹکتے ہوئے کہا اور لڑکیوں کے گھیرے میں دلکی چلنے لگا — مریانکا کے پاس پہنچ کر اس نے سرگوشی کی — ''میں تمہیں چوم لوں گا، اف میں تمہیں بری طرح چوم لونگا!. . .،،

اس کی اور مریانکا کی نظریں ملیں، اچانک وہ شرم سے گلنار ہو گئی — وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی —

''ارے ذرا آنکھیں کھول کے! میرا پاؤں تو نہ بھینچو،، اس نے کہا — اور سر جھکا کر اپنے سبک پاؤں دیکھنے لگی جن میں کڑھی ہوئی ہلکی نیلی جرابیں اور باریک سا روپہلی کام بنے ہوئے نئے سرخ سلیپر جھلملا رہے تھے —

لوکاشکا اوستینکا سے مخاطب ہو گیا، اور مریانکا ایک عورت کے برابر بیٹھ گئی جس کے بازوؤں میں بچہ ہمک رہا تھا — بچے نے اپنے ننھے سے بھرے بھرے بازو مریانکا کی طرف پھیلا دئے اور اس کے نیلے کرتے پر جھولتے ہوئے سکوں کی زنجیر پکڑ لی — مریانکا بچے پر

جھک گئی، اور کنکھیوں سے لوکاشکا کو دیکھنے لگی — لوکاشکا کوٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر اپنے سیاہ کرتے کی جیب سے مٹھائیوں اور بچوں کا بنڈل نکال رہا تھا —

''لو، تم بھی کیا یاد کروگی، یہ تم سب کے لئے ہے،، اس نے اوستینکا کو بنڈل دیتے ہوئے کہا اور مریانکا کی طرف دیکھ کر مسکرایا —

لڑکی کے چہرے سے پھر عجیب الجھن کا اظہار ہونے لگا — جیسے اس کی حسین آنکھوں پر دھند سی چھا گئی ہو، اس نے اپنے لبوں سے رومال ہٹا دیا اور بچے کے گورے چٹے چہرے پر جھک کر بےتابی سے اسے چومنے لگی، بچہ ابھی تک اسکا سکون کا ہار پکڑے ہوئے تھا — اس نے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے لڑکی کے ابھرے ہوئے سینے کو دھکیلا اور اپنا پوپلا منہ پھاڑ کر زور زور سے چلانے لگا —

''تم نے تو بچے کو تنگ کر دیا!،، ننھے کی ماں نے اسے لیتے ہوئے کہا — اور اسے دودھ پلانے کے لئے اپنے کرتے کا گریبان کھولنے لگی — ''جاؤ نا جا کر اس نوجوان کا سواگت کرو — ،،

''میں ذرا جا کر اپنا گھوڑا باندھ آؤں، پھر میں اور نزارکا آجائینگے اور رات بھر رنگ رلیاں منائیں گے — ،، لوکاشکا نے اپنے گھوڑے کو چابک چھوایا، اور لڑکیوں کے پاس سے چلا گیا اور پہلو کی ایک گلی میں مڑ کر وہ اور نزارکا دو گھروں کے پاس پہنچے جو برابر برابر بنے ہوئے تھے —

''یہ بات! اچھا دوست! جاؤ جلدی جاؤ، اور جلدی آنا!،، لوکاشکا نے ایک گھر کے سامنے اترتے ہوئے کہا — اور پھر بہت احتیاط سے اپنے گھوڑے کو اپنے گھر کے پھاٹک کے اندر لے گیا — ''کہو، استیپکا؟،، اس نے اپنی گونگی بہن سے کہا، جو دوسری لڑکیوں کی طرح ریشمی کپڑے پہنے ہوئے اس کا گھوڑا لینے آئی تھی، اس نے

اشاروں اشاروں میں بہن سے کہا کہ گھوڑے کو سوکھی گھاس دے دو، مگر اسے کھولنا نہیں —

گونگی لڑکی نے حسب معمول وہی آوازیں نکالیں، اور گھوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چٹخارہ لیا — اور اس کی ناک کو چوم لیا، اسکا مطلب تھا کہ گھوڑا بہت نفیس ہے اور وہ اس سے پیار کرتی ہے —

''کہو کیسی ہو ماں؟ تم ابھی تک باہر کیوں نہیں گئیں؟،، لوکاشکا نے برساتی کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا اور اپنی بندوق ٹھیک کرنے لگا —

اسکی بوڑھی ماں نے دروازہ کھولا — ''اف خدایا! مجھے تو ذرا بھی خیال نہیں تھا کہ تم آؤگے، ذرا بھی گمان نہ تھا —،، بڑی بی نے کہا — ''کیرکا نے بھی یہی کہا تھا کہ تم نہیں آسکوگے —،،

''ماں ذرا جا کر تھوڑی سی چیخیر تو لا دو، نزارکا بھی آ رہا ہے، ہم ذرا تہوار منائیں گے —،،

''ابھی لائی لوکاشکا، ابھی لائی!،، بڑی بی نے جواب دیا — ''سب عورتیں تہوار منا رہی ہیں — میرے خیال میں ہماری گونگی بھی جا چکی ہے —،،

وہ کنجیاں اٹھا کر تیزی سے چھوٹے مکان کی طرف چلی گئی — اپنا گھوڑا کھڑا کرنے اور بندوق اتارنے کے بعد نزارکا لوکاشکا کے گھر آیا، اور اندر چلا گیا —

۳۷

''تمہارا جام صحت!،، لوکاشکا نے اپنی ماں سے چیخیر کا لبالب جام لیتے ہوئے کہا اور بڑے اہتمام سے اسے اپنے جھکے ہوئے سر کی طرف بلند کیا —

''بہت بری بات ہے!،، نزارکا نے کہا — ''تم نے سنا تھا برلاک دادا کیا کہہ رہا تھا 'بہت گھوڑے اڑا لئے کیا؟، معلوم ہوتا ہے اسے سب کچھہ معلوم ہے!،،

''وہ بوڑھا تو شیطان ہے!،، لوکاشکا نے مختصراً جواب دیا — ''مگر اس سے کیا ہوتا ہے!،، اس نے سر ہلا کر کہا — ''اب تک وہ دریا پار پہنچ چکے ہیں، ذرا جاؤ جا کر معلوم کرو — ،،

''بہر حال، اغاز برا رہا —،،

''کیا برا رہا؟ کل صبح اسکو ذرا سا چیخیر پہنچا دو، پھر کچھہ نہیں بگڑ سکتا — آؤ چلو، اب ذرا گھومیں پھریں، پیو!،، لوکاشکا بالکل بوڑھے بروشکا کے انداز میں چلایا — ''آؤ سڑک پر چلیں، اور لڑکیوں کے ساتھہ رنگ رلیاں منائیں — تم جا کر تھوڑا سا شہد تو لے آؤ، یا نہیں ٹھہرو، ہم اپنی گونگی کو بھیج دیں گے — ہم صبح تک مستی کریں گے — ،،

نزارکا مسکرا رہا تھا — ''کیا ہم دیر تک یہاں ٹھہریں گے؟،، اس نے پوچھا —

''جب تک دل بھر کے مزہ نہ لوٹ لیں، اور جاؤ ذرا تھوڑی سی ووڈکا خریدلاؤ، لو یہ لو روپیہ — ،،

نزارکا اچھے بچوں کی طرح یامکا کے ہاں سے ووڈکا لانے کے لئے بھاگا —

بروشکا چاچا اور برگوشوف شراب کے نشے میں دھت شکار کے پرندے کی طرح بو سونگھتے ہوئے ہر اس گھر میں نازل ہو رہے تھے جہاں محفل جمی ہوئی تھی —

''آدھی بالٹی اور لا دینا!،، لوکاشکا نے ان کے سلام کے جواب میں اپنی ماں کو پکارا —

''ہاں بتاؤ تو کہاں سے چرائے تو نے شیطان؟،، بروشکا چلایا ''تو بڑا گبرو جوان ہے — میرا چھپتا ہے تو تو!،،

''واقعی بہت چھپتا!..،، لوکاشکا ہنسا ''جبھی تم چھوکریوں کو کینڈٹ کی دی ہوئی مٹھائیاں پہنچاتے پھرتے ہو! اوہ، بوڑھے، تو...،،

''یہ جھوٹ ہے، بالکل جھوٹ! اف مارکا!،، اور بڑے میاں بے تحاشا ہنسنے لگے — ''اور اس شیطان نے میری کیسی کیسی منت کی 'جاؤ، میرے لئے اس کا انتظام کر دو، اس نے کہا — اس نے مجھے بندوق تک کا لالچ دیا! مگر نہیں! میں اس کا انتظام کر سکتا تھا، مگر مجھے تمہارا خیال ہے — اچھا اب بتاؤ، کہاں کہاں ہو آئے —،، اور بڑے میاں تاتاری زبان میں باتیں کرنے لگے —

لوکاشکا نے مستعدی سے ان کی باتوں کا جواب دیا —

برگوشوف تاتاری زبان اچھی طرح نہیں جانتے تھے، اس لئے وہ کبھی کبھی روسی میں کوئی ایک آدھ فقرہ کہہ دیتے —

''میں کہتا ہوں، وہ گھوڑے بھگا لایا ہے — مجھے اچھی طرح معلوم ہے،، اس نے ہاں میں ہاں ملائی —

''میں اور غوری ساتھ گئے تھے —،، (غوری خان کو ''غوری،، کہنا اس کے خیال میں بہت بہادری کی بات تھی —) ''دریا کے اس پار وہ شیخی بگھارتا رہا کہ وہ اسٹیپ کے چپے چپے سے واقف ہے، وہ سیدھا منزل مقصود تک پہنچ جائیگا — مگر ہم چلتے گئے، اور رات کا اندھیرا پھیل گیا — اور میرا غوری راستہ بھول گیا، اور ہم بلا کسی مقصد کے ایک گھیرے میں بھٹکتے رہے — گاؤں تک پہنچ ہی نہ سکے، اور بس — ہم بہت زیادہ دائیں طرف کٹ گئے — ہم آدھی رات گئے تک رات کے اندھیرے میں بھٹکتے رہے، اور شکر ہے پھر ہمیں کتوں کے بھونکنے کی آواز آئی —،،

''بدھو!،، بروشکا چاچا نے کہا — ''ہم بھی اسٹیپ میں بھٹک جاتے تھے، کون نہیں بھٹکتا؟ مگر میں کسی پہاڑی پر چڑھ جایا کرتا تھا اور اس طرح کسی بےیارومددگار بھیڑئے کی طرح چلانے لگتا تھا!،، اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا، اور بھیڑیوں کی پوری کی

پوری فوج کے انداز میں چلانے لگا، جو ایک دوسرے کے سر میں سر ملا رہے ہوں — ''فوراً کتے بھونکنے لگیں گے — اچھا تو پھر کیا ہوا — تم گھوڑوں تک پہنچ گئے؟''

''فوراً ہی ہم انہیں بھگا لائے! نزارکا کو تو نوگائی عورتوں نے گھیر ہی لیا تھا —''

''گھیر لیا تھا،'' نزارکا نے رنجیدہ خاطر ہو کر کہا، وہ اسی وقت واپس آیا تھا —

''ہم پھر آگے بڑھے، اور پھر غوری راستہ بھول گیا، اور ہمیں سیدھا ریت کے ٹیلوں کی طرف لے گیا، ہم سمجھ رہے تھے کہ ہم سیدھے تیرک کی طرف بڑھ رہے ہیں، مگر دراصل ہم مستقل اس سے دور ہوتے جا رہے تھے!''

''تمہیں ستاروں کی مدد سے دیکھنا چاہئے تھا —'' بروشکا چاچا نے کہا —

''یہی تو میں کہتا ہوں،'' برگوشوف نے ٹانک لڑائی —

''ہاں، چاروں طرف گھپ اندھیرا ہو، اور ستاروں کو دیکھو! میں نے لاکھ لاکھ کوشش کی مگر... اور آخرکار میں نے ایک گھوڑے پر زین کسی اور اپنے گھوڑے کو آزاد چھوڑ دیا — میں نے سوچا وہ ہمیں سیدھے راستے پر ڈال دیگا — اور جانتے ہو! اس نے دو ایک دفعہ زمین کو سونگھا، ہنہنایا اور ہمیں سیدھا گاؤں کی طرف لے آیا — اور اچھا ہی ہوا کیونکہ روشنی پھیلنی شروع ہو گئی تھی، بمشکل ہمیں اتنا وقت ملا کہ ہم انہیں جنگلوں میں چھپا سکیں — ناگیم دریا پار آیا اور انہیں لے گیا —''

برگوشوف نے سر ہلایا — ''بالکل جیسا میں کہتا تھا، بہت اچھا، کہو کافی پیسہ ملا ان کے بدلے؟''

''یہ موجود ہے سب؟'' لوکاشکا نے اپنی جیب تھپتھپائی —

ٹھیک اسی وقت اس کی ماں کمرے میں آئی اور لوکاشکا نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

''پیو!،، وہ چلایا۔

''ہاں، ایک دفعہ میں اور گیرچیک بڑی رات گئے، چلے۔۔۔،، بروشکا نے قصہ چھیڑا۔

''اوہ چھوڑو بھی ہم آخر تک ہرگز نہیں سن سکتے!،، لوکاشکا نے کہا۔ ''میں تو چلا۔،، اور وہ اپنا جام چڑھا کر پیٹی کستا ہوا نکل گیا۔

۳۸

لوکاشکا باہر نکلا تو اندھیرا پھیل چکا تھا۔ خزاں کی رات بڑی پر سکون اور خاموش تھی، اس میں بلا کی تازگی تھی۔ چوک کے ایک کنارے پر اگے ہوئے سیاہ سفیدوں کی قطار کے پیچھے سے چودھویں کا دمکتا ہوا چاند ابھر رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے مکانوں کی چمنیوں سے دھواں نکل نکل کر گاؤں پر پھیلی ہوئی دھند میں جذب ہو رہا تھا۔ کہیں کہیں کھڑکیوں سے روشنی چھن رہی تھی، اور ہوا میں اپلوں، انگور کے کچلے ہوئے چھلکوں اور دھند کی بو بسی ہوئی تھی۔ بات چیت کا شور، ہنسی کی کھنکھناہٹ، گیتوں کے سر اور بیج کھانے کی آوازیں دن کی طرح اب بھی ایک دوسرے میں مدغم ہو رہی تھیں، لیکن اب دن کی نسبت زیادہ نمایاں تھیں۔ اندھیرے میں مکانوں اور احاطوں کے چاروں طرف سفید رومالوں اور ٹوپیوں کے دل کے دل چمک رہے تھے۔

دوکان ابھی تک روشن تھی، اس کے دروازے کے سامنے، چوک میں، کزاک مردوں اور عورتوں کے سیاہ اور سفید جسم تاریکی سے ابھر رہے تھے، اور دور سے ان کے ہنسنے، بولنے اور گانے کی آوازیں آ رہی

تھیں — لڑکیاں ہاتھہ میں ہاتھہ ڈالے گول گول گھوم رہی تھیں، گرد میں اٹے ہوئے چوک میں ان کے قدم بڑی سبک رفتاری سے اٹھہ رہے تھے — ایک دبلی سی لڑکی، جو ان میں سب سے زیادہ بدصورت تھی، لے نکال رہی تھی —

جنگل، تاریک جنگل کے اس پار سے
سر سبز و شاداب باغ اور سائےدار پارک سے،
وہ آئے، دو سرمست نوجوان آئے،
وہ حسین و بہادر تھے، اور دونوں کنوارے!
وہ بڑھتے رہے، بڑھتے رہے اور پھر دونوں ساکت ہو گئے —
وہ کھڑے رہے، اور پھر جنگ و جدل شروع ہو گئی!
پھر ایک دوشیزہ آگے بڑھی اور اس نے کہا:
''بہت جلد میں تم دونوں میں سے ایک کی ہو جاؤں گی!،،
اور گورے چٹے چہرے والے جوان نے حسینہ کو اپنا لیا،
ہاں سنہری بالوں والے گورے لڑکے نے اس کا دل جیت لیا!
اس نے حسینہ کا دودھہ جیسا سفید دایاں ہاتھہ اپنے ہاتھہ میں تھام لیا،
اور اپنے دوستوں کو دکھانے کے لئے اسے گھمانے لگا!
اور تب اس نے کہا ''دوستو! کتنی اچھی ہے میری رفیقہحیات!،،

بڑی بوڑھی عورتیں ادھر ادھر کھڑی گیت سن رہی تھیں — چھوٹے چھوٹے لڑکے لڑکیاں اندھیرے میں ایک دوسرے کو پکڑتے پھر رہے تھے — مرد چاروں طرف کھڑے گھومتی ہوئی لڑکیوں کو پکڑ رہے تھے، کبھی کبھی وہ خورووود توڑ کر اندر گھس جاتے — اندھیرے دروازے کے قریب بیلیتسکی اور اولینین کھڑے تھے — وہ چرکیشیائی کوٹوں اور بھیڑ کی کھال کی ٹوپیوں میں ملبوس تھے اور آہستہ آہستہ مگر بہت نمایاں انداز میں کزاکوں کی زبان سے مختلف کسی زبان میں بات کر رہے تھے، دونوں سمجھہ رہے تھے کہ وہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں —

بھولی بھالی اوستینکا اور پروقار مریانکا بھی ایک خوروود میں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے گھوم رہی تھیں — اوستینکا لال کرتے میں تھی اور مریانکا نے نیا کرتا زیب تن کر رکھا تھا — اولینین اور بیلیتسکی یہ سوچ رہے تھے کہ مریانکا اور اوستینکا کو کس طرح اس جھرمٹ سے کھینچ لائیں — بیلیتسکی سمجھ رہا تھا کہ اولینین زندگی کا لطف اٹھانا چاہتا ہے، حالانکہ اولینین کو امید تھی کہ آج اس کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے — وہ کسی بھی حالت میں، اس دن تنہائی میں مریانکا سے ملنا چاہتا تھا، اسے سب کچھ بتانا چاہتا تھا، اور اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ اسکی بیوی بنے گی یا نہیں — اور اگرچہ مدت ہوئی اس سوال کا جواب نفی میں مل چکا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ وہ مریانکا کو اپنے جذبات بتا سکیگا، اسے امید تھی کہ مریانکا ضرور اسے سمجھنے کی کوشش کریگی —

''تم نے پہلے ہی مجھ سے کیوں نہیں کہا؟،، بیلیتسکی نے کہا ''میں اوستینکا سے کہہ کر تمہارے لئے سب انتظام کرا دیتا، عجیب چیز ہو تم!،،

''اب کیا کیا جائے؟ بہت جلد، کسی دن میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا — مگر خدا کے لئے اس وقت کسی نہ کسی طرح اسے اوستینکا کے ہاں بلانے کا انتظام کر دو —،،

''اچھا، یہ تو کچھ مشکل نہیں! کہو مریانکا کیا تم سفید بالوں والے نوجوان کی ہو جاؤ گی، لوکاشکا کو چھوڑ دوگی؟،، بیلیتسکی دنیاداری کی خاطر پہلے مریانکا سے مخاطب ہوا، مگر کوئی جواب نہ پا کر وہ اوستینکا کے پاس گیا، اور اس سے کہا کہ مریانکا کو اپنے ساتھ گھر لے آؤ — وہ اپنی بات ختم بھی نہ کرنے پایا تھا کہ لیڈر نے دوسرا گیت چھیڑ دیا، اور لڑکیاں پھر ایک دوسرے کو خوروود میں گھمانے لگیں، وہ گا رہی تھیں:

باغ سے گزر کر ہاں باغ سے،
ایک نوجوان ٹہلتا ٹہلتا آیا
سڑک سے گزرا، اور گاؤں کا چکر کاٹا،
پہلی دفعہ گزرتے گزرتے،
اس نے اپنا قوی دایاں بازو ہوا میں لہرایا،
اور دوسری دفعہ گزرتے گزرتے ،
اپنا ریشمی فیتے والا ہیٹ لہرایا،
اور تیسری دفعہ گزرتے گزرتے،
ساکت کھڑا ہو گیا، آگے نہ بڑھ سکا،

اس دفعہ وہ آگے نہ بڑھ سکا، بڑے پروقار انداز میں کھڑا ہو گیا۔
''میں تیرے قدموں میں آنا چاہتا تھا،
تجھ سے اپنا حال دل کہنا چاہتا تھا۔
ایسا کیوں ہے، اے میری محبوبہ کہ تو،
چہل قدمی کے لئے باغ میں نہیں آتی؟
آ، میری جان، میری بات کا جواب دے،
بتا کیا تجھے مجھ سے نفرت ہے؟
اے میری جان، جانتی ہے تو پھر
یاد کریگی، پچھتائے گی، غم کھائیگی۔
اور بہت جلد میں تجھ سے عشق کرنے آؤں گا۔
اور جب ہماری شادی ہو جائے گی
تو میری خاطر تو آنسو بہائے گی!،،
میں جانتی تھی کہ جواب میں کیا کہوں
مگر اس سے انکار نہ کر سکی،
ہاں، میں اس سے انکار نہ کر سکی۔
میں باغ میں سیر کو چل دی۔
ہاں باغ میں، اپنے محبوب کے وصال کے لئے،
اور وہاں مجھے اپنا محبوب نظر آیا۔
''میں تعظیماً جھکا، اور بہ گر گیا،

میرا رومال، فرش خاک پر گر گیا،
اس نے فرش خاک سے اسے اٹھا لیا،
خدا کے لئے اسے اپنے دست ناز میں لے لے،
خدا کے لئے میری طرف سے اسے قبول کر
اور کہہ دے کہ میں تیرا محبوب ہوں
میں نہیں جانتا، میں ڈرتا ہوں،
کہ تجھے کیا تحفہ دوں، اے میری جان!
میں سوچتا ہوں اپنی دلبر کو
ایک شال تحفے میں دوں —
اور اسکے بدلے چوم لوں اسے پانچ بار —،،

لوکاشکا اور نزارکا خورووڈ میں گھس گئے اور لڑکیوں کے بیچ میں گھومنے لگے — لوکاشکا بھی گانے میں شریک ہو گیا، وہ اپنے بازو لہرا لہرا کر گانے ناچنےوالوں کے جھرمٹ میں گھومتا جا رہا تھا اور دوسرا مصرعہ گاتا جا رہا تھا —

،،آؤ، تم میں سے ایک ادھر آؤ!،، اس نے کہا — اور لڑکیوں نے مریانکا کو دھکیلا، مگر وہ گھیرے کے اندر نہیں گئی، اور جھنجھناتی ہوئی ہنسی، تھپڑوں، بوسوں اور کھسر پھسر کی آواز گیتوں کی آواز میں کھو کے رہ گئی — اولینین کے پاس سے گزرتے ہوئے لوکاشکا نے دوستانہ انداز میں اشارہ کیا —

،،دمتری اندریئےوچ، کھو تماشہ دیکھنے آئے ہو؟،، اس نے کہا—

،،ہاں،، اولینین نے رکھائی اور قطعیت سے جواب دیا —

بیلیتسکی رک گیا، اور اس نے اوستینکا کے کان میں کچھ کہا — وہ گھوم کر دوبارہ وہاں آئی تب جواب دے سکی، اور تب اس نے کہا — ،،اچھا، ہم آجائیں گے —،،

،،مریانکا بھی؟،،

اولینین مریانکا کے قریب رکا— ''آؤگی نا؟ دیکھو ضرور آنا، ایک لمحے کے لئے ہی سہی، میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں—،،

''اگر اور لڑکیاں آئیں تو میں بھی آ جاؤں گی—،،

''میرے سوال کا جواب دوگی تم؟،، اس نے مریانکا کی طرف جھک کر پوچھا— ''اس وقت تم کتنی خوش ہو—،،

وہ اسکے قریب سے ہٹ گئی، اولینین آگے بڑھا، ''دوگی جواب؟،،

''کیسا سوال؟،،

''وہی سوال جو کل میں نے تم سے کیا تھا،، اولینین نے اسکے کان کے پاس منہ کرکے کہا— ''کیا تم مجھ سے شادی کروگی؟،،

مریانکا نے لمحے بھر کچھ سوچا— ''میں تمہیں بتاؤں گی،، اس نے کہا— ''آج رات میں تمہیں بتا دوں گی—،،

اس نے محبت سے نوجوان کو دیکھا اور تاریکی میں اسکی آنکھیں چمک اٹھیں—

وہ ابھی تک اسکے ساتھ ساتھ تھا— مریانکا کے قریب رہنا اس کے لئے بڑی نعمت تھی—

مگر اچانک لوکاشکا نے گاتے گاتے، مضبوطی سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اسکی جگہ سے کھینچ کر لڑکیوں کے جھرمٹ میں لے آیا— اولینین کو بس اتنا کہنے کا موقع مل سکا ''اوستینکا کے ہاں آنا،، اور پھر وہ واپس اپنے ساتھی کے پاس جا کھڑا ہوا— گیت ختم ہو گیا، لوکاشکا نے اپنے ہونٹ خشک کئے اور مریانکا نے بھی، اور دونوں نے ایک دوسرے کو چوم لیا— ''نہیں، نہیں، پانچ ہوسے!،، لوکاشکا نے کہا— رقص و نغمے کے سر تال کی جگہ گپ شپ، ہنسی مذاق، اور بھاگ دوڑ کا شور گونج اٹھا— لوکاشکا، جس نے غالباً کافی چڑھا لی تھی، لڑکیوں میں مٹھائی بانٹنے لگا— ''لو یہ سب لوگوں کے لئے ہیں!،، اس نے انتہائی غرور اور مضحکہ خیز اور قابل رحم حد تک خود پرستانہ شان کے ساتھ کہا— ''لیکن جو کوئی سپاہیوں

کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہے، وہ خورووڈ سے نکل جائے!،، اس نے غصہ سے اولینین پر نظر ڈالتے ہوئے اچانک یہ آخری فقرہ کہا۔

لڑکیوں نے اس کے ہاتھہ سے مٹھائیاں چھین لیں، اور ہنس ہنس کر ان کے لئے ایک دوسرے میں گتھہ گئیں۔ بیلیتسکی اور اولینین ایک طرف کو کھسک گئے۔

لوکاشکا اپنی دریادلی پر کچھہ شرمندہ شرمندہ سا، ٹوپی اتارکر آستین سے پیشانی کا پسینہ پونچھتے ہوئے اوستینکا اور مریانکا کی طرف آیا۔ ''جواب دے میری جان، کیا تجھے مجھہ سے نفرت ہے؟،، اس نے اس گیت کے الفاظ دوہرائے جو وہ تھوڑی دیر پہلے گا رہے تھے اور پھر مریانکا کی طرف مڑکر اس نے سختی سے یہ الفاظ دوہرائے۔ ''کیا تجھے مجھہ سے نفرت ہے؟،، ''اور جب ہماری شادی ہو جائے گی تو میرے ہاتھوں آنسو بہائے گی!،، اس نے اوستینکا اور مریانکا دونوں کو بیک وقت گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اوستینکا اسکی گرفت سے نکل آئی اور اس نے گھما کر لوکاشکا کی پیٹھہ پر ایسا ہاتھہ رسید کیا کہ اسکا اپنا ہاتھہ دکھنے لگا۔

''کہو ایک چکر اور ہوگا کیا؟،، لوکاشکا نے پوچھا۔

''اور لڑکیاں اگر چاہیں تو ناچ لیں،، اوستینکا نے کہا ''مگر میں تو اب گھر جا رہی ہوں اور مریانکا بھی ساتھہ چل رہی ہے۔،،

لوکاشکا مریانکا کو اپنے بازوؤں میں لئے لئے ایک مکان کے تاریک سے کونے میں لایا۔

''نہ جاؤ مریانکا،، اس نے کہا ''آؤ آخری بار ہم بھی ذرا لطف اٹھا لیں، جاؤ گھر چلی جاؤ، میں بھی وہیں آ جاؤنگا!،،

''گھر جاکے میں کیا کرونگی؟ خوشیاں منانے کے لئے ہوتے ہیں تہوار، میں تو اوستینکا کے ہاں جا رہی ہوں،، مریانکا نے جواب دیا۔

''بہر حال شادی تو میں کروں گا ہی تم سے، تم جانتی ہو!،،

''اچھا اچھا،، مریانکا نے کہا ''جب وقت آئیگا تو دیکھہ لیں گے۔،،

''تو تم جا رہی ہو؟'' لوکاشکا نے دانت پیس کر کہا، اور اسے بھینچ کر اسکے رخسار پر پیار کر لیا۔

''اے، ہٹ پرے! مجھے تنگ نہ کر!'' مریانکا تڑپ کر اسکے بازوؤں سے نکلی اور دور ہٹ گئی۔

''آہ، میری جان اسکا انجام خراب ہوگا۔'' لوکاشکا نے لعنت ملامت کے انداز میں کہا۔ اور سر ہلا ہلا کر کہتا رہا۔ ''تو میری خاطر آنسو بہائے گی۔ . .'' وہ اس کے پاس سے ہٹ کر دوسری لڑکیوں سے مخاطب ہو گیا ''آؤ، چلو! ایک گیت اور ہو جائے!''

اس نے جو کچھ کہا تھا اس سے مریانکا کچھ خوفزدہ اور پریشان سی ہو گئی، وہ پھر گئی۔ ''کسکا انجام خراب ہوگا؟''

''اسی کا۔''

''کسکا؟''

''اسی کا کہ تو ایک کرائےدار سپاہی سے پینگیں بڑھا رہی ہے اور اب میری ذرا پروا نہیں کرتی!''

''جب تک میرا دل چاہیگا جب تک پروا کرونگی۔ تم نہ میرے باپ ہو، نہ ماں۔ تم آخر مجھ سے چاہتے کیا ہو؟ مجھے جو اچھا لگیگا اسی کی پروا کروں گی!''

''اچھا، ٹھیک ہے!'' لوکاشکا نے کہا۔ ''مگر یاد رکھنا!'' وہ دوکان کی طرف چلا گیا۔ ''لڑکیو!'' وہ چلایا ''رک کیوں گئیں تم؟ ناچو، ناچو۔ نزاروکا، جا تھوڑا سا چیخیر اور لے آ!''

''کہو، آئیں گی وہ لوگ؟'' اولینین نے بیلیتسکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''یقیناً آئیں گی'' بیلیتسکی نے جواب دیا۔ ''آؤ، ہم ناچ کی تیاریاں کریں۔''

۳۹

اور جب اولینین، مریانکا اور اوستینکا کے پیچھے پیچھے بیلیتسکی کے گھر سے نکلا تو رات کی تاریکی پھیل چکی تھی — اس کے سامنے والی گلی میں لڑکی کا سفید رومال جھلملا رہا تھا — سنہرا چاند اسٹیپ کی طرف غروب ہو رہا تھا — گاؤں پر روپہلی روپہلی سی دھند چھائی ہوئی تھی — ہر طرف خاموشی تھی، کہیں کوئی روشنی نظر نہیں آ رہی تھی، البتہ نوجوان دوشیزاؤں کے پاؤں کی تھاپ سنائی دے رہی تھی — اولینین کا دل دھک دھک کر رہا تھا — نم رات کی ہوا نے اس کے جلتے ہوئے چہرے کو ٹھنڈا کردیا — اس نے آسمان پر ایک نظر ڈالی اور پلٹ کر اس گھر کو دیکھنے لگا جہاں سے وہ ابھی ابھی نکلا تھا — روشنی بجھ چکی تھی — اور اس نے پھر تاریکی میں لڑکیوں کے غائب ہوتے ہوئے سایوں کی طرف دیکھا — دھند میں سفید رومال نظروں سے اوجھل ہوگیا، وہ تنہائی کے خیال سے خوفزدہ ہو رہا تھا — اف وہ کتنا خوش تھا! وہ پرساتی سے کود کر لڑکیوں کے پیچھے بھاگنے لگا —

''چلو چلو، کوئی دیکھ نہ لے!،، اوستینکا نے کہا —

''کوئی پروا نہیں!،،

اولینین لپک کر مریانکا کے پاس پہنچا اور اسے اپنے بازوؤں میں لے لیا — مریانکا نے احتجاج نہیں کیا —

''پیار سے دل نہیں بھرا ابھی؟،، اوستینکا نے کہا — ''شادی کر لو، پھر دل بھر کے پیار کر لینا، ابھی ذرا دل کو باندھ کے رکھو —،،

''خدا حافظ مریانکا، کل میں تمہارے باپ سے ملوں گا اور ان سے بات کروں گا — تم کچھ نہ کہنا —،،

''میں کیوں کہوں گی!،، مریانکا نے جواب دیا —

دونوں لڑکیاں بھاگ کھڑی ہوئیں — اولینین ان تمام واقعات کے بارے میں سوچتا ہوا تنہا چلنے لگا — وہ پوری شام اس نے مریانکا کے

ساتھہ چولہے کے قریب ایک کونے میں بیٹھہ کر رازو نیاز کے عالم میں گزاری تھی— اوستینکا لمحہ بھر کو بھی جھونپڑی کے پاس سے نہیں ہٹی، وہ مستقل دوسری لڑکیوں اور پیلیشکی کے ساتھہ دھینگا مشتی کرتی رہی— اولینین سرگوشیوں میں مریانکا سے باتیں کرتا رہا—

''کیا تم مجھہ سے شادی کروگی؟،، اس نے پوچھا—

''تم مجھے نہیں اپناؤگے، مجھہ سے بےوفائی کروگے،، اس نے خوش دلی اور سکون کے ساتھہ جواب دیا—

''مگر کیا تمہیں مجھہ سے محبت نہیں ہے؟ خدا کے لئے جواب دو مریانکا!،،

''کیوں نہیں ہے تم سے محبت! تم کیا کوئی بھینگے ہو،، مریانکا نے ہنسکر جواب دیا اور اسکے قوی ہاتھوں نے اولینین کے ہاتھوں کو تھام لیا— ''کیسے نرم نرم اور سفید سفید ہاتھہ ہیں تمہارے، جیسے ملائی ہو،، اس نے کہا—

''میں پورے سچےدل سے تم سے بات کر رہا ہوں، بتاؤ کیا تم مجھہ سے شادی کروگی؟،،

''اگر ابا چاہیں گے تو کیوں نہیں کروں گی؟،،

''اچھا، تو یاد رکھو، اگر تم نے مجھے دھوکا دیا تو میں پاگل ہو جاؤں گا— کل میں تمہارے ماں باپ سے بات کروں گا— میں آکر ان کو پیغام دوں گا—،،

اچانک مریانکا کھلکھلا کر ہنس پڑی—

''کیا بات ہے؟،،

''عجیب سا لگتا ہے!،،

''یہ بالکل سچ ہے! میں انگور کا باغ اور ایک مکان خرید لونگا، اور کزاک کی حیثیت سے رجسٹر ہو جاؤں گا. . .،،

''یاد رکھو، پھر اور عورتوں کے پیچھے مارے مارے نہ پھرنا— میں بہت سخت ہوں اس بارے میں—،،

اولینین نے خوشی خوشی دل ہی دل میں یہ تمام باتیں دوہرائیں ان کی یاد کبھی اسے اداس کر دیتی اور کبھی اسقدر خوش کہ اس کا دم گھٹنے لگتا — دیکھ تو اسکا تھا کہ وہ اس سے بات کرتے ہوئے ہمیشہ کی طرح بالکل پرسکون نظر آ رہی تھی، ان نئے حالات کی وجہ سے اس کے دل میں جذبات کا کوئی تلاطم نظر نہیں آتا تھا — ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اولینین پر بھروسہ نہیں ہے جیسے وہ مستقبل کے بارے میں سوچ ہی نہیں رہی — اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے مریانکا صرف اس لمحے اس کے عشق میں گرفتار ہے اور اسکے ذہن میں مستقبل اور اولینین ہم آہنگ نہیں ہیں، اور خوشی اسکی تھی کہ اسے مریانکا کے الفاظ سے صداقت کی بو آ رہی تھی — اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اولینین کی ہو جائے گی —

''ہاں،، اس نے سوچا ''جب وہ بالکل میری ہو جائے گی تو ہم پوری طرح ایک دوسرے کو سمجھ سکیں گے — ایسی محبت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا — اسے زندگی کی ضرورت ہے — ایک بھرپور زندگی کی — کل سب کچھ طے ہو جائے گا — اب میں لمحہ بھر بھی اس عالم میں نہیں رہ سکتا — کل میں اسکے باپ کو، بیلیتسکی کو اور کاؤں کے ہر ہر فرد کو سب کچھ بتا دونگا . . .،،

لوکاشکا نے دو راتیں آنکھوں میں کاٹنے کے بعد، اس رات جشن میں اس قدر پی لی کہ زندگی میں پہلی دفعہ اس کے پاؤں نے جواب دے دیا — اور وہ یامکا ہی کے گھر سو گیا —

٤٠

اگلے دن اولینین معمول سے بھی پہلے اٹھا اور فوراً اسے یاد آگیا کہ اسے کیا کرنا ہے — مریانکا کے بوسوں، اس کے کھردرے ہاتھوں کا لمس اور اس کی باتیں یاد کر کے اولینین کے دل کی کلی کھل گئی ''کس قدر سفید ہاتھ ہیں تمہارے!،،

وہ فوراً اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا، وہ اسی لمحے اپنے میزبان کے ہاں جا کر مریانکا سے شادی کرنے کی اجازت لینا چاہتا تھا۔ ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا مگر گلی میں غیر معمولی گہما گہمی تھی: لوگ گھوڑوں پر اور پیدل باتیں کرتے ہوئے ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے۔ اس نے اپنا چرکیشیائی کوٹ کندھوں پر ڈالا، اور تیزی سے برساتی میں نکل گیا۔ اس کے میزبان ابھی تک سو رہے تھے۔ پانچ کزاک زور زور سے باتیں کرتے ہوئے قریب سے گزرے۔ آگے آگے اپنے چوڑی کمر والے کباردیائی گھوڑے پر لوکاشکا جا رہا تھا۔ سارے کے سارے کزاک بیک وقت بول اور چیخ رہے تھے، اس لئے ان کی بات سمجھ میں آنا ناممکن تھی۔

''اگلی چوکی کی طرف بڑھو!'' ایک نے چلا کر کہا۔

''زینیں کس کر اور لپک کر ہم تک پہنچ جاؤ۔ جلدی کرو جلدی،، دوسرے نے کہا۔

''دوسرے پھاٹک سے قریب پڑیگا!،،

''کیا کہہ رہے ہو تم لوگ!،، لوکاشکا چلایا ''ظاہر ہے ہمیں بیچ والے پھاٹک سے جانا چاہئے۔۔۔،،

''ہاں ادھر سے قریب رہیگا،، پسینے میں شرابور گھوڑے پر سوار اور گرد سے اٹے ہوئے ایک کزاک نے کہا۔

کل رات کی شراب نوشی کے بعد لوکاشکا کا منہ سرخ اور سوجا ہوا تھا اور ٹوپی پیچھے کو کھسک گئی تھی۔ وہ نہایت حاکمانہ انداز میں بول رہا تھا، جیسے کوئی افسر ہو۔

''کیا بات ہے بھائی؟ تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟،، اولینین نے بمشکل کزاکوں کو متوجہ کیا۔

''ابرکوں کو پکڑنے جا رہے ہیں، وہ ریت کے ٹیلوں میں چھپے ہوئے ہیں، بس کوچ کر ہی رہے ہیں، مگر ابھی تک ہمارے پاس کافی لوگ نہیں ہیں۔،، اور کزاکوں نے پھر چلانا شروع کر دیا۔

جیسے جیسے وہ گلی سے گزرتے گئے ویسے ویسے زیادہ سے زیادہ کزاک ان کے ساتھہ شامل ہوتے گئے — اولینین کو خیال ہوا کہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ نہ جائے، اور پھر اس نے سوچا کہ جلدی ہی وہ واپس آ جائے گا — اس نے لباس تبدیل کیا، بندوق بھری اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر، جس پر وانیوشا نے جیسے تیسے اچھی خاصی طرح زین کس دی تھی، گاؤں کے دروازے پر کزاکوں کو جا لیا — کزاک گھوڑوں سے اتر گئے تھے — انہوں نے لکڑی کے پیالے میں چیخیر بھری بہ‌پیالہ وہ اپنے ساتھہ لائے تھے، وہ ایک دوسرے کو پیالہ بڑھاتے جا رہے تھے اور اپنی مہم کی کامیابی کے نام پر شراب پیتے جا رہے تھے — ایک نہایت خودنما قسم کا نوجوان جمعدار بھی ان کے ساتھہ تھا — وہ اسوقت اتفاق سے گاؤں میں تھا اور اب نو کزاکوں کے ایک جتھے کی رہنمائی کر رہا تھا — وہ سب کے سب سپاہی تھے اور اسکے باوجود کہ جمعدار نہایت حاکمانہ انداز بنائے ہوئے تھا، وہ صرف لوکاشکا کا حکم مان رہے تھے —

انہوں نے اولینین کی طرف بالکل توجہ نہیں دی، اور جب وہ سب گھوڑوں پر سوار ہوکر بڑھنے لگے، اور اولینین نے جمعدار کے قریب جا کر پوچھا کہ یہ سب کیا ہے تو جمعدار نے جو عام طور پر اولینین سے خاصہ دوستانہ برتاؤ کرتا تھا اس وقت اولینین کے ساتھہ بہت ہی حقارت کا برتاؤ کیا — بڑی مشکل سے اولینین کو پتہ چل سکا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے — ابرکوں کی تلاش میں جو اسکاؤٹ بھیجے گئے تھے انہیں گاؤں سے تقریباً آٹھہ ورسٹ کے فاصلے پر چند پہاڑی نظر پڑے — یہ ابرک ایک خندق میں چھپے ہوئے تھے اور انہوں نے اسکاؤٹوں پر گولیاں برسانی شروع کر دیں — انہوں نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ ہار ماننے کو تیار نہیں ہیں — کارپورل نے، جو دو کزاکوں کے ساتھہ پہرہ دے رہا تھا ایک کزاک کو کمک لانے کے لئے بھیج دیا اور خود دوسرے کزاک کے ساتھہ ابرکوں کی گھات میں بیٹھہ گیا —

سورج کی پہلی کرنیں پھوٹ رہی تھیں — گاؤں سے تین ورسٹ کے فاصلے پر ہر طرف اسٹیپ پھیلا ہوا تھا — افق کے پس منظر میں مویشیوں کے کھروں کے نشانوں سے ڈھکے ہوئے خشک اور بے رنگ میدان، سوکھی ہوئی گھاس کے اکا دکا ٹھنٹھوں، نیچی نیچی جھاڑیوں، نوکائی قبیلوں کے خیموں اور کہیں کہیں ایسی پگڈنڈیوں کے دھندلے دھندلے خاکے نظر آ رہے تھے جن پر انسانی گزر بہت کم کبھی ہوا ہوگا — اس جگہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ یہاں سائے کا نام و نشان نہ تھا اور پورے منظر میں بڑی تندی اور کرختگی تھی — اسٹیپ میں سورج طلوع و غروب ہونے کے وقت بالکل سرخ ہوتا — جب ہوا تیز ہوتی تو ریت کے ٹیلے ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑنے لگتے — اور جب اس صبح کی طرح فضا پرسکون ہوتی، تو ایسے میں اگر کوئی آواز یا حرکت اس سکون کو توڑتی تو یہ خاموشی اور سکون اور بھی نمایاں ہو جاتا — اس صبح اسٹیپ بہت خاموش اور بے رنگ تھا، اور اگرچہ سورج ابھر چکا تھا لیکن ہوا میں سونے سونے پن اور نرمی کا ایک عجیب انوکھا سا احساس ہو رہا تھا — کسی چیز کو جنبش نہیں تھی، صرف گھوڑوں کے ہنہنانے اور ان کے قدموں کی ٹاپ کی آواز ابھر رہی تھی، لیکن وہ بھی ابھرتی اور بہت جلد دب جاتی —

کزاک بہت خاموشی سے آگے بڑھ رہے تھے — کزاک ہمیشہ اپنے ہتیار ہاتھ میں لے کر چلتا ہے تاکہ ان میں کوئی جھنکار نہ ہو — ایک کزاک کے لئے ہتیاروں کی جھنکار بہت شرمناک بات ہے — گاؤں سے دو کزاک اور آ کر گروہ میں شامل ہو گئے انہوں نے دو ایک سوال کئے — شاید لوکاشکا کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی یا اس کا پاؤں کسی گھاس پھونس میں پھنس گیا — اور وہ بے قابو ہو گیا — کزاکوں کے ہاں یہ بہت برا شگون

سمجھا جاتا ہے اور خاص کر ایسے موقعوں پر اسکی بہت اہمیت ہوتی ہے — سب نے مڑ مڑ کر دیکھا اور پھر اس واقعے کو نظر انداز کرنے کی کوشش میں دوسری طرف دیکھنے لگے — لوکاشکا نے لگام کھینچ لی، اور تیوری چڑھا کر اور دانت پیس کر اپنا ہنٹر ہوا میں لہرایا — اسکے بے مثل کباردبائی گھوڑے نے جو کبھی ایک قدم اٹھا رہا تھا کبھی دوسرا، اور جسکی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیسے اپنے اوپر قابو پائے، کچھ ایسی نظروں سے اسے دیکھا جیسے ابھی ہر لگا کر اڑ جائے گا — لوکاشکا نے اس کے چمک دار پہلو پر ایک چابک رسید کیا، پھر دوسرا، اور پھر تیسرا، گھوڑے کے دانت نکل پڑے، اس نے ہوا میں دم لہرائی ہنہنایا اور اپنی پچھلی ٹانگوں پر اوروں سے چند قدم آگے بڑھ گیا —

''آہ، کیا عمدہ اسپ ہے!،، جمعدار نے کہا — اس نے گھوڑے کے بجائے اسپ کہا تاکہ انتہائی تعریف کر سکے —

''گھوڑا کیا ہے شیر ہے شیر،، ایک بوڑھے کزاک نے ہاں میں ہاں ملائی —

کزاک خاموشی سے آگے بڑھنے لگے — کبھی بالکل آہستہ آہستہ اور کبھی دلکی چال سے ،اور صرف یہی چیز تھی جو لمحہ بھر کےلئے ان کی پروقار حرکت کی عظمت کو توڑ ڈالتی تھی —

اسٹیپ میں تقریباً آٹھ ورسٹ چلنے کے بعد بھی انہیں سوائے ایک نوگائی خیمے کے کچھ نہ ملا، جو ایک گاڑی پر لدا ہوا تھا اور ان سے تقریباً ورسٹ بھر کے فاصلے پر آگے بڑھ رہا تھا — ایک نوگائی خاندان اسٹیپ کے ایک ٹکڑ سے دوسرے ٹکڑ کی طرف جا رہا تھا — اس کے بعد انہیں دو پھٹے حال نوگائی عورتیں ملیں جن کے رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، اور جو کمر پر ٹوکریاں لادے ہوئے اپلے بنانے کے لئے ان جانوروں کا بکھرا ہوا گوبر جمع کر رہی تھیں جو صحرا نوردی کرنے کے بعد یہاں

سے جا چکے تھے — جمعدار نے، جو اچھی طرح ان کی زبان نہیں جانتا تھا، ان سے کچھ پوچھا مگر وہ اس کی بات نہیں سمجھیں اور ڈر کر گھبراہٹ میں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں —

لوکاشکا گھوڑا بڑھا کر ان کے پاس پہنچا، اور رک کر ان کے مخصوص انداز میں انہیں سلام کیا تب جا کر کہیں لوکاشی عورتوں کے دم میں دم آیا، اور وہ بڑے اطمینان سے اس سے باتیں کرنے لگیں، جیسے اپنے کسی بھائی بند سے کر رہی ہوں —

''آئی، آئی کوپ ابرک!،، انہوں نے سادگی سے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، جس طرف کزاک جا رہے تھے — اولینین سمجھ گیا کہ وہ کہہ رہی ہیں ''بہت سے ابرک!،،

اولینین نے پہلے کبھی اس قسم کی جنگ نہیں دیکھی تھی، اس کے ذہن میں تو بروشکا چچا کی سنائی ہوئی داستانوں کی وجہ سے ایک خاص تصور تھا، اس لئے وہ چاہتا تھا کہ کزاک اسے پیچھے نہ چھوڑ جائیں، اور وہ سب کچھ خود دیکھ سکے — وہ بڑی تعریفی نظروں سے کزاکوں کی طرف دیکھ رہا تھا، بڑی تندہی سے ہر ہر چیز کو دیکھ اور سن رہا تھا تاکہ اپنی ذاتی رائے قایم کر سکے — حالانکہ وہ اپنے ساتھ تلوار بھی لایا تھا اور بھری ہوئی بندوق بھی، لیکن جب اس نے دیکھا کہ کزاک اس سے کترا رہے ہیں تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ جنگ میں عملی حصہ نہیں لے گا، ویسے بھی اسکے خیال میں دستے میں رہنے کے زمانے میں اس کی بہادری کا کافی ثبوت مل چکا تھا اور پھر آج تو وہ بہت خوش تھا —

اچانک دور فاصلے پر گولی چلنے کی آواز آئی —

جمعدار گھبرا گیا اور کزاکوں کو حکم دینے لگا کہ وہ کس طرح تقسیم ہو جائیں، اور کون کس طرف سے حملہ کرے وغیرہ وغیرہ — مگر کزاکوں نے ان احکامات کی زیادہ پرواہ نہیں کی، وہ

تو صرف لوکاشکا کی طرف متوجہ تھے اور صرف اسکے احکامات سن رہے تھے — لوکاشکا کے چہرے اور اس کی پوری شخصیت میں بہت وقار اور ٹھہراؤ تھا — اس نے اپنے گھوڑے کو ایسی ایڑ لگائی کہ اور کوئی اسکی گرد کو بھی نہ پہنچ سکا — وہ آنکھیں گول کئے ہوئے برابر سامنے کی طرف دیکھ رہا تھا —

''ایک گھوڑسوار ہے ادھر،، اس نے لگام کھینچ کر دوسروں کے برابر آتے ہوئے کہا —

اولینین نے غور سے ادھر دیکھا، مگر اسے کچھ نظر نہ آیا — جلد ہی کزاکوں کو دو گھوڑ سوار نظر آئے، اور وہ خاموشی سے سیدھے ان کی طرف بڑھنے لگے —

''کیا یہی ہیں ابرک؟،، اولینین نے پوچھا —

کزاکوں نے اس سوال کا جواب نہیں دیا — انہیں یہ سوال عجیب بے معنی سا معلوم ہوا — ابرک ایسے بےوقوف نہیں تھے کہ وہ دریا پار کر کے یوں گھوڑوں پر سوار گھومتے پھرتے —

''معلوم ہوتا ہے، یہ ہمارا دوست روڈکا ہاتھ ہلا رہا ہے،، لوکاشکا نے دونوں گھوڑسواروں کی طرف اشارہ کیا، اب تو وہ صاف نظر آ رہے تھے — ''دیکھو، ادھر ہی آ رہا ہے —،،

چند لمحے بعد یہ بات صاف ہو گئی کہ وہ دونوں گھوڑسوار کزاک اسکاؤٹ تھے — کاربورل گھوڑا بڑھا کر لوکاشکا کے پاس آیا —

٤١

''کیا بہت دور ہیں؟،، لوکاشکا نے صرف اتنا پوچھا —

ٹھیک اسی وقت تیس بتیس قدم کے فاصلے سے گولی کے سنسنانے کی تیز آواز گونج اٹھی — کاربورل دھیرے سے مسکرایا —

''ہمارا گرکا، ان کو نشانہ بنا رہا ہے،، اس نے گولی کی سمت اشارہ کیا —

چند قدم آگے بڑھے تو انہیں ایک ٹیلے کے پیچھے گرکا نظر آیا، وہ اپنی بندوق میں کارتوس بھر رہا تھا — وقت گزاری کی خاطر وہ کبھی کبھی ان ابرکوں پر گولی چلا لیتا جو ریت کے دوسرے ٹیلے کے پیچھے بیٹھے تھے — ایک گولی سنسناتی ہوئی اس سمت سے آئی — جمعدار کا رنگ فق ہو گیا، اور وہ گھبرا اٹھا — لوکاشکا گھوڑے سے اتر پڑا، اور کسی کزاک کے ہاتھ میں لگام پکڑا کر گرکا کے پاس گیا — اولینین بھی گھوڑے سے اتر گیا اور جھکا جھکا لوکاشکا کے پیچھے گیا — وہ گرکا کے پاس پہنچے ہی تھے کہ دو گولیاں سنسناتی ہوئی ان کے سروں پر سے گزر گئیں — لوکاشکا نے ہنس کر اولینین کی طرف دیکھا اور ذرا جھکتے ہوئے بولا ''ذرا دیکھ کے دمتری اندریئےوچ کہیں وہ تمہیں نوالہ نہ بنا لیں — تم تو چلے ہی جاؤ تو اچھا ہے — تمہارا یہاں کیا کام —''

مگر اولینین تو ابرکوں کو دیکھنے پر تلا ہوا تھا — ٹیلے کے پیچھے سے کوئی دو سو قدم کے فاصلے پر اسے ٹوپیاں اور بندوقیں نظر آئیں — اچانک دھوئیں کا ایک بادل سا ابھرا اور پھر ایک گولی سنسناتی ہوئی گزر گئی — ابرک، ایک پہاڑی کے دامن میں پھیلی ہوئی دل دل میں چھپے ہوئے تھے — اولینین کی تمام تر توجہ اس نقطے پر مرکوز ہو گئی جہاں ان لوگوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا — سچ تو یہ ہے کہ وہ جگہ بھی اسٹیپ کے دوسرے حصوں جیسی ہی تھی، مگر چونکہ وہاں ابرک تھے، اس لئے وہ باقی حصوں سے کچھ الگ تھلگ اور مختلف معلوم ہو رہی تھی — اس کا اپنا ایک خاص کردار بن گیا تھا — اور اولینین کو ایسا محسوس ہوا کہ ٹھیک یہی جگہ ابرکوں کے لئے مناسب تھی — لوکاشکا پھر اپنے گھوڑے کی طرف چلا گیا، اولینین بھی اس کے ساتھ گیا —

''ہمارے پاس چارے کی گاڑی ہونی چاہئے،، لوکاشکا نے کہا

"ورنہ وہ ہم سب کو مار ڈالیں گے — ادھر اس ٹیلے کے پیچھے چارے سے بھری ہوئی ایک نوگائی گاڑی ہے —"

جمعدار نے اس کی بات پر توجہ دی اور کاربورل نے اس سے اتفاق کیا — چارے کی گاڑی لائی گئی، اور کزاکوں نے اس کی آڑ میں ہو کر گاڑی کو آگے بڑھانا شروع کیا — اولینین ایک پہاڑی پر چڑھ گیا، وہاں سے اسے سب کچھ نظر آ سکتا تھا — چارے کی گاڑی آگے بڑھ رہی تھی، اور کزاک ایک دوسرے سے سٹے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے تھے — کزاک بڑھ رہے تھے، مگر چیچیائی — جو کل ملا کر نو آدمی تھے — اپنے گھٹنے جوڑے ہوئے ایک قطار میں بیٹھے رہے، انہوں نے گولی نہیں چلائی —

ہر طرف خاموشی طاری تھی، اچانک چیچیائیوں کی سمت سے ایک اداس نغمہ گونج اٹھا، کچھ بروشکا چچا کے "آئی،دائی، دالا لائی،، قسم کا نغمہ — چیچیائی جانتے تھے کہ وہ بچ کر بھاگ نہیں سکتے، بھاگ نکلنے کی خواہش کو دبانے کی خاطر وہ گھٹنے جوڑ کر ایک قطار میں بیٹھ گئے، ان کی بندوقیں تیار تھیں اور وہ موت کا گیت گا رہے تھے —

کزاک اپنی چارے کی گاڑی کی آڑ میں قریب، اور قریب آ رہے تھے، اور اولینین ہر لمحے گولیاں چلنے کا منتظر تھا، مگر فضا میں صرف ابرکوں کا اداس نغمہ گونج رہا تھا — اچانک نغمہ خاموش ہو گیا، دھائیں کی تیز آواز آئی اور گولی گاڑی کے اگلے حصے سے ٹکرا گئی — اور چیچیائیوں کی چیخوں اور کوسنوں نے خاموشی کے پردے کو چیر دیا، گولیوں پر گولیاں چلنے لگیں، ایک کے بعد دوسری گولی، گاڑی کے اگلے حصے سے ٹکرانی چلی گئی — کزاکوں نے گولی نہیں چلائی، اور اب وہ صرف پانچ قدم کے فاصلے پر تھے —

ایک لمحہ اور گزر گیا، اور کزاک ایک نعرہ مار کر تیزی

سے گاڑی کے دائیں، بائیں نکل پڑے — لوکاشکا آگے آگے تھا — اولینین کو صرف چند دھماکوں کی آواز آئی اور پھر چیخ پکار اور آہیں گونجنے لگیں — اسے خیال ہوا کہ اسے دھواں، اور خون نظر آیا — وہ اپنے گھوڑے کو چھوڑ چھاڑ، یہ سوچے سمجھے بغیر کہ وہ کیا کر رہا ہے، کزاکوں کی طرف بھاگا — خوف نے اسے اندھا سا کر دیا تھا — اسے کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی، مگر وہ سمجھ گیا کہ سب کچھ ختم ہو چکا — لوکاشکا، لٹھے کی طرح سفید پڑا تھا — وہ ایک زخمی چیچانی کا بازو پکڑے ہوئے چیخ رہا تھا ''اسے نہ مارو، میں اسے زندہ لے جاؤں گا!،، یہ چیچانی وہی لال بالوں والا مرد تھا جو اپنے اس بھائی کی لاش لے گیا تھا — جسکی زندگی کا تار لوکاشکا نے توڑا تھا — لوکاشکا اس کے ہاتھ باندھ رہا تھا — اچانک چیچانی نے اس کی گرفت سے چھٹ کر اپنی پستول چلا دی — لوکاشکا گر پڑا، اس کے پیٹ سے خون بہنے لگا — وہ اٹھا اور پھر لڑکھڑا گیا — وہ روسی اور تاتاری میں گالیاں کوسنے دے رہا تھا — اس کے کپڑوں پر، اور اسکے نیچے زمین پر خون کا رنگ پھیلتا چلا گیا — کئی کزاک اس کی طرف دوڑے اور اس کی پیٹی ڈھیلی کرنے لگے — ان میں نزارکا بھی تھا، مدد کرنے سے پہلے اس نے کئی دفعہ اپنی تلوار کو میان میں رکھنے کی کوشش کی اور ہر بار گھبراہٹ اور پریشانی کی وجہ سے نہ رکھ سکا — وہ ٹھیک طرح جاتی ہی نہ تھی — تلوار کی دھار خون میں ڈوبی ہوئی تھی —

لال بالوں اور ترشی ہوئی مونچھوں والے چیچانیوں کو مار کر قیمہ قیمہ کر دیا گیا تھا، صرف وہ چیچانی، جس نے لوکاشکا پر گولی چلائی تھی، جگہ جگہ سے زخمی ہونے کے باوجود ابھی تک زندہ تھا — وہ ہاتھ میں خنجر لئے ابھی تک اپنی حفاظت کرنے کو تیار تھا — وہ ادھر سے ادھر گھسٹ رہا تھا، اس کا چہرہ زرد اور

اداس نظر آ رہا تھا — وہ خون میں ڈوبے ہوئے زخمی باز کی طرح (اسکی دائیں آنکھ کے نیچے ایک زخم سے خون بہہ رہا تھا) دانت بھینچ کر وحشی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھہ رہا تھا — جمعدار کچھہ اس طرح اس کے قریب گیا، جیسے یونہی قریب سے گزر رہا ہو، اور اچانک بڑی پھرتی سے اس کے کان کے قریب گولی چلا دی — چیچیائی چونک پڑا، مگر چڑیا ہاتھہ سے نکل چکی تھی، وہ زمین پر گر گیا —

کزاکوں کا سانس پھولا ہوا تھا، وہ لاشیں الٹا الٹا کر ہتیار جمع کر رہے تھے — سرخ بالوں والے ان چیچیائیوں میں سے ہر شخص انسان تھا، ان کا سب کا اپنا ایک خاص کردار تھا — لوگ لوکاشکا کو الٹھا کر گاڑی تک لائے، وہ ابھی تک روسی اور تاتاری زبان میں گالیاں بک رہا تھا —

''نہیں، نہیں تم نہ چھوؤ، میں اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا دباؤنگا، آنا سینی !،، وہ ہاتھہ پاؤں مار کر چلایا، مگر تھوڑی ہی دیر میں اتنا کمزور پڑگیا کہ اس کے لئے چیخنا بھی نا ممکن ہوگیا —

اولینین گھر آگیا — شام کے قریب اسے اطلاع ملی کہ لوکاشکا آخری سانس لے رہا ہے، مگر دریا پار کے ایک تاتاری نے کہا ہے کہ وہ جڑی بوٹیوں کی مدد سے اسے ٹھیک کر دے گا —

لاشیں گاؤں کے دفتر میں لائی گئیں — عورتیں اور چھوٹے چھوٹے لڑکے انہیں دیکھنے کو جمع ہو گئے —

اولینین واپس آیا تو اندھیرا پھیل رہا تھا، یہ سب دیکھنے کے بعد اس کے حواس قابو میں نہ آسکے — مگر رات ہوتے ہوتے کل شام کی یادوں کا طوفان سا امنڈ پڑا — اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا — مریانکا گھر سے اصطبل اور اصطبل سے گھر کی طرف آ جا رہی تھی — وہ سب چیزیں ٹھیک ٹھاک کر رہی تھی — اس کی ماں انگور کے باغ میں تھی اور باپ اپنے دفتر میں — اولینین کو اسکا

یارا نہ رہا کہ وہ مریانکا کے کام ختم کرنے کا انتظار کر سکے اور وہ اس سے ملنے کو نکل پڑا — وہ جھونپڑی میں اسکی طرف پشت کئے کھڑی تھی — اولینین نے سوچا کہ وہ شرما رہی ہوگی —

''مریانکا!،، اس نے کہا — ''مریانکا، میں اندر آ سکتا ہوں؟،،

اچانک وہ مڑی — اسکی آنکھوں میں آنسوؤں کی ہلکی سی جھلک تھی، اور اس کا چہرہ اداسی میں اور بھی خوبصورت معلوم ہو رہا تھا — اس نے خاموشی اور وقار کے ساتھہ اولینین کی طرف دیکھا —

اولینین نے پھر کہا ''مریانکا، میں اس لئے آیا ہوں. . .،،

''مجھے تنہا چھوڑ دو!،، اس نے کہا — اسکے چہرے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی مگر رخساروں پر آنسو ڈھلک آئے —

''تم کیوں رو رہی ہو؟ کیا بات ہے؟،،

''کیا بات ہے؟،، اس نے سختی سے دوہرایا — ''ہمارے کزاک مارے گئے، اور کیا بات ہے —،،

''لوکاشکا؟،، اولینین نے کہا —

''دور ہو جاؤ! تم چاہتے کیا ہو؟،،

''مریانکا!،، اولینین نے اسکی طرف بڑھتے ہوئے کہا —

''تم کبھی مجھے نہیں پا سکتے!،،

''مریانکا، ایسی باتیں نہ کرو مریانکا!،، اولینین نے منت کی —

''نکل جاؤ، میں تم سے تنگ آ چکی ہوں!،، لڑکی پاؤں پٹخ کر چلائی اور دھمکانے کے انداز میں اسکی طرف بڑھی — اس کے چہرے سے ایسی حقارت، ایسی نفرت اور ایسا غصہ ٹپک رہا تھا کہ اچانک اولینین سمجھہ گیا کہ آشاؤں کی کلی مرجھا گئی ہے، اس نے دیکھہ لیا، اسکا یہ خیال غلط نہ تھا کہ اس عورت تک پہنچنا نا ممکن ہے —

اولینین نے اور کچھہ نہیں کہا — وہ تیزی سے جھونپڑی سے نکل گیا —

٤٢

گھر واپس آکر تقریباً دو گھنٹے وہ اپنے پلنگ پر بےسدھ پڑا رہا — پھر وہ اپنے دستے کے کمانڈر کے پاس گیا، اور اس سے اسٹاف کے ساتھ جانے کی رخصت حاصل کر لی — اس نے مالک مکان کا حساب چکانے کے لئے وانیوشا کو بھیجا اور کسی سے رخصت ہوئے بغیر اس قلعے کیلئے روانہ ہو گیا جہاں ان دنوں اس کی رجمنٹ کا پڑاؤ تھا — یروشکا چچا اکلوتا آدمی تھا جو اسے رخصت کرنے آیا — انہوں نے ایک جام پیا، پھر دوسرا اور پھر تیسرا — ماسکو سے اس کی رخصتی والے دن کی طرح آج بھی دروازے پر تین گھوڑوں کی گاڑی کھڑی تھی — مگر آج اولینین نے اپنے دل سے باتیں نہیں کیں، آج اس نے اپنے آپ سے یہ نہیں کہا کہ اس نے یہاں جو جو کیا، اور جو جو سوچا وہ ''وہ نہیں،، تھا — اس نے خود سے ایک نئی زندگی کا وعدہ نہیں کیا — آج وہ مریانکا کے عشق میں پہلے سے بھی زیادہ گرفتار تھا، اور جانتا تھا کہ وہ کبھی مریانکا کا دل نہیں جیت سکتا —

''اچھا، خدا حافظ میرے دوست!،، یروشکا چچا نے کہا — ''جب کبھی مہم پر جاؤ تو بہت چوکنے رہنا اور میرے الفاظ یاد رکھنا، ایک بوڑھے کی باتیں — حملے کے وقت (تم جانتے ہو، میری تو عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں) جب دشمن گولیاں چلائے تو مجمع میں گھسنے کی کوشش نہ کرو، جہاں بہت سے آدمی جمع ہوں — تم لوگ جہاں بدحواس ہوئے فوراً بہت سے لوگوں میں ٹھسنے لگے — تم سمجھتے ہو جتنے زیادہ ہوں اتنا ہی اچھا، مگر یہی صورت سب سے بدتر ہے! دشمن ہمیشہ مجمع پر حملہ کرتا ہے — اب مجھے دیکھو، میں ہمیشہ دوسروں سے الگ رہنے کی کوشش کرتا تھا، ہمیشہ سب سے الگ چلتا، اور کبھی ایک

زخم بھی نہیں کھایا— پھر بھی اپنے زمانے میں کیا کچھہ نہیں دیکھا؟،،

''مگر تمہاری پیٹھہ میں تو گولی لگی ہے،، وانیوشا نے کمرہ صاف کرتے کرتے کہا—

''یہ تو کزاکوں کی حماقت ہے،، بروشکا نے جواب دیا—

''کزاکوں کی؟ یہ کیوں کر؟،، اولینین نے پوچھا—

''بس ہو گیا— شراب کا دور چل رہا تھا— ایک کزاک وانکا سیتکین کو چڑھہ گئی— اس نے ٹھیک اس جگہ پستول کا نشانہ داغ دیا—،،

''ہوں، تو اس میں تکلیف ہوئی؟،، اولینین نے پوچھا— ''وانیوشا تمہاری تیاری میں کچھہ دیر ہے؟،، اس نے کہا—

''جلدی کیا ہے! آؤ میں تمہیں اس کا پورا قصہ سناؤں... جب اس نے مجھہ پر حملہ کیا تو ہڈی نہیں ٹوٹی، گولی پھنس کے رہ گئی، اور میں نے کہا— 'تم نے تو مجھے مار ہی ڈالا بھائی، یہ تم نے کیا کیا، ہیں؟ مگر میں تمہیں اس آسانی سے چھوڑنےوالا ہوں نہیں! تمہیں پوری ایک بالٹی پلانی پڑے گی!'،،

''ہاں، ہاں، مگر یہ بتاؤ کیا اس میں تکلیف ہوئی؟،، اولینین نے پھر پوچھا— اسکا دھیان اس قصے کی طرف نہیں تھا—

''مجھے پوری بات تو کہنے دو— اس نے ایک بالٹی پیش کی، اور ہم پیتے رہے اور خون بہتا رہا— تمام کمرہ خون سے لت‌پت ہو گیا— اور پھر دادا برلاک نے کہا 'لڑکے کو اسکا بدلہ دینا پڑیگا— اسے میٹھے شراب کی بالٹی پیش کرو، ورنہ ہم تمہیں عدالت میں لے جائینگے!، چنانچہ اور شراب حاضر کی گئی اور ہم مست ہوتے چلے گئے...،،

''ہاں، مگر کیا تمہیں بہت تکلیف ہو رہی تھی؟،، اولینین نے پھر پوچھا—

''تکلیف کی بھی خوب رہی، بیچ میں نہ ٹوکو— مجھے اس سے بہت کوفت ہوتی ہے— مجھے بات ختم کر لینے دو— ہم صبح تک اونگھتے رہے، اور میں شراب کے نشے میں چور چور چولہے پر پڑ کر سو گیا اور صبح اٹھا تو کسی طرح کمر سیدھی ہی نہ ہو،،

''کیا بہت درد تھا؟،، اولینین نے سوچا کم سے کم اب تو اسکے سوال کا جواب مل ہی جائے گا—

''میں نے تم سے کہا کہ درد تھا؟ میں نے تو کبھی نہیں کہا— البتہ میں نہ جھک سکتا تھا، نہ چل سکتا تھا—،،

''اور پھر زخم بھر گیا؟،، اولینین نے کہا— وہ اتنا افسردہ تھا کہ ہنس بھی نہ سکا—

''زخم بھر گیا، مگر گولی ابھی تک وہیں ہے— دیکھو، چھو کر دیکھو!،، اور اس نے قمیص اٹھا کر اپنی قوی پشت دکھائی جہاں ہڈی کے قریب گولی محسوس ہوتی تھی—

''دیکھو کیسے گھومتی ہے،، اس نے کہا، اور گولی کو چھو چھو کر اس طرح خوش ہونے لگا جیسے وہ کوئی کھلونا ہو—

''چھوڑو، دیکھو اب پیچھے چلی گئی—،،

''ہاں لوکاشکا کا کیا ہوا بچ تو جائے گا؟،، اولینین نے پوچھا—

''خدا جانے! یہاں تو کوئی ڈاکٹر ہے نہیں، لوگ گئے ہیں ڈاکٹر کو لانے—،،

''کہاں سے لائیں گے؟ گروزنایا سے ؟،، اولینین نے پوچھا—

''نہیں میرے دوست، میں اگر زار ہوتا تو تمہارے سب روسی ڈاکٹروں کو کب کا پھانسی پر لٹکا چکا ہوتا— چیر پھاڑ کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں— ہمارے کزاک بکلاشیف ہی کو لے لو، انہوں نے اچھے بھلے آدمی کی ٹانگ کاٹ کر اسے کسی کام کا نہ رکھا! اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ سب گدھے ہیں! بھلا

اب بکلاشیف کس کام کا؟ تمہیں میرے دوست پہاڑوں میں اچھے سے اچھے ڈاکٹر موجود ہیں، میرے دوست گیرچیک ہی کو دیکھ لو، ایک مہم کے دوران میں اسکے ٹھیک سینے پر زخم آیا — تمہارے ڈاکٹر تو امید چھوڑ بیٹھے، مگر پہاڑ سے ایک پہاڑی ڈاکٹر آیا اور اسے ٹھیک ٹھاک کر دیا! وہ جڑی بوٹیوں کی رگ رگ کو سمجھتے ہیں، میرے دوست!،،

''اچھا چھوڑو یہ بکواس،، اولینن نے کہا — ''میں ہیڈ کوارٹر سے ڈاکٹر بھیج دوں گا —،،

''بکواس!،، بڑے میاں نے طنز کیا — ''ارے احمق، گدھے! بکواس! تم بھیجو گے ڈاکٹر!.. اگر تمہارے والے آدمیوں کا علاج کر سکتے تو کزاک اور چیچیائی علاج کرانے دوڑ دوڑ کر تمہارے والوں کے پاس جاتے، مگر حقیقت یہ ہے کہ تمہارے افسر اور کرنل پہاڑوں سے ڈاکٹر بلواتے ہیں — تمہارے والے تو بس دھوکا ہی دھوکا ہیں —،،

اولینن نے جواب نہیں دیا — وہ اس سے پوری طرح متفق تھا کہ وہ پہلے جس دنیا میں رہتا تھا، اور اب پھر جس دنیا میں جا رہا تھا، وہ ایک دھوکے کے سوا کچھ بھی تو نہ تھی —

''لوکاشکا کیسا ہے؟ تم اسے دیکھنے گئے تھے؟،، اس نے پوچھا —

''مردے کی طرح بے سدھ پڑا ہے، نہ کچھ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے — صرف ووڈکا پی رہا ہے — مگر جب تک ووڈکا پیتا رہے جب تک سب ٹھیک ہے — اس لڑکے کو کچھ ہو گیا تو مجھے بہت دکھ ہوگا، بہت اچھا لڑکا ہے، بہت بہادر، بالکل میری طرح — میں بھی ایک دفعہ اسی طرح آخری سانس لے رہا تھا — بڑی بوڑھیوں نے تو بین کرنے شروع کر دئے تھے — معلوم ہوتا تھا جیسے سر میں آگ دھک رہی ہو — بلکہ مجھے

تو متبرک تصویروں کے سائے میں لٹا دیا گیا تھا — میں وہاں پڑا تھا، اور میرے سرھانے چولہے پر چھوٹے چھوٹے ڈھولچی، بس اتنے اتنے سے ڈھولچی ڈھول بجا رہے تھے — میں ان پر چیخ اٹھا، مگر وہ اور بھی زور زور سے ڈھول پیٹنے لگے —،، (بڑے میاں ہنسے —) ''عورتیں پادری کو بلا لائیں — یار لوگ تو مجھے دفنانے کی تیاریاں کر رہے تھے — کہنے لگے وہ دنیادار منکروں کے چکر میں پڑ گیا، عورتوں سے عشق بازیاں کیں، لوگوں کی جانیں لیں، روزے نماز سے بھاگتا رہا اور بالالائیکا بجایا کیا — اپنے گناہوں کا اعتراف کرو، انہوں نے کہا — چنانچہ میں اقرار کرنے لگا — 'میں نے گناہ کیا!، اور پادری جو کچھ کہتا گیا میں دوہراتا گیا 'میں نے گناہ کیا ہے —، پھر وہ مجھ سے بالالائیکا کے بارے میں پوچھنے لگا — 'کہاں ہے وہ منحوس چیز؟، اس نے کہا — 'دکھاؤ مجھے — اور توڑ ڈالو ابھی —، 'مگر وہ تو اب میرے پاس ہے ہی نہیں —، میں نے کہا — میں نے اسے خود چھوٹے مکان کے ایک گھونسلے میں چھپا دیا تھا — اور میں جانتا تھا کہ وہ اس کا کھوج نہیں لگا سکتے — چنانچہ انہوں نے میرا پیچھا چھوڑ دیا — مگر میں مر پٹ کے پھر ٹھیک ٹھاک ہو گیا — میں نے پھر بالالائیکا سنبھال لیا... ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا؟،، اس نے کہا — ''میری بات پر دھیان دینا، اور لوگوں سے دور دور رہنا، ورنہ تم بےوجہ مارے جاؤگے سچ تو یہ ہے کہ مجھے تم سے بڑا لگاؤ ہو گیا ہے — تم پینے پلانے کے شوقین ہو — مجھے تم سے محبت ہے! تم جیسے لوگ ٹیلوں پر گھوڑے دوڑانے کے بہت شوقین ہوتے ہیں — یہاں ایک شخص رہتا تھا، روس سے آیا تھا — اسے بھی ٹیلوں پر چڑھنے کا بہت شوقین تھا — وہ انہیں پہاڑیاں کہا کرتا تھا یا ایسا ہی کچھ عجیب سا نام لیتا تھا — جب کبھی اسے کوئی پہاڑ نظر پڑتا، فوراً چڑھ جاتا — ایک دن وہ اسی طرح گھوڑا دوڑا کر اسکی

چوٹی پر پہنچ گیا، وہ کس قدر خوش تھا، مگر ایک چیچپائی نے اس پر گولی چلا کر اسے مار دیا! اف یہ چیچپائی اپنے بندوق کے لشکنوں سے کتنی اچھی طرح گولی چلاتے ہیں! ان میں سے بعض بعض تو مجھ سے بھی اچھے نشانہ باز ہیں — مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ کوئی آدمی بے سبب اس طرح ختم ہو جائے — بعض دفعہ میں تمہارے سپاہیوں کو دیکھتا ہوں اور حیران رہ جاتا ہوں — عجیب حماقت ہے تم لوگوں کی! غریب سپاہی ایک دوسرے میں جٹے جٹے نشانے کی سیدھ میں آگے بڑھتے ہیں — ان کے کوٹوں کے لال کالر الگ سے الگ چمکتے رہتے ہیں — ظاہر ہے ایسے میں بندوق کا نشانہ نہ بنیں تو کیا بنیں — ایک آدمی مر جاتا ہے — اسے اٹھا کر دور پھینک دیا جاتا ہے اور دوسرا اسکی جگہ لے لیتا ہے — کیا حماقت ہے!،، بڑے میاں نے سر ہلا کر دوہرایا — ''تتر بتر ہو کر ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا کیوں جائے؟ اس طرح جاؤ تو وہ کبھی تم پر حملہ نہیں کریں گے — اس طرح سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے!،،

''اچھا شکریہ بہت بہت شکریہ! خدا حافظ چچا! خدا نے چاہا تو پھر ملیں گے،، اولیئین نے اٹھ کر دروازے کی طرف جاتے ہوئے کہا —

بڑے میاں، زمین پر بیٹھے تھے، وہیں بیٹھے رہے —

''اس طرح کہتے ہیں خدا حافظ؟ احمق، گدھے!،، انہوں نے اپنی کتھا شروع کر دی — ''اف میرے خدا، دنیا کو کیا ہو گیا ہے! ساتھ رہے، ساتھ اٹھے بیٹھے لگ بھگ سال بھر ساتھ رہا اور اب 'خدا حافظ!'، اور بھائی صاحب چل پڑے! مجھے تم سے محبت بھی ہے اور تم پر رحم بھی آتا ہے! تم اس قدر تنہا ہو، ہمیشہ تنہا، ہمیشہ اداس، شاید کسی کو تم سے محبت نہیں —